فہرست ابواب و مضامین کتاب تہذیب النسوان و تربیت الانسان

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

والدہ محترمہ ہر ہائنس نواب شاہ جہان بیگم (خلد مکان) اس زمانہ کی اُن ممتاز خواتین مین تھین جو یگانۂ عصر گذری ہین - وہ جس طرح ایک مدبر فرمان روا تھین اور انمیں حکمرانی کی اعلیٰ قابلیتین جمع تھین اُسی طرح تدبیر منزل اور تصنیف و تالیف کی قابلیت بھی موجود تھی - اُنھون نے متعدد تصانیف کین جو ملک مین شایع ہو چکی ہین لیکن تہذیب النسوان و تربیت الانسان اُنکی قابلیتِ تصنیف و تدبیر منزل کو خاص طور پر نمایان کرتی ہے اور اُن کے اس مقدس جذبہ کی مظہر ہے جو اپنی جنس کی ترقی و تعلیم اور احترام مذہب کے متعلق ان کے دل مین تھا - اول مرتبہ یہ کتاب سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء مین شایع ہوئی تھی - اس کتاب نے قبولیت عام کی سند حاصل کی اور دو ہی سال بعد دوبارہ شائع کی گئی - پھر مطبع مجتبائی نے اس کو تیسری مرتبہ شائع

گیا ۔ غالباً اُردو مین یہ پہلی تصنیف شائع ہوئی ہے جس مین امور تدبیر منزل کے ساتھ ساتھ اُن مذہبی احکام کو بھی جو اس باب مین ہین کافی طور پر جمع کیا ہے ۔

چونکہ اب تعلیم نسوان کی طرف بمقابلہ گذشتہ ۲۳ سال کے زیادہ توجہ ہورہی ہے لیکن اس توجہ مین مذہبی بے پروائی کا اثر بھی ہے اسلئے مین نے اس کتاب کو جس مین مذہبی اصول پر تدبیر منزل کی تعلیم ہے بعد حذف زوائد شائع کرنا ضروری سمجھا ہے تاکہ میری جنس اور قوم کی خواتین کو فائدہ پہونچے اور والدہ مرحومہ کی روح کو مسرت و ثواب حاصل ہو ۔ مجھے یقین ہے کہ جو خواتین اس کتاب کا مطالعہ کرینگی وہ جناب مرحومہ کو اور مجھے دعائے خیر سے یاد کرین گی ۔

سلطان جہان بیگم

[illegible]الستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اوس احسن الخالقین کو جسنے نوع انسان کو اشرف مخلوقات و اکرم کائنات
بنایا اور نسل آدم ابوالبشر کو بطن حوا علیہما السلام سے سارے اقالیم دنیا مین پہیلایا اور
صلوۃ وسلام جناب نبوت پر جنہون نے اولاد ہونے کو موجب کثرت امت مرحومہ
کیا اور معالجۂ اطفال و تعلیم و تربیت اولاد خردسال کو جائز بتلایا اور اونکے آل و
اصحاب پر جنکے سبب سے ہمین ہر نیک و بد کا تمیز و سلیقہ آیا اما بعد جو کہ اس ملک
ہندوستان مین اکثر عورتین اپنے جہل اور نادانی کے سبب سے اپنی اولاد کو خصوصًا
لڑکیون کو بے علم اور بے ہنر رکہتی ہین اور وہ بسبب بیعلمی اور بے ہنری کے طرح طرح کی
تکلیف اور ایذا مین گرفتار ہوکر آخر کو افلاس وغیرہ مین مبتلا رہتی ہین بلکہ جو کچہہ مال و
اسباب مان باپ یا سسرال کا جہیز یا ترکے وغیرہ مین ہاتھ آتا ہے اوسکو بہی اپنی نادانی

اور کم فہمی اور بیعلمی اور بے ہنری سے کہو دیتی ہین اور ہیزبان شبینہ کو محتاج ہو جاتی ہین اور
سوا اسے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بیعلمی کے باعث سے دین و ایمان کا
بہی خیال اور اندیشہ نہین رکہتی ہین اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ مین گرفتار
ہوکر آخرت کو بہی تباہ اور برباد کرتی ہین اس لیئے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بنانا
اللہ تعالیٰ کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ع کہ بے علم نتوان خدا را
شناخت ؛ اور جیسے اپنے جہل اور بیوقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیونکو کہوتی
ہین ویسے ہی اپنی جان کی بہی حفاظت اور احتیاط نہین کر سکتی ہین چنانچہ اکثر عورتین
زچاخانے مین ہر نوع کی تکلیفین اور بیماریان اوٹہاتی ہین بلکہ بہت عورتین اسی مین
ضایع ہو جاتی ہین گو اونکی عمر اونتی ہی ہوتی ہے مگر بے احتیاطی کا حیلہ ہو جاتا ہے اور
جو عورتین اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بہی جاتی ہین تو وہ بیچاریان اکثر امراض مین گرفتار
ہوکر ہمیشہ ایذا اور تکلیف مین مبتلا رہتی ہین یعنی کسیکا پیٹ بڑہ جاتا ہے کوئی بے کلی
اور صلابت رحم اور مرض ریاح وغیرہ مین مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ او
کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قایم ہوئی
ہے تب سے یہ کارخانۂ الٰہی برابر جاری اور قایم ہے کہ جسکو عرصہ کئی ہزار برس کا
گذرا ہے مگر ان جاہل اور نادان عورتون کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور
سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچون کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور
شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو جو نقصانات انکی بیعلمی اور نادانی کی وجہ سے

جو مرض پیش آتے ہین وہ سب پر روشن اور عیان ہین حاجت بیان کی نہین ہے
اور یہ تمام ضرر اور نقصانات دارین کے اسی بے علمی کی وجہ سے پہونچتے ہین
اس واسطے مینے یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان مشتمل
بیس باب اور اسّی فصلون پر کہ جسمین شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے اُردو
زبان مین واسطے تعلیم عورتون کے موافق اپنی عقل اور تجربے کے لکھا تاکہ ہر
عورت اس سے فائدہ اوٹھاوے اور مجھکو دعاے خیر سے حاضر اور غائب یاد کرے

باب اوّل

فصل عورتون کے امراض اور اون کے ادویہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتون کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہین یعنی رحم کے بگاڑ
سے ہرطرح کا مرض مثل پیکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا
کم ہوجاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہرطرح کے امراض پیدا ہوتے ہین جیسے
دوران سر اور غشیان اور درد سر اور تبخیر اور گھبراہٹ اور اعضا شکنی اور نفخ اور
درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بہی کم ہوجاتی ہے بلکہ جبس کیوجہ
اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہوجاتے ہین کہ جس کا علاج دشوار اور
مشکل ہوجاتا ہے اور ایسے ہی سببون سے اولاد ہونا بہی موقوف ہوجاتا ہے غرضکہ

قلت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی نکرے
جب اپنے معمول مین قلت معلوم ہو تو اُس وقت اوسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت
ضرور ہے اور قلت ایام کے کئی سبب ہوتے ہین یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت
اور جہکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلت خون کہ یہ سب باعث حبس
کے ہین پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب حبس معلوم ہو تو اُسوقت کوئی مدر دوا
یا کوئی لیپ لگا دے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کرا دے کہ جس سے رحم درست
ہوا ورورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہان تک ہوسکے کہانے پینے اور ضماد سے
علاج کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت ہوتی ہے
اور پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی حاجت
رہتی ہے اور اکثر قابلہ علاج مین کوتاہی کرجاتی ہین تاکہ عورتین ہمیشہ اون کی محتاج
رہین اور اونکو اپنی آمدرہے اِس لیے چاہیئے کہ جب حاجت علاج کی ہو کسی
حاذق سے اپنا حال کہے اور اوسکی راے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے اور
اگر حکیم قابلہ کی راے چاہے تو قابلہ کو دکہا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اوسکا استعمال
قابلہ سے کرائے مگر اوسکی رائے کو دخل نہ دے حکیم کی راے کے موافق عمل کرے اس
مرض کے واسطے فصد پاؤن کی جس کو صافن کہتے ہین بہت مفید ہوتی ہے اور
اگر کسی سبب سے فصد پاؤن کی ممکن نہو تو باسلیق کی فصد بہی فائدہ کرتی ہے لیکن جو
عورت ضعیف القویٰ ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لیوے

کی کسی ہو سکے اس طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکنے استعمال
دوا وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ دے اور قوی عورت کو ساٹھ برس تک
فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اوسکو بھی لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو فصد نہ
کھلوا کے لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس
کے واسطے ضرورت کے لکھی جاتی ہین اول یہ کہ کالی زیری کا لیپ زیرناف
کرے اور اوسپر نیم کا بہرتا یا ارنڈ کے پتے باندہے اور ایلوے کا لیپ بھی مفید ہوتا ہے
اور ٹیسو کے پہول بھی جوش دیکر زیرناف باندہتے ہین اور ارنڈی کے تیل کا بھی استعمال
کرنا مفید ہوتا ہے اور اگر اس تیل مین زعفران ملاکر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے
اور پینا تخم خیارین یا تخم خربزے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بھی مدر ہے اور تخم کسم
کو بھی جسے کرڑ کہتے ہین جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتین واسطے ادرار کے
ہلدی کی پھنکی بھی پھانکتی ہین اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے
واسطے حمام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائین تو مفرد لکھی گئی ہین اور ایک
نسخہ مرکب بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر
تہاؤن کو پلایا جاتا ہے ضرورۃً اس جگہہ لکہا جاتا ہے وہ یہ ہے ۔ نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل
خار خسک نیمکوفتہ تخم خیارین نیمکوفتہ تخم کاسنی نیمکوفتہ تخم خربوزہ نیمکوفتہ اصل
السوس پوست فلوس خیارشنبر در آب خیسانیدہ جوش کردہ صاف نمودہ قند سفید
بقوام آوردہ ریوند خطائی باریک سودہ شربت سازند قدر شربت ہمراہ بزر بداد اگر

ان دواؤ نکے پینے اور ضماد وغیرہ سے کچھہ فائدہ نہو اور سبب فساد رحم کا معلوم ہو تو
کر اوس وقت علاج قابلہ کا کرے یعنی استعمال دوا کا اور مالش پیٹ کی کراوے اور
کلین وغیرہ لواوے تا کہ سب رگ پٹھے درست ہوجاوین لیکن زمانہ ایام مین تین
تک مالش وغیرہ نکرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پیچھے دوا
استعمال کراوے اور جب ایام پورے ہوجاوین اوس وقت مالش پیٹ کی اور دوا
استعمال آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اوس وقت دوا
جھاڑ کی لیوے اور جب خوب اخراج مادّے کا ہوجاوے تو پہر تین چار روز دوا
قوت کی لیوے اور جب تک دوا قابلہ کی ہووے تب تک ہر قسم کی احتیاط
رکھے کچھہ کام محنت کا مثل بوجہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑہنے وغیرہ کے نکرے اور
ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم
کی راے کو بھی شریک کرے تا کہ کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہو کیونکہ اکثر دائیاں جاہل
ہوتی ہین اور مریض کے مزاج سے واقف نہین ہوتین اپنی راے سے سرد گرم کا لحاظ
کرکے خلاف مزاج مریض اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہین کہ وہ آیندہ کو نقصان کرتی
ہے اور پہر اوسکا سدہرنا مشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لئے حکیم کی راے شریک
بہت ہی ضرور ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نکرے
تدابیر سے کام نکالے استعمال اور مالش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے
سب پٹھے عورت کے نرم اور ڈہیلے ہوجاتے ہین اور ادنیٰ صدمے سے اپنی جگہہ سے ہٹ

جاتے ہین اور پہر بے مالش درست نہین ہوتے ہین - پس ہر وقت قابلہ کی ضرورت
اور احتیاج رہتی ہے اس لئے جہان تک ہوسکے کہانے پینے ہی کی دوا کرے
قابلہ کی دوا سے بچے -

فصل ۵ موانعات حمل مین

جاننا چاہیئے کہ بانجہ کی دو قسمین ہین ایک تو مادر زاد کہ جسکے کبہی بچہ نہوا ہو اس کا تو
علاج مشکل ہے بلکہ ہو نہین سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہوچکی ہے اور پہر
کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہوگیا ہے پس ایسی بانجہ کا علاج ممکن ہے
اور اس طرح سے بانجہ ہوجانے کے حکیمون نے کئی سبب لکہے ہین اول تو قوی
سبب اولاد نہونے کا امراض رحم کو لکہا ہے اور دوسرا سبب حکیمون نے منع حمل
کا کہانے پینے کی ادویات وغیرہ کو لکہا ہے جیسے بجونٹی وغیرہ اور یہ دوائین مرکب
اور مفرد دونون طرح کی ہوتی ہین اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کہانے
پینے مین مانع حمل ہین ویسے ہی استعمال کی دوائین بہی مانع حمل ہین اور کثرت خوف
اور غم سے بہی حمل نہین رہتا مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا ہے اور سوا اسکے
بہت سے سبب اور امراض نہ رہنے حمل کے کتب طب مین لکہے ہین مینے
اتنی ہی پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہین اسباب کی وجہ سے جنکی تفصیل اوپر
لکہی گئی موقوف ہوجاتا ہے اور اکثر عورتون کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہین پس

جو سبب کہ کثرت سے ہوتے ہین وہی اس فصل مین درج کیے گئے ہین زیادہ کی کچھ حاجت نہین معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہوتی ہو اور کسی مرض کے باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہوگیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہوکر پھر کسی وجہ سے جننا بند ہوگیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ مین دریغ نکرے اسلیے کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالی کی ہے خصوص مسلمان کے لیے کو کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشتا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت اُمت محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد صالح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات مین داخل ہے اور دنیا مین بھی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری اولاد ہی سے مراد ہے اسواسطے کہ اگر کسی کے گھر مین لاکھون کروڑون روپے ہون اور اولاد نہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہین ہوتی اور نہ اوس دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خار اور خنجر معلوم ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھوؤن کے نظر آتا ہے نظم

اولاد نہووے جس کے گھر مین	زندان خانہ ہے وہ نظر مین
فرزند چراغ دودمان ہے	روشن فرزند سے جہان ہے
انسان کو بوقت دستگیری	فرزند ہے جو عصائے پیری
نے جم ہی رہا نہ جام باقی	رہتا ہے پسر سے نام باقی

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو پوچھتا ہے کہ آپ کے کے بچے ہین کوئی دولت کا

حال نہین پوچہتا کہ آپکے پاس روپیہ کتنا ہے اور کثرت اولاد سے ایک تو
خانہ آبادی ہے دوسرے یہ اگر ایک بچہ خراب اور نالائق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچہا
اور نیک ہوگا کہ جس سے مان باپ کو چین وآرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت
کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ مان باپ کے لئے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرضکہ کثرت اولاد
مین کئی فائدے ہین پس جو لوگ کہ کثیر الاولاد ہین وہ نہایت ہی خوش نصیب ہین
بخلاف اونکے کہ جو اس نعمت سے محروم ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونیکی
فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اسلئے کہ اسکی فکر اور تدبیر مین رہنا بہی خالی اجر اور ثواب سے
نہین اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کریگا تو وہ بہی داخل
ثواب ہوگا اور اللہ اوسکو بہی جزائے خیر عطا کریگا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اگر کسی
محمدی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اُسکی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی اور اُمت محمد صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جسکے واسطے شرع شریف مین نکاح کرنا سنّت
ٹہیرا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بے نکاح رہنے سے منع فرمایا
ہے سبب اوس کا محض رکنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہ ہوگا تو پہر اولاد
کس طرح ہوگی اور نکاح کی غرض بہی یہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف
مین نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجہا جاتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین
آیا ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ
یعنی بیبیان تمہاری کہیتیان ہین واسطے تمہارے پس جاؤ کہیت اپنے مین جسطرح

چاہو تم اور آگے بھیجو واسطے جانون اپنی کے اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے عورتون کو کھیتی ٹھہرا کے حکم فرمایا ہے کہ جس طرح چاہو جاؤ اور بعد اس کے جو یہ
فرمایا ہے کہ آگے بھیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا اور آرزو اوسکی ہے اور
یہی بات حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی نے
معقل بن یسار سے نقل کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ- یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے خاوند کو اور بہت جننی والی ہو
اسلئے کہ تحقیق مین فخر کرونگا بسبب بہتایت تمہاری کے اور اُمتون پر پس اس سے
بھی یہ ثابت ہوا کہ نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے اور اس سے دنیا کی
آبادی اُمت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی بانجھ ہو
بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اوسکا موقوف ہوگیا ہو تو وہ اپنی تدبیر
اور فکر اولاد کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہووے شاید اللہ تعالی اپنے فضل و
کرم سے اولاد صالح پیدا کردے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہووے تو بھی اوسکی فکر
و تدبیر مین رہنا خالی اجر سے نہین ہے اسواسطے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ
اوسکو قیامت مین بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور ثمرہ اس تکلیف کا
جنت مین عنایت فرماویگا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالیٰ کے
ضائع نہین جاتا اگر دنیا مین اثر نہ ہوا تو عاقبت مین ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ

نیست بخیر ہو غرضیکہ عورتون کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر مین رہین اور دوائیمن اور حکیمون کو بھی چاہیئے کہ ایسی عورتون کے علاج مین دریغ نکرین اسواسطے کہ ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بھائی مسلمان کی اعانت ہے نیک کام مین اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو نفع پہونچے اور عبادت لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے اپنے نفع کھینچنے سے بہتر ہے اسی لیئے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہین اونکے ہاتھ مین زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت اون حکیمون کے جنہون نے علاج کرنے کو کمائی ٹھیرایا ہے۔

فصل ۳ وجوہ اسقاط کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جو بعض عورتون کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل اونکے ٹھیرتے نہین گرگر جاتے ہین اور بچہ پورا نہین پیدا ہوتا ہے تو اسکے کئی سبب ہوتے ہین چنانچہ رحم مین حرارت یا برودت یا ضعف کا پیدا ہونا زیادہ گرم چیز کھا لینا کسی بوجہل چیز کا اُٹھانا سخت محنت کرنا تیزی سے چلنا یا دوڑنا یا ابتدائی زمانہ مین ممنوعات سے پرہیز نہ کرنا مسہل و فصد لینا پیٹ کی مالش کرنا رنج و غم کا ہونا گھبراہٹ، یہ سب ایسے ہی اسباب ہین اور اکثر کم مدت کے حمل مین اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس اون ایام مین نہایت احتیاط اور حفاظت کرنا چاہیئے یعنی اون چیزون سے کہ جسکے

باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پرہیز اور اجتناب رکھنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا
دیکھنے اور سننے مین آیا ہے کہ کہانے پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتون
کے اسقاط ہو گئے ہین اور اکثر حار ہی چیزون کا کہانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ بہی
استحان مین آیا ہے کہ اکثر لڑکون[ف] کے حمل زیادہ گرتے ہین اور لڑکیون کے کم بس لازم ہے
کہ شروع حمل سے چہہ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکہین اور آٹھوین مہینے مین بہی احتیاط
کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ اکثر ساتوین مہینے کا بچہ زندہ اور سلامت رہتا ہے
بخلاف آٹھوین مہینے کے کہ وہ کبہی نہین بچتا۔ حکما اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ
جب ساتوان مہینا عورت کو شروع ہوتا ہے تو اوس وقت بچہ پیدا ہونے کے
واسطے پیٹ مین زور و طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ قوی ہوتا ہے
تو اپنی قوت کے سبب سے اوسی مہینے مین پیدا ہوجاتا ہے اور اگر بچہ ضعیف اور
ناتوان ہوتا ہے تو پہر وہ خروج نہین کرسکتا بلکہ تہک کر پیٹ مین بیمار اور سست
ہوجاتا ہے اور مہینا بہر تک بسبب اوس تہکن کے سست رہتا ہے اس وجہ سے
اٹھوانسا بچہ نہین جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک خوب احتیاط

ف - اطبّا کا قول ہے کہ لڑکون کی طبیعتین حار یعنی گرم ہوتی ہین اور لڑکیون کی طبیعت مین غلبہ برودت
ہوتا ہے اس لئے ذراسی بے احتیاطی اور گرم چیز کے استعمال سے لڑکون کے حمل کو نقصان پہونچتا
ہے۔ پس حاملہ کو گرم چیزون سے زیادہ پرہیز کی ضرورت ہے۔

حفاظت رکہین اور ہر مضر چیز کے کہانے پینے سے پرہیز کرین تاکہ کسی طرح کی مضرت اور پریشانی نہووے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت مین ہوتا ہے لیکن اکثر بسبب بے احتیاطی کا ہوجاتا ہے پس ہر امر مین لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بہروسا کرے اور اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نرہے اور یہی حکم حدیث شریف مین آیا ہے اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ [۱] اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالےٰ نے نظم فرمایا ہے ع برتوکل زانوے اُشتر ببند۔

فصل اسقاط اور مرا بچہ پیدا ہونیکے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہوا اور وہ کسی دوسرے مرض مین سوائے اسقاط کے گرفتار نہوا اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا ہو تو وہ چار پانچ روز مطلقاً غذا نہ کہاوے [۲] تاکہ فضلات رحم اور رطوبت جسم جو بدن مین زائد ہون بالکل دفع ہوجاوین اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہو اس لئے کہ اگر غذا مواد فاسدہ کے دفع ہونے سے پہلے ملیگی تو وہ رطوبات جنکا نکلنا ضروری تہا نہ نکلین گی بلکہ ساتھ غذا کے جسم مین پہونچکر رطوبات صالحہ کو بہی فاسد کرکے ورم و درد وغیرہ پیدا کرینگی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسدہ کے دفع ہونے کے زمانے مین یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کہاوے بعد اس کے

[۱] ۔ ترمذی نے اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جامع صغیر مین اسپر ضعف کی علامت لکہی ہے
[۲] ۔ ڈاکٹر اس کے بالکل خلاف ہین اور اون کی رائے ہے کہ ایسی صورت مین کوئی ہلکی اور زود ہضم غذا ضرور دینی چاہئے

تین روز تک منقیٰ کہاوے چھٹے یا ساتوین دن سے تین روز تک آبجوش نہہار
بکری وغیرہ کا پیے پہر روٹی شوربے مین بہگو کر جسے عربی مین ثرید کہتے ہین کہاوے
اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پہر ثرید کی ضرورت نہین جب تک
روٹی نہ ملے تب تک پانی بہی پینا نہ چاہیے فقط عرق سونف[۵۱] مکو وغیرہ پیا کرے
اور جس قدر زائد میعاد کا حمل ساقط ہو اوسی قدر احتیاط کھانے پینے مین زیادہ
رکہے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زائد احتیاط کی ضرورت نہین ہے فقط
ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ کا حمل ساقط ہوا ہو تو اوسکی
احتیاط کہانے پینے مین ایک ہفتے تک رکہے یعنی ایک ہفتہ غذا نہ کہاوے
اور پانی بہی نہ پیئے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ کا ہو تو اوسمین
غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکہے یعنی نوین روز غذا کہاوے اور اوسی روز
پانی بہی پیئے آٹھہ روز تک منقی اور آبجوش ہی پر قناعت کرے اور پانی کی جگہہ
عرق مذکور ہی پیئے اور چلے تک سرد اور ترش چیزون سے پرہیز رکہے اور اگر سات
ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اوسکی احتیاط
مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ مین مرنے کے آثار
پائے جاوین یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ مین وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی

۵۱۔ بعض زچاؤن کو عرق سونف بہت نقصان کرتا ہے اور ڈاکٹر صاف و مقطر پانی ہی دیتے ہین۔
لیکن شروع مین نیم گرم دینا چاہیے۔

اور درد زہ تھم جاوے پیٹ زچا کا ٹھنڈا اور ہاتھ پاؤن سرد ہوجاوین اور
سی معلوم ہو جب یہ سب علامتین پائی جاوین یا بعض تو اوسی وقت
اخراج کی دواؤن کا استعمال کرنا چاہیئے اور کاڑہا وغیرہ بہی جلد تیار کرکے پلاوین
اور جہان تک ممکن ہو اوس کے اخراج کی تدبیر جلد کرین تاکہ اوس مردہ بچے کا زہر
زچا کو اثر نہ کرنے پاوے اور جب بچہ پیدا ہوچکے تو اوسی وقت زچا کے پیٹ
کو خوب سونت [۱] ڈالین تاکہ سب لہو یانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب
صاف ہوجاوے بعد اسکے تہوڑے سے پیسے [۲] لیکر زچا کے بدن کے اندر
رکہدین اور دو چار پیسے زچا کے موہنہ مین بہی دیدین اور پانی نہ دین بجاے اسکے
یہ ادویات پلاوین - بالنس کی گرہ - پوست اخروٹ - ڈوڈہ کپاس - پوست
املتاس - ان چارون چیزون کو آٹھہ دس سیر پانی مین جوش دین جب دو تہائی
پانی باقی رہے تو بجاے پانی کے استعمال کرین اور طہارت بہی اسی سے کرین
اور اکثر عورتین اور عوام اطبا فلوس بہی داخل کرتے ہین تین دن تک اسی پانی
کو پیئین چوتہے روز بجاے غذا کے گلتھی پکاکر صرف اوسکا پانی پیین اور جرم
گلتھی کا دوسرے وقت کہاوین پانچوین روز موٹھ بقدر دو تین تولے کے پکاکر
کہاوین اور پانی کے عوض عرق سونف عرق مکوہ عرق گاؤزبان ملاکر پیئین اور

(۵ تسسد ۲ تولہ ۲ تولہ ایک تولہ)

[۱] سونتنا بہی نقصان دہ ہے اور بجاے سونتنے کے پچکاری سے صاف کرنا چاہیئے اس قسم کی پچکاریان بکثرت دستیاب ہوتی ہین [۲] پیسونکا استعمال احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ تانبے مین ایک قسم کی سمیت آجاتی ہے اور اوس سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے ۔

دو ایک روز یہی موٹھہ پکا کر کہاوین اور اسی پر قناعت کرین نوین روز تہوڑی
روٹی گیہون کی موٹھہ کی دال کے ساتھ کہاوین اور دسوین روز یہی اسی پر کفایت
کرین مگر تہوڑی تہوڑی غذا بڑہاتے جاوین گیارہوین روز سے گیہون کی روٹی
مرغ اور تیتر وغیرہ کی بے روغن شوربے کے ساتھ بتدریج کہانا شروع کرین اور
تفنّن طبع کے لئے منقی انجیر ولایتی وغیرہ میوہ جات مدرّہ کا موافق قوت ہضم کے
استعمال کرین اور اکیسوین دن تہوڑا تہوڑا روغن گاؤ روغن بادام و پستہ غذا
مین داخل کرنا شروع کرین غرضکہ جنکے مرا بچہ پیدا ہو وہ تین روز تک سوائے اون
پینے کی دواؤن کے جو اوپر لکہی گئی ہین اور کوئی چیز کہانے پینے مین استعمال نکرین
چوتھے روز اول وقت صرف کلتھی کا پانی پیئین اور دوسرے وقت اوسکا جرم
کہاوین پانچوین روز سے آٹھوین روز تک فقط موٹھہ دو تین تولے پکا کر کہاوین اور
کوئی دوسرا اناج نہ کہاوین نوین اور دسوین روز تہوڑی روٹی گیہون کی موٹھہ
کی دال سے کہاوین اور پینے کو پانچوین روز سے گیارہوین روز تک عرق
سونف مکو گاؤزبان وغیرہ کا پیئین اور گیارہوین روز سے پہر گیہون کی روٹی مرغ تیتر
وغیرہ کے شوربے کے ساتھ کہاوین مگر غذا کو تہوڑا تہوڑا بڑہاتے جاوین یکبارگی
زیادہ نہ کہاوین اور بیس روز تک روغن کسی طرح کا مطلق نہ کہاوین اکیسوین روز
سے تہوڑا تہوڑا روغن کہانا شروع کرین اور بارہوین روز سے تہوڑا تہوڑا پانی بجہا ہوا
بہی پیئین مگر اس طرح سے کہ وقت کہانا کہانے کے پانی پیئین اور پہر عرق چودہوین روز

تک اسی قاعدے سے پیتی رہین پندرہوین روز سے اکیسوین روز تک اس طور سے کہ دو وقت پانی پیین تو ایک وقت عرق اور بعد اکیس روز کے جب روغن کہانے مین داخل ہو تو عرق پینا بہی موقوف کرین فقط - پانی ہی پیوین لیکن بجہا ہوا ہو اور چاہیے کہ چالیس روز تک اسی طرح پرہیز اور تدبیر اور علاج وغیرہ کرین - جن عورتون کو بعد اسقاط کے ادرار کم ہو تو وہ واسطے اخراج کے حار مدرّ دواؤن کا استعمال کرین مثالاً ایک نسخہ بہی اس جگہہ لکہا جاتا ہے -

تخم شبت ۶ ماشہ تخم خربزہ ۲ ماشہ بادیان ۴ ماشہ بیخ بادیان ۴ ماشہ تخم قرطم ۱۰ ماشہ ابہل ۴ ماشہ عرق بادیان — ماء

مین جوش کر کے مل چہان کے شربت بزوری معتدل ملا کر پیین اور چاے پینا بہی مفید ہے غرضکہ ایسی عورتون کو چالیس دن تک سرد پانی سے بچنا چاہیے اور سرد اور ترش چیزون سے بہی پرہیز لازم ہے اور خاوند سے بہی الگ رہین اور چونکہ اسقاط کے بعد ضعف بہت ہو جاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کامون سے بچنا ضرور ہے تا کہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہین اور دوسرے امراض رحمی نہ پیدا ہو جاوین کہ موجب فساد اور نقصان کے ہون یہ سب دوائین اور تدبیرین اگرچہ کتب طب سے لکہی گئی ہین اور اکثر تجربے مین بہی آئی ہین مگر پہر بہی حاجت کے وقت کسی حکیم کی رائے کو ضرور شریک کرلین اوس کی صلاح کے بعد دوا اور علاج کی تدبیر کرین -

باب دوم

فصل ۱ حمل کی پہچان مین

جاننا چاہیئے کہ آثار حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف ہوجاتا ہے اسی لیئے جب تندرست جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجائین تو حمل ہی سمجھنا چاہیئے اور بعضے حمل مین بعض عورتون کو ایسا ہی ہوتا ہے کہ حمل کے زمانے مین تھوڑا تھوڑا خون بھی آتا ہے اور حمل بھی قایم رہتا ہے یعنی موافق معمول کے زیادتی آمد کی نہین ہوتی کچھہ دھبا سا لگجاتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت بعض عورتون کو ہوتا ہے اکثر کو نہین ہوتا پس بڑی علامت حمل کی یہی ہے کہ جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجاوین اور اسی بند ہونے پر گنتی ایّام حمل کی ہوتی ہے درد سر اور متلی کا ہونا پنڈلیون کا اینٹھنا چھاتیون کا گدرانا بغیر درد کے یعنی جیسے حبس مین چھاتیان دکھتی ہین ویسے حمل مین نہین دکھتین لیکن گدرا ضرور جاتی ہین اور بھی آجانا سیاہی کا چھاتیون کے مونھہ پر اور راوٹھنا دھنیونکا یعنی بھٹنی سے لیکر آدھی چھاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اوسپر بھٹنی کے گرداگرد دانے سے اوٹھہ آتے ہین کہ اوسکو ہندی مین دھنیان کہتے ہین یہ سب علامتین حمل مین لازم ہین اور حمل مین طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت آنا لازم ہے اور بعضی عورتون کے حمل مین قے بھی ہوتی ہے سر بھی پھرتا ہے اور

کسی کسیکو غش بہی آتے ہین اور اکثر عورتون کا جی بعضی چیزون کے کہانے پینے سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ اوسکی خوشبو تک بُری معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزون کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شروع شروع حمل کی سختی ٹہیکرے مین معلوم ہوتی ہے یعنی ناف کے نیچے بیچون بیچ مین ایک پور برابر ٹکیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اسمین مانند نبض کے کچہہ کچہہ دہمک بہی محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجہا جاتا ہے اسلیئے کہ مرض کی سختی نلی وغیرہ مین ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بیچون بیچ ٹہیکری ہی مین ہوتی ہے پہر دوسرے مہینے تک نلی کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے اور تیسرے مہینے تو تمام پیڑو بہر جاتا ہے چوتہے یا پانچوین مہینے بچہ پہڑکنے لگتا ہے اور پہڑکنا بچے کا پہلی ٹہیکری ہی سے[۱] معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پہڑکتا ہے تو اوسکی لپک ٹہیکری ہی مین ثابت ہوتی ہے پہر دن بہ دن بڑہتی جاتی ہے ساتوین مہینے تک تو خوب پہڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ مین پہرنا اوس کا خوب محسوس ہوتا ہے اور حمل مین پانچوین مہینے چہاتیون مین دودہ بہی آجاتا ہے اور اکثر عورتون کو پانچوین یا ساتوین مہینے سے کولے مین درد شروع ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے

[۱] اگرچہ نبض کی سرعت اور قارورہ سے بھی اطبا حمل کی شناخت کر لیتے ہین لیکن پھر بہی شک رہتا ہے اور وہ علامتین جو عام طور پر حمل کی سمجھی جاتی ہین اور بہت سے امراض مین بھی ہوتی ہین - حمل کا کامل یقین اوسی وقت ہوتا ہے کہ جب پیٹ پر آلہ رکھکر دیکھا جاتا ہے اور بچہ کے دل کی آواز کان مین آتی ہے اور یہ سب باتین پانچ چھہ ماہ کے بعد معلوم ہوتی ہین - ۱۲

یعنی پسلی کی نوک پیٹ مین چبھتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت
تکلیف ہوتی ہے اور حمل والیون کے پانو پر سوجن آجاتا ہے کسی کے ساتوین
ہی مہینے اور کسی کے پورے دنون مین یعنی نوین مہینے غرضکہ پانون پر ورم ہو جانا
بہی ضرور ہے تہوڑی مدت رہے یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانۂ حمل مین
عورتین بیمارون ہی کی طرح رہکر سال بہر تک تکلیفون ہی مین مبتلا رہتی ہین
اور ابتداے حمل سے ولادت تک کسی طرح کا آرام نہین ملتا اور جو عورتین کہ اولاد
کو دودہ پلاتی ہین اون کو توڑہائی تین برس تک مطلق چین و آرام میسر نہین ہوتا
اتنے دن تکلیف ہی مین گذرتے ہین چونکہ حمل کے زمانے مین انتہا درجے کی تکلیف
و ایذا رہتی ہے اور مان کو کسی طرح کی راحت نہین ملتی اسلیئے اللہ جل شانہ نے
قرآن شریف مین مان باپ کے ساتھ احسان کرنے کی چند جگہہ وصیت فرمائی
چنانچہ اکیسوین پارے مین یہ ارشاد ہوتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ
أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ
یعنی اور حکم کیا ہمنے انسان کو بیچ مان باپ اوس کے کے بہلائی کا اوٹہاتی ہے
اوسکو مان اوسکی سستی سے اوپر سستی کے اور دودہ چہٹانا اوسکا بیچ دو برس کے
یہ کہ شکر کر واسطے میرے اور واسطے مان باپ اپنے کے طرف میرے ہے پہر آنا
غرضکہ اس ایذا کا حال بہی اللہ تعالی نے کئی جگہہ فرمایا ہے پس انتہائی تکلیف
سمجھنا چاہیئے لیکن اس ایذا کا خیال نکرنا چاہیئے جب سے حمل معلوم ہوا اوسکی

احتیاط ضرور چاہیئے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالی اپنے فضل سے بعد اس ایذا کے بچہ عنایت کرے گا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو اس ایذا کا نعم البدل ہوگا اور ماں باپ کو اوس سے چین اور آرام حاصل ہوگا۔

فصل ۲ حمل کی احتیاط مین

عورتون کو لازم ہے کہ جب وقت آثار حمل کے معلوم ہووین تو اوسکی حفاظت اور احتیاط اس قاعدے سے رکہین کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور مدر کہانے پینے مین نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکہین اور کوئی دوا وغیرہ استعمال کی بہی نکرین اور خلوت مین نہ جائین اور بہت محنت اور مشقت سے بہی اجتناب کرین اور بہت باردار چیز بہی نہ اوٹہاوین اور مسہل بہی نہ لیوین اور جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ بہی نہ لگادین اور نہ برف کہادین کیونکہ ان سب سے اندیشہ حمل کے اسقاط کا ہے ہان اگر مسہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتہے مہینے سے چہٹے مہینے تک مسہل لینے کا چندان مضائقہ نہین ہے مگر شروع حمل سے تین مہینے تک اور ساتوین مہینے سے بچہ کی ولادت تک ہرگز مسہل نہ لیوین اگر اس مدت مین بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوای مسہل کے کسی تدبیر سے علاج نہ ہوسکتا ہو اور حکیم مسہل ہی کی تجویز کرتے ہون تو مجبوری سے تلین لیلین قوی مسہل نہ لین جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بہی اسی طرح خیال رکہین یعنی اگر ان چیزون مین سے کیسی کی ضرورت ہو تو جو کم خون لینی والی چیز ہو اوسکو علاج مین مقدم کرین

مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جونک سے بھی کام نکل سکتا ہے تو جونک ہی
کو مقدم کرین اور فصد سے بچین گرجہان تک ممکن ہو مسہل اور جونک اور فصد
اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزون سے
اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا
بھی نہ کہاوین خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کہاوین کیونکہ اس سے بچے کو
مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کہانا نچاہیئے کہ اس سے بچے کے بدن
مین خشکی اور پہوڑے پہنسی وغیرہ ہوتے ہین۔ مرچ اور ترشی بھی کم کہانا چاہیئے
کیونکہ اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے
تک سرد اور قابض اور دیرہضم چیز نہ کہاوین تربوز اور دہی اور ککڑی تو ہرگز
نہ کہاوین اس لئے کہ ان چیزون کے کہانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت
ہوتی ہے اور بہت سخت سخت ایسی بیماریان پیدا ہوتی ہین کہ جن سے بچے کی
جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکھا ہے کہ جن عورتون نے یہ چیزین ولادت
کے قریب کہائی ہین اونکے بچے پیٹ ہی مین سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے
ہین اور اوسی مرض مین مرگئے ہین علاوہ اس کے ان چیزون کے کہانے سے
زچا کو بھی وقت جننے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ
ان چیزون کی سردی سے بچہ پیٹ مین سست اور بیمار ہو جاتا ہے اور بسبب
سستی اور بیماری کے دردون کے وقت زور اور طاقت خروج کے لئے نہین

ہوسکتا ہے اور یہی ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک شوہر سے بہی احتیاط
رہے کہ اس سے بہی بچے کو ضرر ہوتا ہے - اور حمل والی کمربند کسکر نہ باندہے
اور دہلیز وغیرہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بہی نہ کہاوے
کہ اس [۱] سے اٰنول بڑہتی ہے اور بچے کے سر پر بال بہی زیادہ ہوتے ہین کہ اس
سے حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے یعنی معدے کے موہنہ پر اکثر جلن رہا کرتی
ہے اور یہ بہی چاہیے کہ خوراک اپنی متوسط رکہے نہ بہت کہاوے نہ فاقہ کرے
اس واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ مین بہت بڑہتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے
کہ جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کہانے سے
بچہ پیٹ مین ناطاقت اور دُبلا اور کمزور ہوتا ہے جنتے وقت آسانی سے
نہین نکل سکتا اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار مین متوسط غذا
کہانا چاہیے کہ اسمین ہر طرح کا امن ہے اسی لیے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا [۲]
شرع مین وارد ہی اور بہت مقویات اور میوجات وغیرہ کہانا بچاہیے کہ اس سے
بہی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وہی

---

[۱] - یون تو کہانے کی احتیاط ہر وقت لازمی ہے مگر ایام حمل مین خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکہنی چاہیے
کیونکہ اِن دنون مین بے چینی کی وجہ سے ہاضمہ مین فتور ہو جاتا ہے جس سے تکلیف بڑہ جاتی ہے
اور بچہ پر بہی اُوسکا اثر ہوتا ہے - ۱۲

[۲] - اس حدیث کو ابن سمعانی نے تاریخ بغداد مین بسند مجہول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت
کیا ہے اور بیہقی نے مطرف بن قربہ سے اسکی تخریج کی ہے تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس ۱۲

[illegible]

زچا کی تکلیف اور ایذا متصور ہے اور اکثر حمل والیان مٹی بہت کہاتی ہین یہبی
مضر ہے اور حکیم مٹی کہانے سے منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے پیٹ مین
کیڑے مثل کیچوؤن کے پیدا ہوجاتے ہین اسی لئے چند حدیثون مین مٹی کہانے
کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر مین سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
مَنْ اَكَلَ الطِّيْنَ فَكَاَنَّمَا اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ نَفْسِهٖ یعنی جس شخص نے
مٹی کہائی تو گویا اوسنے مدد کی اپنی جان مار ڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی
کہانے مین سوا ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہین پس ہرگز مٹی
کہانا نہ چاہیئے اور حاملہ کو چاہیئے کہ بہت خوشبو کی چیزون کا بہی استعمال نکرے

ف - شرح جامع صغیر مین اس حدیث پر ضعف کی علامت لکہی ہے شرح جامع صغیر مین کہا ہے کہ ہیثمی نے کہا ہے
اس حدیث کی سند مین یحیی بن یزید اہوازی ہے ذہبی نے اوسکو مجہول کہا ہے اور باقی راوی اوس کے رجال
صحیح ہین اور میزان مین کہا کہ یحیی بن یزید اہوازی کی حدیث مٹی کہانے کے باب مین صحیح نہین ہے اور یہ شخص مجہول
ہے تمام ہوا کلام میزان کا اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور ایسا ہی خطیب نے کہا اور ابن جوزی نے کہا موضوع
ہے اور رافعی نے کہا جن حدیثون مین مٹی کہانے سے نہی آئی ہے اونمین سے کوئی حدیث ثابت نہین حافظ ابن حجر نے
فرمایا کہ ابن مندہ نے ان حدیثون کو ایک جزو مین جمع کیا اوسمین کوئی حدیث ثابت نہین بیہقی نے ان حدیثون
کا ایک باب منعقد کیا اور کہا انمین سے کوئی حدیث صحیح نہین بعض مجتہدین نے مٹی کہانے کی تحریم اس آیت سے نکالی ہے
كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ کہاؤ تم اوس چیز سے جو زمین مین ہے اور یہ نہین فرمایا کہ زمین
کو کہاؤ پس اس سے ثابت ہوا کہ مٹی کہانا حرام ہے غرضکہ جتنی حدیثین اس باب مین وارد ہوئی ہین وہ سب ضعیف
یا موضوع ہین قابل حجت کی نہین لیکن چونکہ مٹی کہانے سے سخت سخت بیماریان پیدا ہوتی ہین چنانچہ بدن موٹا
ہوجاتا ہے مٹی کہانے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے اوسکا پیٹ [illegible] زرد ہوجاتا ہے اور اللہ تعالی نے قتل نفس سے
منع فرمایا ہے اس سبب سے یا آیت مذکور کی دلیل سے البتہ مٹی کہانا حرام ہوسکتا ہے ۱۲+۱۲

یعنی عطر وغیرہ بہت نہ سونگہے خصوصاً ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگہنا اور لگانا بہت ہی منع ہے اور بہی حمام مین نہانا اور آبزن کرنا یعنی دوا کے پانی مین بیٹہنا اور پہیٹ کا دہارنا یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزون سے بچنا ضرور ہے فقط تمام ہوا بیان اون چیزون کا جو حمل مین مضر ہین اب جو جو چیزین کہ حاملہ کو کہانا اور برتنا اون کا لازم ہے وہ لکہی جاتی ہین - جاننا چاہیئے کہ اگر حمل والی عورت نہار موہنہ ایک دو گہونٹ ٹہنڈے پانی کے پی لیا کرے تو اس سے بچے کی آنکہین بڑی ہوتی ہین اور لوبیا کہانے سے بچہ عاقل اور خربوزہ کہانے سے خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہ بہی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چہوٹا سا ٹکڑا کہوپرے کا کہا لیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اوسمین سوندہی خوشبو آتی ہے غرضکہ ان چیزون کے کہانے مین کچہہ مضرت نہین ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر چیز کو کم کہانا چاہیئے اس لئیے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بہی چاہیئے کہ جب سے حمل معلوم ہوا وسوقت سے ولادت تک غذاے لطیف زود ہضم معتدل کہائے پیئے اور یہ بہی چاہیئے کہ جب سے نوان مہینا شروع ہو بچے کے پیدا ہونے تک بہت بیٹہی نرہے کچہہ کام چلنے پہرنے کا کرتی رہے اور تہوڑی سی محنت وغیرہ کر لیا کرے اسلئیے کہ اس سے ولادت مین آسانی ہوتی ہے اور کسی طرح تکلیف نہین ہوتی اور یہ بہی چاہیئے کہ قریب زمانۂ ولادت کے اپنے کہانے پینے مین اکثر [illegible] کی دال اور السی کے پانی کا استعمال رکہے

اس لئے کہ اس سے بہی بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے[۵]

فصل بچے کے وقت ولادت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہوں یعنی درد زہ معلوم ہو تو اوس وقت زچا کو لازم ہے کہ بہت بیٹھے نہیں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے اور کچھہ غذا نہ کہا وے اور ٹھنڈا پانی بہی نہ پیئے اگر بہوک معلوم ہو تو دس پانچ دانے منقی کے کہاے یا شوربا جوان مرغ کا یا تہوڑا سا دودہ گرم گرم پی لے مگر بہت نہ پیے اس لئے کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سونف کا عرق گرم کر کے پیے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار دہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تہوڑا تہوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب لیٹنے کو جی چاہے تو گاؤ تکیہ وغیرہ کمر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدہی بیٹھی ہو اور آدہی لیٹی اور جنتے وقت کسی قابلہ یعنی دائی ہوشیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط و ہوشیاری سے جناوے۔ اور یہ بہی چاہیئے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکہاوے بلکہ ہاتہہ بہی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے تیل میں بہگو کر قابلہ کے ہاتہہ سے آگے کی جانب استعمال کراوے اور ارنڈی کا تیل بہی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور

[۵] - لیکن ہاضمہ کا ہر وقت خیال رکہنا چاہیئے۔

جب وقت جننے کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح
سے تھانبے کہ دونون ہاتھ مین زچا کا پیٹ چنکر آہستہ سے نیچے کی طرف دبائے
رہے تاکہ بچہ اوپر کو نہ چڑھ سکے اور دو عورتین زچا کے پانون کو اس طرح سے تھانبین
کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے اور زچا کو چاہیئے کہ اوس وقت سانس اوپر کو
نہ لے درد کی تکلیف کو ضبط کرے پیچھے نہیٹن اور نیچے کی طرف زور دے سیدہی
چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو قابلہ کے پاؤن پر بوجھ
دیکر اکڑو بیٹھے اور قابلہ کے گلے مین دونون ہاتھ ڈالکر نیچے کی طرف طاقت اور
زور کرے مگر بیٹھ کے جننے سے لیٹ کر جننا سہل ہے اور سوائے اسکے بیٹھ کے
جننے مین اندیشہ بدن کے نکل آنے کا بہی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جس عورت
کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیئے کہ ارنڈی کے تیل مین زعفران پسی ہوئی
ملاکر زچا کو استعمال کراوے اور مینے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے
ہوئے بچے کا اخراج اسی کے استعمال سے ہوا تھا اور سہولت ولادت کے
لیئے صابون مین انڈے کی زردی ملاکر استعمال کرنا بھی مجرب ہے، اور قابلہ کو یہی
چاہیئے کہ روغن بادام یا السی کا تیل لعاب السی کے ساتھ ملاکر فم رحم پر بہت
مل دے کہ اس تدبیر سے بہی انشاء اللہ تعالی بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے
سہولت ولادت کے بالخاصہ جو دوائین مجرب اور مفید ہین وہ یہ ہین کہ زچا سنگ
مقناطیس کا ایک ٹکڑا بائین ہاتھ مین پکڑے اور مونگے کی جڑ دہنے زانو مین

باندہے آور دارچینی کا زچا کو کہلانا بہی مجرب ہے اور اگر چند یا ہینگ بہی اوسمین ملاکر دیجاوے بشرطیکہ حرارت نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اثر اسکا جلد ہوگا اور املتاس کے چہلکے ڈیڑہ تولہ نیمکوب پاؤ بہر پانی مین جوش دے اور چہانکر شربت بنفشہ ۲ تولہ یا آب نخود چہٹانک بہر ملا کر زچا کو پلانا بہی سہولت ولادت کے لئے مجرب ہے اور املتاس کے چہلکون کی زچا کو دہونی دینا بہی مجرب ہے اور انڈے کی زردی نیم برشت اور اوسپر سیاہ مرچ پسی ہوئی چہڑک کے زچا کو کہلانے سے بہی ولادت سہل ہوتی ہے[۵۱] آور میزان الطلب مین لکہا ہے کہ جس عورت کا جننا مشکل ہو پس لازم ہے کہ اوسکو ابتدائی درد وضع حمل سے حمام مین لیجاوے اور گرم پانی بدن پر گراوے اور آبزن مین بٹہا کر روغن سے کنج ران وغیرہ مین مالش کراوے اور چند قدم ٹہلاوے پہر ولادت کی جگہہ پرے آوے لیکن یہ آبزن وغیرہ بعد فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیئے مگر یہ علاج اس ملک مین رائج نہین اور نہ ہم نے کسی زچا کے لئے کرتے دیکہا ہے فقط کتاب مین لکہا ہے آور دردون مین سردپانی اور ٹہنڈی اور ترش چیزون سے پرہیز کرنا لازم ہے آور دردزہ مین بہت چیخنا اور چلاّنا بہی نہ چاہیئے بلکہ اوس وقت دم کو روکے اور اپنے پاؤن پر زور کرے اور کونتھے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن یہ زور دینا اور کونتھنا قریب ولادت کے چاہیئے شروع دردون مین نہین کیونکہ ابتدا مین دم کے روکنے اور

[۵۱] قریب زمانہ ولادت مین انڈی کا تیل بہی پلانا مفید ہے تاکہ دو چار دست ہو جائین اسکے علاوہ کونین بہی دیجاتی ہے۔ لیکن کوئی دوا بغیر ڈاکٹر سے مشورہ حاصل کیے ہوئے نہین دینا چاہیے۔

آنول زبردستی کھینچکر نکالنے سے زچا کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے اور سوا اس کے
ورم کے گھونٹنے مین پیٹ کے رگ پٹھون کے بگاڑ کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور
جننے مین جھیلیان بھی دینا نہ چاہیے کہ اس سے بھی اندیشہ پیٹ کے بگاڑ کا ہی
اور بعض عورتون کے آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچھہ دیر مین ہوتا ہے
پس اُسوقت اوسکے نکالنے مین جلدی نکرے اور قابلہ کو دستکاری نکرنے
دے کہ اسمین بھی اندیشہ رگ پٹھون کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج
کی تدبیر خارجی ہی کرنا چاہیئے جیسے زچا کو چھینک دلوانا یا کسی کے پر سے اوبکائی
لوانا یا کوئی چیز مثل ہکلنی وغیرہ کے زچا سے پھنکوانا یا سر کے بال زچا کے مونہہ
مین دینا کہ اس سے بھی اوبکائی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیرین کرنا چاہئین
کہ جن سے زور پڑکر آنول کا اخراج ہو جاوے اور جب تک آنول نہ نکلے
تب تک زچا کا پیٹ تھامے رہنا چاہیئے اور یہ بھی چاہیئے کہ زچا کو سانس
کھینچ کر نہ لینے دین نیچے ہی کی طرف زور کراوین تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑھے
اور نیچے کی طرف زور دینے سے اوسکا جلدی ہی اخراج ہو جاوے[۵۱]۔

۵۱۔ آنول دیر سے نکلنے کی وجہ سے کچھہ خوف نہ کرنا چاہیئے۔ طبیعت خود بخود زائد چیز کو دفع کرتی ہے صرف پیٹ پر ہاتھہ کا سہارا رہے۔ یہ بھی سننے مین آیا ہے کہ ناف پر لہسن چھلکر رکھنا مفید ہے۔

فصل مولود کی تدبیرمین

جاننا چاہیئے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ پہلے بچے کا نال خوب سونت ڈالے اور پہر اوس کو چار انگل چھوڑ کر ناڑے سے باندہے اور پہر اوس ناڑے کے دوسرے سرے کو پہندا دیکر بچے کے گلے مین ڈال دے مگر اوس پہندے کو ڈہیلا رکہے تاکہ بچے کے گلے مین نہ پہنسے اور پہر اوس نال کو ناڑے کے اوپر سے کسی چاقو چہری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت احتیاط چاہیئے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ میری برادری مین ایک جگہہ ایسا ہی ہوا تھا کہ ایک دائی نے اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھ پہر کے بعد مرگیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف پک جاتی ہے اور پہولی ہوئی بہی رہجاتی ہے پس نال کاٹنے مین بہت احتیاط چاہیئے اور جب بچے کا نال کاٹ چکے تب بچے کو بیسن یا منہدی ملکر نرمے گرم پانی سے نہلا دے اور اوسی وقت نہلانے مین بچے کا گلا بہی کردے ور پائخانے کے مقام کو بہی اونگلی سے کشادہ کردے اور چہاتیان بہی بچے لی مسک دے تاکہ اوسکی رطوبت وغیرہ نکل جاوے کیونکہ اگر چہاتیون مین کچھہ رطوبت رہجاویگی تو چہاتی کے پکنے کا اندیشہ ہے یعنی اس رطوبت کے

رہنے سے بچے کی چھاتیاں پک جاتی ہین یا چھاتیون مین گٹھلیان پڑجاتی
ہین - اور یہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے مین بوآتی
ہے غرضکہ چھاتیون کی رطوبت کو خوب صاف کردے کہ کسی طرح کے ضرر کا اندیشہ
نہ رہے اور دختر کے پیشاب کے مقام پر بہی تہوڑی سی مصری پیسکر چھڑک
دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اوس کے بدن کی نکلجاوے اور جب بچے کو
نہلا کر فارغ ہون تو پہر چاہیئے کہ کسی بزرگ آدمی کا پُرانا کپڑا لیکر بچے کے
گلے مین ڈالدین اور ایک ٹکڑا اوسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندہ دین اور یہ فقط
واسطے برکت اور نیک فال لینے کے ہے تا کہ اللہ تعالی اوس بچے کی عمر دراز
کرے اور عادت نیک دے سوا اسکے ایسے کپڑے پہنانے مین اور کچھہ فائدہ نہین
ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف مین اس کا کچھہ حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک
فال لینا شرع مین درست ہے اس واسطے جو عورتین اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے
کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہین اسمین کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ علما فال لینے کو منع نہین کرتے
پس میرے نزدیک بہی یہ سمجھنا نیک فالی کے جائز ہے البتہ فال بد لینا نہ چاہیئے
اس لیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بد لینے کو شرک فرمایا ہے
پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
یَتَفَاءَلُ وَلَایَتَطَیَّرُ وَکَانَ یُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما

کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور دوست رکھتے نام نیک کو یعنی اوس کے ساتھ فال لیتے اور ابو داؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ قَالَہٗ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْہِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ یعنی شگون بد لینا شرک ہے یہ بات تین بار فرمائی یعنی مبالغۃً تاکہ لوگ اوس سے بہت بچین اور نہین ہم مین سے کوئی مگر یعنی بمقتضاے بشریت ہر ایک کے دلمین کبھی فال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے ولیکن اللہ تعالی بسبب توکل کے اوس کو لیجاتا ہے یعنی اگر بحکم بشریت کے کچھہ شک و وہم دل مین آجاوے تو چاہیئے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے اوس وہم کا تابع نہ ہو اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ مینے امام بخاری کو سنا وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے اوستادوں کہتے تھے۔ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْہِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ یہ کلام میرے نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکین تو پھر اوسکی آنکھوں مین سرمہ لگادین۔

باب سوم

فصل بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکین تو پھر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی
کو بلاکر بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے داہنے
کان مین اذان کہلاوین اور پھر بائین کان مین اقامت یعنی بعد حی علی الفلاح کے قد
قامت الصلوة بھی کہنا چاہیے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث
مین آیا ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ
یعنی ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون کہا مینے رسول اللہ صلعم کو
دیکھا کہ آپ نے حسن بن علی کے کان مین اذان کہی جبکہ اونکو بی بی فاطمہؓ نے جنا مانند اذان
نماز کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے مین
صحیح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان مین اذان دینا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو
مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اسکو ضرور ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہان بچہ پیدا ہو تو اوسکا کوئی بزرگ اوسکے

کانون مین اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولی ہے اور اگر سنت ادا ہونے کے لئے
کوئی غیر شخص بہی بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہے تو بہی درست ہے
اذان اور اقامت کا کہنا وقت ولادت کے اس واسطے چاہیے کہ سب سے پہلے نام
اللہ تعالی کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان مین پہونچ جاوے اور وہ اپنے خالق
کا نام سب کلام سے پہلے سُنے اور تخصیص اذان و اقامت کی اس واسطے بہی کہ
شیطان اسکی آواز سے بہاگتا ہے اور اذان اور اقامت کی برکت سے انشاء اللہ
تعالی بچے کو اُمّ الصبیان کا مرض بہی نہین ہوتا اور بچہ اس مرض سے پناہ مین رہتا
ہے جیساکہ ابو یعلی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى لَمْ
تَضُرَّهٗ اُمُّ الصِّبْيَانِ یعنی جسکے ہان بچہ پیدا ہو پہر وہ اوس کے دہنے کان مین اذان کہے
اور بائین کان مین اقامت تو ام الصبیان اوسکو ایذا نہ پہونچائیگی - جامع صغیر
کی شرح یعنی عزیزی مین لکہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن السنی نے اس
حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعًا روایت کیا ہے اور تلخیص حبیر مین بہی اس حدیث
کو وارد کیا اور کچہہ کلام اوسپر نہین کیا پس اذان اور اقامت بچے کے کانون مین
کہنا ضرور ہے اور شرعۃ الاسلام مین منقول ہے کہ جب بچے کے کانون مین اذان
اور اقامت کہہ چکے تو پہر اوسکے بائین کان مین یہ دعا بہی پڑہے[۱] اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
بَرًّا تَقِيًّا وَّاَنْبِتْهُ فِي الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو بہی دو تین بار

[۱] یعنی اے اللہ تو اوسکو نیک پاک کر اور اوگا تو اوس کو اسلام مین اچہا اوگانا ۱۲ -

کہے أُعِيذُهُ بِاللّٰهِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور روضہ مین شرح
مشکوۃ اور شرح سفر السعادت سے لکہا ہے کہ فرزند نو تولد کے کان مین یہ دعا پڑہنا
مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بعد اسکے کہجور یا چہوہارا یا شہد یا کوئی اور میٹہی چیز اوس کے تالو مین ملنا مستحب ہے
اسی کو تحنیک کہتے ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّکُ
عَلَیْهِمْ وَیُحَنِّکُهُمْ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک
لوگ بچون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور مین لاتے تھے
آپ اونکے حق مین برکت کی دعا فرماتے تھے اور اون کی تحنیک کرتے تھے اسکو
مسلم نے روایت کیا لیکن کہجور افضل ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ابو موسیٰ کے لڑکے کے تالو مین کہجور ہی چبا کے ملی تہی جیسا کہ مسلم کی دوسری
روایت مین وارد ہوا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِیْمَ وَحَنَّکَهٗ بِتَمْرَةٍ
یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہین میرے ہان لڑکا پیدا
ہوا پہر مین اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا نام

لہ پناہ دیتا ہون مین اوسکو اللہ کے ساتہہ جو نرادہار ہے برائی حسد کرنے والی سے جبکہ وہ حسد کرے ۱۲

لہ یعنی اے اللہ بیشک مین پناہ دیتا ہون اوسکو تیرے ساتہہ اور اوسکی اولاد کو شیطان راندے

میں اسیم رکہا اور کہجور چابکر اوسکے تالو مین ملدی پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نےکیا اوسی کا کرنا بہتر ہے - علما نے لکہا ہے کہ چہوہارا کہجور شہد وغیرہ کے کہلانے سے بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کہجور یا شہد وغیرہ دیچکین تو اوسوقت ایک آدہے پان مین ذراسا چونہ کتہہ لگاکر تہوڑی سی زعفران ڈالکر پان کٹی وغیرہ مین کوٹ کے تہوڑا سا عرق اوسکا بچے کے حلق مین ڈالدین تاکہ نہانے وغیرہ کی سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت اور گہٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز کرین اور حال انکا اور فصلون مین لکہا جاویگا -

فصل بچے کی گہٹی اور احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنی اور چہوہارا یا شہد تالو مین لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچہکر دو روز تک اولًا دوا دستون کی جسکو گہٹی کہتے ہین سہتی سہتی نہ بہت گرم نہ ٹہنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہین کہ ایک کپڑے کی بتی اُنگلی کی برابر موٹی بناکر گہٹی مین بہگو کر بچے کے موہنہ مین دین تاکہ اسطرح کی گہٹی پینے سے بچے کو دودہ پینے کی عادت پڑجاوے چمچہ اور پہوئی سے گہٹی پلانے مین بچہ دودہ چوسنا بہول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ دست ہوکر خوب صاف ہوجاوے [1] تو تیسرے روز بچے کو دودہ دین اور پانچ روز تک اس قاعدہ سے دودہ پلاوین کہ دو وقت دودہ دین تو ایک وقت گہٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب

[1] جدید تجربون سے ثابت ہوا ہے کہ گہٹی واقعی مضر ہے اور ماں کا دودہ دینا چاہیے - لیکن اگر ضرورت ہو تو ارنڈی کا تیل اندر تالو مین لگانا کافی ہے -

ساف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پھر بچے کو دودھ بہی پلا وین لیکن نوین روز پہر گھٹی دین اس طرح سے کہ تمام دن مین دو تین بار گھٹی دین باقی وقتون مین دودھ پلا دین اور اسی طرح سے ہر دائی مین ایک روز پیشتر نہلانے سے بچے کو گھٹی دیا کرین اور چلے تک گھٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکہین تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہوجاوے۔ اور بعد چلے کے جب تک دودھ پیتا رہے دوسرے تیسرے مہینے گھٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودھ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے اور اوس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہین اس گھٹی کے دینے سے نکلجاوے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہوجاویگا تو اکثر امراض کا اندیشہ بہی نرہیگا اس واسطے کہ بہت مرض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہین اور ہر روز بچے کا ہاتہہ مونہہ گلا کان چڈہا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کردیا کرین اور کپڑے کی بتی بناکر ناک بہی بچے کی صاف کردیا کرین تاکہ بچہ صاف اور ستہرا رہے کہ دیکہنے والون کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بہی صاف رہنے کی رہے اور ہاتہہ گلے کان چڈہے وغیرہ مین میل بہی نہ جمنے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے لگتی ہے اور بچے کا گوشت گلکر زخم پڑجاتے ہین اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے تو پانی سے طہارت کردیا کرین تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بو وغیرہ بہی نہ آوے اور سوائے صفائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن مین خارش اور سوزش بہی ہونے لگتی ہے اور یہ بہی چاہیئے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت اشارہ

کر سکتی سکہا وین تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکہنے والا اوسکو
گود اور بستر سے علیحدہ کرکے پیشاب وغیرہ کرالیا کرے تاکہ رکہنے والے اور ماں
اور بچے کے کپڑے اور بچہونے وغیرہ پاک صاف رہین اور پیشاب وغیرہ کی بدبو
بہی نہ آوے اور رکہنے والون کی نماز مین خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو غندک
مین رکہنا نہایت اچہا ہے غندک اسے کہتے ہین کہ ایک کپڑا اگز ڈیڑہ گز کا لنبا
آدہ گز کا چوڑا اوسپر بچے کو لٹاکر اوسکے ہاتہ پانون سیدہے کرکے گلے کے پاس
سے تخنے تک بچے کے لپیٹ دیتے ہین اور اوسپر کوئی ناڑا یا بند وغیرہ بہی باندہ
دیتے ہین غرضکہ اس طرح سے کپڑے مین بچے کو لپیٹتے ہین کہ اوسکا صرف مونہہ کہلا رہتا
ہے باقی سب جسم لپٹ جاتا ہے اور اسمین بچے کو نہایت ہی آرام ملتا ہے اور
اس کپڑے کے لپیٹنے سے یہ بہی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتہ پانون سیدہے رہتے ہین
اور پیشاب وغیرہ بہی اوسی کپڑے مین جذب ہو جاتا ہے اور کپڑون مین دہبا نہین
لگتا اس لئے غندک کر دینا بہت بہتر ہے پس چاہیئے کہ چار پانچ کپڑے غندک
کے واسطے بنالین اور تین چار بار دن مین اوس کپڑے کو بدل ڈالین اور دوسرے
کپڑے کی غندک باندہ دین اور وہ کپڑا دہونے کو دیدین - اسی طرح سے غندک کے
کپڑون کو بدلتے رہین کہ اسمین کئی فائدے ہین اور یہ رسم غندک کی عرب مین بہت
جاری ہے اور افغانستان مین بہی اسکا نہایت رواج ہے اور بچے کا مونہہ سوتے مین
کسی کپڑے سے چہپا دیا کرین کہلا نرکہین تو اوسے مونہہ کہلے سونے کی عادت نہووے

اسلیے کہ منہ کہولکر سونے سے سوئی ہوا سے بچے کے گال وغیرہ پہٹ جاتے
ہین کہ جس سے بچے کو بہت ایذا ہوتی ہے اور کبھی وغیرہ کی بھی احتیاط نہین ہو سکتی
اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو کسی کے ساتھ نہ سُلاوین الگ سونے کی عادت ڈالین الگ
سونے مین بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہاپ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے
محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کہلائی سے بہی کم ہلتا ہے اور ہاتھہ
پاؤن کے دبنے کا اندیشہ بہی نہین رہتا ہے پس بچے کے الگ سُلانے مین بہت
فائدے اور مصلحتین ہین اوسکو الگ ہی سُلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ
کہٹولے پر اوسے سُلاوین اور اوسکے دونون طرف کی پٹیون سے ملاکر دونون پلنگ
انا اور کہلائی کے بچہادین تاکہ بچہ الگ سووے اور اوس کے گرنے وغیرہ کی بہی محافظت
رہے اور بہت جہولے اور گود مین بچے کو نہ رکہین کہ اس سے بچہ ناطاقت اور
کمزور رہتا ہے اور اوسکی عادت بہی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جہولے اور بے گود کے
کسی وقت نہین رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اوس کی مان اور کہلائی
کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہہ جہولا نہین مل سکتا اور نہ
ہر وقت بچے کو کوئی گود مین رکہہ سکتا ہے پس ایسی عادت بچے کی نہ ڈالنا چاہیئے کہ
جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بہی تکلیف اوٹہاوے اور بچے کو ہرگز افیون کہلانا
نہ چاہیئے کیونکہ اول تو افیون کہانا اور کہلانا دونون حرام ہین دوسرے افیون کہانے
سے بچہ کالا اور بد مزاج ہو جاتا ہے سوا اسکے افیون زہر ہے اگر زیادہ ہو جاوے

تو بچہ کی جان کا اندیشہ ہے سوا سمین سوا ے نقصان کے کوئی فائدہ نہین ہے۔
طبرانی نے کبیر مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ
شِفَآءَ کُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ یعنی بیشک اللہ تعالی نے نہین رکہی تمہاری
شفا اوس چیز مین جسکو تمپر حرام کیا جامع صغیر مین اس حدیث پر صحت کی علامت کی
ہے اور عرف الجادی مین لکہا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان
نے اسکو صحیح کہا اور چہوٹے بچے کی احتیاط زیادہ ہوا سے رکہین اس لئے کہ بچے
کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اوسکی سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا
ہوجاتے ہین پس چاہیے کہ اکثر اوسکو گرم کپڑا پہناے رہین اور سردی کے وقت بند
اور گرم مکان مین جہان ہوا کم آتی ہو رکہین اور گرمی مین بہت سرد مکان مین بہی
نہ رکہین غرضکہ بچے کو بہت سردی اور گرمی سے بچاتے رہین اور ہر وقت بچے
کی طبیعت کا دہیان رکہین کیونکہ اوسکا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی
اوس کو جلد اثر کرتی ہے اسکا بہت ہی خیال رکہنا چاہیے جس وقت ابر ہو یا مینہ
صاوٹ کا برستا ہو یا جاڑا زیادہ پڑتا ہو تو اوس وقت بچے کو نہلانا نچاہیے جب
پانی برس چکے ابر کہل جاوے اور دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت
بچے کو نہلانا چاہیے اس لئے کہ سردی اور ابر وغیرہ مین نہلانے سے بچے کو اکثر
امراض پیدا ہوتے ہین اور بعض اوسمین سے مہلک بہی ہوتے ہین کہ جس سے بچے کی
جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے گلے نہ کراوین کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے

اور اُس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لیے شرع شریف مین اسکی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نہ ڈالین اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہین ورنہ لیپ وغیرہ کر دیا کرین اور جب تک بچہ دودہ پیتا رہے چاہیے کہ اُس کی مان یا انّا کو جسکا دودہ پیتا ہو دوسرے تیسرے دن تھوڑا سا عرق سونف کا پلا دیا کرین اور اسی طرح بچے کو بھی ایک چمچہ عرق سونف کا دوسرے تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ مین کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودہ پلانے والی کے کھانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچھہ ضرر نکرے اور اوسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ کو تندرست اور توانا رہے

فصل زچا کی احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آنول بھی نکل چکے اوس وقت زچا کو بٹھا کر اوسکے پیٹ کو دونون ہاتھون سے چُنکر خوب دبا دین اور نیچے کو سونتین تاکہ جو کچھہ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پھر زچا کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ

ﻟﻪ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْقُسْطِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نہ عذاب کرو تم اپنے لڑکون کو ساتھہ دبانے کے ہاتھہ سے یا کپڑے سے بیماری حلق کو اور لازم ہے تمکو استعمال کٹ کاف عذرہ ایک بیماری ہے جوش خون سے بچون کے حلق مین پیدا ہوتی ہے اسکے دفع کے لئے دائیان بچون کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہین اوسمین سے سیاہ خون نکلتا ہے آپنے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنی اوسکو پانی مین حل کر کے خاک مین ٹپکا دین اسکو سعوط کہتے ہین پس وہ

سے چت لٹاکر آٹھہ نو گز سنگین کپڑا بے کلپ مثل ململ یا نین سکہہ وغیرہ کے چار تہہ
کرکے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کہینچکر باندہین اور اسی
طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دونون وقت قابلہ سے بندہوا
دیا کرین اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہو جاوین اور پٹی باندہنے مین زیادہ
ایذا ہوتی ہو تو تین روز اوسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندہنا نہایت ہی ضرور ہے کہ
اس سے جوڑ جوڑ اوسکے اپنی جگہہ پر بیٹھہ جاتے ہین اور خون کی آمد بھی زیادہ ہوتی ہے
اور زچا کے سر پر کساوا باندہ دے تاکہ ہوا سر کو نہ لگے پہر رضائی وغیرہ اوڑہا کر ہوا سے
بہت احتیاط رکہین اور کم سے کم چار پہر تک اوسکو چیت ہی لیٹا رکہین نہ کروٹ لینے
دین اور نہ بیٹھنے دین اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنے کا اندیشہ ہے اور جب پٹی
باندہ چکین تو ایک بیڑا پیلے پان کا بناکر اوسمین زعفران یا مشک ڈالکر زچا کو کہلاوین
تاکہ اوسکی گرمی جبڑون تک پہونچے اور آٹھہ پہر تک زچا کو سواے پان کے اور کچہہ
نہ کہلاوین [ط] اور پینے کو سونف کا عرق گرم کرکے دین بعد آٹھہ پہر کے صرف دس پندرہ
دانے منقی کے اور پانچ سات دانے بادام کے ورق طلا اور نقرہ لگا کر زچا کو کہلاوین

ط لیکن جدید تجربون سے فاقہ دینا مضر ثابت ہوا ہے چار پہر کے بعد بکری کی یخنی یعنی آب جوش - آش جو
دودہ - چاء دینا چاہیے - اگر دودہ پلانا منظور نہین ہے تو ہلکے قسم کے عمدہ بسکٹ جو نہایت زود ہضم ہوتے
ہین دئے جائین - لیکن میدہ وغیرہ کے بسکٹ جو معمولی قسم کے ہوتے ہین ہرگز نہ دئے جائین - رقیق
غذا سے دودہ زیادہ ہوتا ہے - تیسرے روز تھوڑی - ثرید یا اور کوئی ہلکی غذا دینا چاہیے -

اور دوسرے وقت بھی یہی کہلاوین اسی طرح سے تین روز تک اسی قدر منقی اور بادام ہی پر اکتفا کرین زیادہ ندین اور پینے کو وہی سونف کا عرق لیکن بعد آٹھ پہر کے بچہ ہونے سے ٹھنڈے عرق دینے کا مضائقہ نہین بوتل کا نکلا ہوا عرق پلاوین غرضکہ تین روز تک سواے منقی اور بادام اور بوتل کے نکلے ہوئے عرق کے اور کوئی چیز کہانے پینے مین زچا کو ندین بعد تین دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ کی یخنی بناکر زچا کو پلاوین اور اوس یخنی مین دہنیا کم ڈالین ایک وقت مین ایک چاے کی پیالی کے اندازے سے زیادہ نہ پلاوین تین روز تک دو وقتا یہی یخنی پلاتے رہین اور اگر بیچ مین زچا کو کچہہ اشتہا معلوم ہو تو وہی پانچ سات دانے منقی کے دیدین اور پینے کے واسطے سونف کا عرق کسی مٹی کے آبخورے وغیرہ مین ٹھنڈا کر کے پیاس کے وقت زچا کو پلاوین اور جس کو پیاس زیادہ اور عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو مکوء اور گاؤزبان کا عرق ملا کر پلاوین غرضکہ سات روز تک کہانا اور پانی مطلق ندین اس لئے کہ ابتدا مین رزق کہانے اور پانی پینے سے مادہ فاسد حیض کا باقی رہجاتا ہے اور اس سے زچا کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین خصوصًا مرض ریاح کے زیادہ پیدا ہوتے ہین پس جہان تک ممکن ہو رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکہین اکثر حکیمون سے ایسا سنا ہے کہ اگر زچا چالیس روز تک پانی نہ پیے تو اوسکو کوئی مرض ریاح کا نہین ہوتا لیکن اتنا پرہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط رکہین بجب

علاوہ روز رہو تو اوسکو اس طرح سے غذا کہلا دین کہ نری بکری یا مرغ کے شوربے
مین ایک یا دو پہلکے کا ثرید بنا کر دین اور چانول مطلق ندین پانی کو سونے یا لوہے
یا فقط اینٹ سے بجہا کر گنگنا گنگنا پلا وین ٹھنڈا اور کچا پانی ندین بجہا ہوا اور سہاتا سہاتا
پانی پلانا چاہیے اس لئے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے اکثر زچاؤن کو کوسٹ[1] ہوجاتی ہے اور
سونے کا بجہا ہوا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے - اور یہ بہی چاہیے کہ اول روز زیادہ
پانی نہ پلا وین صرف کہانے کے وقت آدہے یا پون آبخورے سے زیادہ ندین
غرضکہ ایک دو روز تک اس طرح پانی پلانا چاہیے کہ کہانے کے وقت تو پانی دیا
جاوے پہر اگر بیچ مین زچا کو پیاس معلوم ہو تو پانی ندین عرق پلا وین اور دس روز تک
یہ قاعدہ رکہین کہ ایک بار پانی دین تو دوسری بار عرق پہر دو بار پانی دین تو ایک بار
عرق غرضکہ پانی زچا کا بتدریج بڑہا دین یکبارگی نرے پانی پر کفایت نکرین اور رات
کو اگر زچا پانی مانگے تو عرق ہی پلا وین پانی ندین اور بعد دس روز کے پہر عرق پلانا
موقوف کرین تازہ بجہا اور ٹھنڈک دور کیا ہوا پانی پلا وین رات کا بجہا اور ٹھنڈا
ندین صبح اور شام دونون وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلا وین بعد بیس
دن کے پہر ٹھنڈے پانی دینے کا مضائقہ نہین لیکن کچا اور باسی ندین[2] اور غذا مین
چانول کم کہلا وین گہی اور مٹہاس بہی زیادہ دینا نچاہیے اور یہ احتیاط کہانے پینے
مین ایک مہینے تک ضرور ہے پہر اتنی احتیاط کی حاجت نہین لیکن سرد اور ترش

---

[1] بیماری ۱۲ [2] جوش دیا ہوا پانی تازہ سا دینا چاہیے - عرق سونف بعض زچاؤن کے
لئے مضر ہے ۱۲ -

بیز من سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے
اور زچا کے سر مین تیل خوب ڈالین اسلئے کہ خون کے نکلجانے سے دماغ مین جو خشکی
وہ ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہیگا اور دماغ مین طاقت
آویگی اور یہ بھی چاہئیے کہ زچا کی آنکھون مین ہر روز کورا کاجل لگاوین کہ اس سے
آنکھون کو قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی مالش نہ کراوین کیونکہ مالش
کرنے سے سب رگ پٹھے نرم اور ڈھیلے ہوجاتے ہین پھر ہر وقت حاجت پیٹ ملوانے
کی رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بھی مثل مشتری یا جھاڑ یا سمیٹ وغیرہ کے
نکراوین اس واسطے کہ جھاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہوجاتا ہے اور سمیٹ کے
لینے سے دوسری بار کے جننے مین عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرضکہ بعد
بچہ ہونے کے پھر کسی طرح کی دوا اور مالش پیٹ کی ہرگز نہ چاہئیے بلکہ قابلہ کو پھر کسی طرح
کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے دین اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام دائی گری کا قابلہ سے
نہ لین اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچا کو نہ نہلاوین ساتوین روز اس طور سے
کہ چڑھتے دن گرم وقت نہار موہنہ نہلادین اور سر مین اوسکے پہلے خشخش پیسکر ملین اور
ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اسکے نرے گرم پانی سے سر اوسکا دھوئین پھر
بادام اور زعفران ملاکر زچا کے تمام بدن پر ملین اور بابونے کو پانی مین جوش دیکر نرے
اوس پانی سے اوس کے تمام بدن کے ہر ہر جوڑ کو خوب دھارین اور بندھی دھارے پانی
ڈالین کہ اوس جوڑ پر زور سے پڑے جب سب جوڑ دھار چکین تو اوسی بابونے کے پانی

کے چار یا پنج لوٹے بہر کر زچا کے زیر ناف اس طرح سے ڈالین کہ اوسکی دہار زور سے
زچا کے پیڑو پر معلوم ہوتا کہ اوس کی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہوجاوے اور پانی پانی
کا اسقدر زیادہ رکہین کہ دہارنے وغیرہ مین کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہار اجاویگا اوتنا ہی
زچا کے جوڑون کو مفید ہوگا لیکن جہان تک ہوسکے نہلانے مین جلدی کرین مگر پہلے
سے نہانے کی جگہہ کو کہ ہوا وہان کی بند ہو آگ سے خوب گرم کرلین اور بعد نہلانے
کے بہی کسی بند مکان مین ہوا سے بچاکر بٹھا دین اور انگیٹھی وغیرہ بہی آگ سے بہرکر
اوسکے پاس رکہدین اور سر کے بالون کو بہی جلدی سے خشک کرلین اور گرم کپڑے
پہنا دین بعد اس کے وہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے مین پہلکا بہگو کر کہلا دین
اور وہی آدہا آبخورہ بجہے ہوئے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے پلا دین بعد اسکے
پیلے پکے پان کے بیڑے مین زعفران یا مشک ڈالکر کہلا دین اور اسی طرح کا
بیڑا نہانے مین بہی دیوین اور اسی قاعدے سے ہر چلّے یعنی دسوین اور بیسوین اور
مہینے پر نہلا دین جب چالیسوین روز بڑا چلّا ہو تو اوس دن اپنی عادت قدیم کے
موافق نہلا دین یعنی پہر حاجت ان دواؤن کی نہین ہے لیکن سردی اور ہوا وغیرہ
کی احتیاط رکہنا ضرور ہے اس واسطے کہ جننے سے عورت ضعیف اور ناتوان بہت
ہوجاتی ہے اور ضعف کے سبب سے سردی وغیرہ جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلّا نہانے
کے چاہیے کہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑہے اسلیے کہ جب خداتعالیٰ نے ایسے
صدمۂ عظیم سے بچاکر اپنے فضل وکرم سے صحت اور تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبارہ

زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اوس کی بندگی اور سنت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی اولاد پر اپنی مہربانی فرما کر دونو کی عمر دراز کرے اور دنیا اور آخرت کا چین اور آرام نصیب فرماوے اور یہ بھی زچا کو چاہیئے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلے تک خاوند کے پاس نجاوے اگرچہ درمیان چلے کے پاک ہی ہوجاوے چلے کے اندر جب پاک ہوجاوے یا یہ مدت پوری گذر جاوے حکم نفاس کا جاتا رہتا ہے پہر نماز روزہ منع نہین بلکہ اوسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نکرنا چاہیئے۔

فصل بچے کے دودھ پلانے کے بیان مین

جاننا[1] چاہیئے کہ اگر بچے کو مان کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی دن زچا کے شور بالملنے اور دودھ کے اوترنے کا ہے اوّلاً کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے بچے کو اوس کا دودھ پلوادین تاکہ وہ بچہ اوس جمے ہوئے دودھ کو خوب چوس لے اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نملے تو دودھ کہینچنے کے شیشے سے جمے ہوئے دودھ کو نکال ڈالین یا گرم پانی بوتل مین بہرین جب وہ گرم ہوجاوے خالی کرکے اوسے

[1] جدید تحقیقات یہ ہے کہ پہلے ہی روز بچہ کو مان کے دودھ کو لگانا چاہیئے۔ کیونکہ چھیکے سے بچہ کو دست ہوجاتے ہین اور یہی چھیکہ گھٹی کا کام دیتا ہے۔

گرم روغن کو جس کی بہاپ نہ نکلی ہو زچا کی چہاتیون مین لگاوین تاکہ اوسمین سب جما ہوا دودہ جسکو ہندی مین چیکا کہتے ہین کچہ آوے پہر اس دودہ کے خوب صاف ہوجانے کے بعد اپنے بچے کو پلاوین غرضکہ جما ہوا دودہ یعنی چیکا ہرگز بچے کو نہ پلاوین اس لئے کہ یہ دودہ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کرے گا اگر مان کو اپنا دودہ پلانا منظور نہو تو چاہیئے کہ اپنی چہاتی ہرگز بچے کے موہنہ مین ندے کیونکہ اوسکا موہنہ لگنے سے دودہ زیادہ اوترتا ہے پہر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیئے کہ پونل وغیرہ سے اوس جمے ہوئے دودہ کو کہینچ ڈالین اس واسطے کہ اوس کے رہنے سے چہاتیان پک جاتی ہین اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور دوبارہ جننے مین اونمین دودہ بہی کم ہوتا ہے پس بعد نکالڈالنے چیکے کے لیپ دودہ کے خشک کرنے کا لگائین اور اس کے لئے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید ہے اولٹی انگیا کا پہننا اور مسور کا لیپ بہی دودہ خشک کرتا ہے مگر اس کے لیپ مین یہ نقصان ہے کہ دوسرے وقت کے جننے مین دودہ کم ہوجاتا ہے اس واسطے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرین کہ اوسمین کوئی نقصان نہین جب انّا کا دودہ پلوانا منظور ہو تو اس امر کا خیال رکہنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودہ پلانے کے مقرر کرین اول اوسکا دودہ دیکہہ لین اگر اچہا ہو تو اوسی عورت سے پلواوین ورنہ بعد شناخت کے جسکا دودہ بہتر ہو اوس سے پلواوین پہچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور پتلا خوب صاف ہو زرد اور گاڑہا اور اوسمین کسی طرح کی چکنائی خواہ پہٹکی یا جالا وغیرہ نہو

اور یہ بھی دودھ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اوسمین ایک جون ڈالدین اگر
زندہ رہے اور تیر جاوے تو جانین کہ یہ دودھ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیئے
اگر وہ جون مرجاوے تو اچھا نہین پس ایسا دودھ ہرگز نہ پلاوین کہ بہت نقصان کرتا [۵ا] ہے
اور لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودھ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ
بھی چاہیئے کہ انّا جوان ہو بیس پچیس برس کی عمر سے زائد نہو اس واسطے کہ جوان عورت
کا دودھ بوڑھی عورت کے دودھ سے زیادہ قوت اور طاقت رکھتا ہے اور بچے
کے لئے نہایت مفید ہے اور دودھ بھی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چھ سات
مہینے سے زیادہ کا نہو اسلئے کہ بڑے بچے کی مان کے دودھ کم ہوتا ہے اور اوس سے
دو بچون کا پیٹ بھرنا مشکل ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بچے کو رذیل اور بدخلق اور
احمق اور فاحشہ اور بیحیا عورتون کا دودھ نہ پلاوین کیونکہ دودھ بدن مین تاثیر کرتا
ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق اور فاحشہ عورتون
کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ اونکا دودھ پلوایا کرو اس واسطے کہ دودھ بدن مین تاثیر
کرتا ہے اور بچے کو اوسکا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب کوئی عورت
دودھ پلانے کے لئے مقرر کرین تو ان شروط مذکورہ کا ضرور خیال رکھین یعنی وہ
عورت اچھے اور تازے دودھ کی جوان اور شریف پرہیزگار خوش خلق اور حیادار ہو

۵ا نیل گون دودھ کم زور بتایا جاتا ہے۔ زرد خراب ہوتا ہے۔ سفید قوی اور مفید ہوتا ہے۔

بہ جب ایسی انّا سے دودہ پلوانے کا قصد ہو تو وہ ایک روز پیشتر دودہ پلانے
سے غذاے لطیف اور زود ہضم مثل تہولی یا ثرید یا کہچڑی کے کہلادین لیکن کہچڑی
اور تہولی شوربے کے ساتھ دینا چاہیئے مگر یہ شوربا بوڑہی بکری گاے بہیڑ وغیرہ کا
نہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہین اور اسی طرح ہمیشہ انّا کو ثقیل اور
بادی چیزین مثل گاے کے گوشت اور بیگن وغیرہ کے نہ کہلادین اور سرد اور ترش
چیزین بہی نہ دین اس لئے کہ یہ سب چیزین بچے کو ضرر کرتی ہین مرچ اور گہی بہی کم
دینا چاہیئے مٹہاس اور دودہ چوتہے پانچوین دن انّا کے کہانے مین اگر دیا جاوے
تو کچہہ قباحت نہین مگر یہ چیزین انّا کو کثرت سے دینا نہ چاہیئین کیونکہ بہت شیرینی
کہانے سے بچے کے پائخانے کی جگہہ ایک قسم کے کیڑے باریک باریک پیدا
ہو جاتے ہین جسکو ہندی مین چنچنے کہتے ہین اور اس سے بچے کو ایذا اور تکلیف بہت
ہوتی ہے کہ پائخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے اور اُس جگہہ خارش بہت ہوتی ہے
اور دودہ کے بہت استعمال کرنے سے کہانسی اور زکام اور آنکہین دکہنے کا اندیشہ
ہے غرض کہ دودہ پلانے والیون کو سب چیزون سے جو اوپر مذکور ہوئین پرہیز کرنا
ضرور ہے اور یہ بہی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گہونٹ نہ پیئین اور بہت
گرم کہانا بہی نہ کہا دین اور قابض چیز کے کہانے سے پرہیز کرین سرد ہوا اور سردی
سے خصوصًا بارش اور سردی کے موسم مین نہایت احتیاط رکہین اسواسطے
کہ ابر اور بارش کی فصل مین ایسی چیزون کے کہانے سے بچے کو اندیشہ مہلک

بیماری کا ہونا ہے یعنی اکثر بچون کو پسلی کا مرض جس کو عورتین بادلون کی بیماری
کہتے ہین ہوجاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ سردی اور
بارش مین نہانے سے بہت بچین یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہ برستا ہو اوس
دن ہرگز نہ نہاوین جب پانی تھم جاوے دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس
وقت نہاوین اور گیلے بال بچے کو دودہ نہ پلاوین جب بال خشک ہوجاوین
تو پہلے تہوڑی سی روٹی کہالین پہر دودہ پلاوین اور جب خوب بہوک لگے
اوس وقت کہانا کہاوین کیونکہ بے بہوک کہانے سے اندیشہ سوء ہضمی کا ہوتا ہے
اور دودہ پلانے والی کی سوء ہضمی سے بچے کو بہی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اوس
کو زود ہضم اور ہلکی اور نرم چیزین مثل تہولی اور کہچڑی اور روٹی بکری کے شوربے کے
ساتھ کہلاتے ہین تاکہ سوء ہضمی کے ضرر سے وہ اور بچہ دونون محفوظ رہین دودہ پلانے
کے زمانے مین اگر کوئی دودہ پلانے والی حاملہ ہوجاوے تو اوس کا دودہ ہرگز ہرگز بچے
کو نہ پلاوین کیونکہ یہ دودہ چیکا ہوجاتا ہے اور ایسا دودہ بچے کو نہایت نقصان کرتا
ہے اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودہ بہی نہایت مضر ہے پس جبتک بچہ
دودہ پیئے دودہ پلانے والی اور بچے کے مان باپ کو ان سب باتون کا جو اوپر
گذر چکین خیال رکہنا ضرور ہے اور مدت دودہ پلانے کی اکثر علما کے نزدیک دو سال
مقرر ہین اس لئے کہ دوسرے پارے مین قرآن شریف کے اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ

یعنی لڑکے والیان دودھ پلاوین اپنی اولاد کو دو برس پورے اور یہ مدت اکثر ہے
اس لئے کہ آگے فرمایا ہے لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ یعنی دو سال
تک دودھ پلانا اوس کے واسطے ہے جو پوری مدت تک پلانا چاہے اس سے
معلوم ہوا کہ دو برس سے کم بھی پلانا درست ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے مین جنے تو اکیس مہینے دودھ پلانا کافی ہے
اور جب سات مہینے مین جنے تو تیئیس مہینے اور چھ مہینے مین جنے تو پورے دو برس
دودھ پلاوے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا یعنی
حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہین پس اکثر مدت اسکی دو سال ہے
اور کم موافق اوپر کی تفصیل کے اکیس اور تیئیس مہینے ہین اور امام اعظم رحمہ اللہ کے
مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑہائی برس ہین اس لئے کہ قرآن مجید مین
اللہ جل شانہ نے حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا فرمایا ہے پس حمل و فصال
دو چیزین ذکر فرمائین اور ان دونون کے واسطے ایک مدت مقرر کی تو ہر ایک
کے لئے پوری مدت چاہیئے اور وہ نہین مگر اڑہائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت
کا اڑہائی برس سے اون کے نزدیک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث[۵] سے

---

[۵] لفظ اوسکے یہ ہین قَالَتْ عَائِشَۃُ اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِی الْبَطْنِ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ وَلَوْ بِظِلِّ مِغْزَلٍ رواہ الدارقطنی
عَنْ طَرِیْقِ جَمِیْلَۃَ بِنْتِ سَعْدٍ عَنْہَا مَا تَزِیْدُ الْمَرْاَۃُ فِی الْحَمْلِ عَلٰی سَنَتَیْنِ قَدْرَ مَا یَتَحَوَّلُ ظِلُّ عَمُوْدِ الْمِغْزَلِ رواہ
ابن کثیر[؟] عن الولید بن مسلم قال سألت مالکا عن ھذا الحدیث فقال من یقول ھذا ھذہ جارتنا امرأۃ محمد بن
عجلان تحمل کل بطن اربع سنین قال البیہقی ویؤیدہ قول عمر تتربص المرأۃ للمفقود اربعۃ اعوام یعنی حضرت

ثابت ہے غرضکہ انہین مدتون کے اندر دودہ چھڑانا چاہیے یعنی اگر بچہ قوی ہو تو اسے دو برس تک پلاوین اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کرین اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑہائی برس تک دودہ پلاوین زیادہ اس سے نہ بڑہاوین اگرچہ بعض عالمون کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بہی ہے۔

باب چہارم
فصل عقیقے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان مین چیرنے کاٹنے کے ہین اسی لیے شرع کی بول چال مین عقیقہ اوس قربانی کو کہتے ہین جو کہ ساتوین دن بچے کی پیدائش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالون کو بہی کہتے ہین آتمین علما کا اختلاف ہے کہ عقیقہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علماے ظاہریہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور حسن بصری رضی اللہ عنہ عقیقے کو واجب کہتے ہین ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت مین واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور ان کے سوا اور اکثر علما کے نزدیک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ دو برس سے زیادہ پیٹ مین نہین رہتا اگرچہ بقدر نکلنے کے سایے کے ہو دارقطنی نے جمیلہ بنت سعد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ نہین زیادہ کرتی عورت حمل مین دو برس پر بقدر اوس چیز کے کہ ڈہلے نکلنے کے عمود کا سایہ اور روایت کی دارقطنی نے ولید بن مسلم کے طریق سے انہون نے کہا مینے اس حدیث کا حال امام مالک رحمہ اللہ سے

سنت ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض کہتے ہین کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہین کہ عقیقہ مستحب ہے اس لئے کہ امام احمد اور ابو داؤد و نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہون نے اپنے باپ شعیب سے انہون نے اپنے باپ سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَۃِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَکَاَنَّہٗ کَرِہَ الْاِسْمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا نَسْأَلُکَ عَنْ اَحَدِنَا یُوْلَدُ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْ وَّلَدِہٖ فَلْیَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافَاَتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ نے فرمایا مین عقوق کو دوست نہین رکھتا گویا اس نام کو مکروہ رکھا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے یہ پوچھتے ہین کہ ہم مین سے کسی کے یہان بچہ پیدا ہوا فرمایا جو شخص تم مین سے دوست رکھے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو اوسے چاہیئے کہ کرے لڑکے سے دو بکریان برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے عقیقے کا مستحب ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے کہ جو شخص تم مین سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳ - پوچھا اونہون نے فرمایا یہ کون کہتا ہے یہ ہماری پڑوسن محمد بن عجلان کی بی بی ہر حمل اسکا چار برس کا ہوتا ہے بیہقی نے کہا تائید کرتا ہے اس قول کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ انتظار کرے مفقود کی عورت چار برس کا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نصب الرایہ تخریج

دوست رکھے کرے بلکہ صاف صریح امر فرماتے ہین وہ حدیثین جنہین لفظ رہن یا
مرہے سو دہن سے وجوب نہین نکلتا اوس کے اور معنی ہین اور بدلیل حدیث مذکور
کے امر وجوب کے واسطے نہین ہے بلکہ امر استحبابی ہے جیسا کہ بخاری نے
سلمان بن عامر ضبی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ فَاهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی
یعنی سلمان نے کہا سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے عقیقہ ہے پس ذبح کرو اوسکی طرف سے جانور اور دور کرو اوس
سے ایذا یعنی بال سر کے اور میل وغیرہ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِیْقَتِهٖ یُذْبَحُ عَنْهُ یَوْمَ السَّابِعِ
وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَأْسُهٗ یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گرو ہے بسبب یا بدلے
اپنے عقیقے کے ذبح کیا جاوے اوس سے ساتوین دن اور نام رکھا جاوے یعنی
ساتوین دن اور مونڈا جاوے سر اوسکا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابو داؤد
و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابو داؤد و نسائی مین مُرْتَهَنٌ کی جگہہ رهینة
ہے اور ایک روایت احمد و ابو داؤد مین بجاے ویسمی کے لفظ یدمی ہے ابو داؤد
نے کہا لفظ ویسمی صحیح تر ہے رہن کے معنی مین علما کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ
بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق مین یعنی جس بچے کا عقیقہ

ہو اگر بچپنے مین مرجاویگا تو وہ قیامت کے دن ماں باپ کی شفاعت نکریگا
امام احمد رضی اللہ عنہ کا بہی یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ بہلائیون اور سلامتی
آفات اور زیادتی نشو و نما سے روکا گیا ہے یعنی جب تک اوسکا عقیقہ ہوگا
اکثر علیل و بیمار رہیگا بعض نے یہ کہا کہ اذی و پلیدی کے ساتھ گرو ہے جیسا کہ
پہلی حدیث مین گذرا اَمِیطُوْا عَنْہُ اْلاَذٰی یعنی بال اور میل کچیل وغیرہ اوس سے
دور کرو پچھلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتوین دن عقیقہ
کرنا چاہیئے اگرچہ علمانے اسکی مدت بہی زیادہ کردی ہے یعنی یون لکہا ہے کہ اگر
کسی ضرورت سے بچے کا عقیقہ ساتوین روز نہ ہوسکے تو چودہوین یا اکیسوین دن
کرے اگر ان دنون مین بہی نہ ہوسکے تو جب ممکن ہو اوس وقت کردے مگر
اس قول پر کوئی دلیل صریح حدیث سے معلوم نہین ہوتی پس ساتوین دن عقیقہ
کرنا اولیٰ افضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بہی جائز ہو مثلا بچہ کچہ ایسا
بیمار و علیل ہو گیا کہ اوس کے سر کو پانی لگانا ضرر کرتا ہے تو چودہوین یا اکیسوین
روز اوسکا عقیقہ کرنا مضائقہ نہین لیکن جہان تک ہوسکے چلے کے اندر ہی عقیقہ
کردے زیادہ دیر نکرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتوان روز عقیقے کا نہ ٹالے
یعنی جب ولادت کو چہہ روز گذر جادین تو ساتوین روز بچے کو نہلا کر مسلمان
نائی سے اوسکا سر منڈوادے نہ ہندو سے اور اوسی دن عقیقے کا جانور
بہی ذبح کردے کیونکہ حدیث مذکورہ مین مراد ذبح سے یہی عقیقے کا جانور ہے اور اوسکا

دن بچے کا نام رکھنا بھی سنت ہے اس لئے کہ یہی اوسی حدیث سے ثابت ہے
غرضکہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتوین ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت کے
اوسی روز کرنے چاہیئن تاکہ خلاف سنت کے نہو۔ مگر ذبح کرنا جانور کا بچے کے
سر منڈاتے وقت چاہیئے اگر لڑکا ہو تو دو بکریان ذبح کرے اور جو لڑکی ہو تو
ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہین کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو
اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے جس کو
ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ
شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَمْ اِنَاثًا یعنی ام کرز سے روایت ہے
انہون نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
لڑکے کی طرف سے دو بکریان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقے
مین اور ضرر نہین کرتا تم کو یہ کہ وہ نر ہون یا مادہ یعنی یہ دہیان نہ کرو کہ لڑکے کی
طرف سے نر چاہیئن اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ عقیقے مین جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھ قید نہین صرف لڑکے کی طرف سے
دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے
کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
شخص لڑکے کی طرف سے عقیقے مین ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے

جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا
وَعِنْدَ النَّسَائِیِّ کَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین
رضی اللہ عنہما کے عقیقے مین ایک ایک دنبا اور نسائی کے نزدیک دو دو نبے اس سے
یہ بہی معلوم ہوا کہ عقیقے مین بکری کی تخصیص نہین ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے
دنبہ اور عقیقے مین بہیڑ ذبح کرنا بہی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بہیڑ ایک
سال سے اور دنبا چہہ مہینے سے کم کا نہو اور کچہہ عیب دار بہی نہ ہو یعنی لنگڑا لولا اندھا
بہت دُبلا بہی نہ ہو بلکہ جو شرطین اور صفتین قربانی کے جانورین چاہئین اون سب کا
عقیقے کے جانورین ہونا بہی ضرور ہے۔ جب بچے کا سر منڈا چکے تو اوس کے بالون
کے ہموزن چاندی خیرات کرے علما نے سونا دینا بہی جائز لکہا ہے یعنی اگر کسی کو
مقدور ہو اور وہ بچے کے بالون کی برابر سونا خیرات کرے تو کچہہ مضائقہ نہین مگر امام حسن
رضی اللہ عنہ کے بالون کے ہموزن چاندی ہی دیگئی تہی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا
ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ
قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ
یَا فَاطِمَۃُ اِحْلِقِیْ رَاْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَۃِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً فَکَانَ وَزْنُہٗ دِرْہَمًا اَوْ
بَعْضَ دِرْہَمٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ

لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ لَمْ یُدْرِکْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی حسین سے
یعنی امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اے فاطمہ مونڈ تو سر اوسکا اور صدقہ دے ہموزن اوسکے بالون کے چاندی
پس وزن کیا ہمنے بالون کو تو اونکا وزن ایک درہم یا درہم سے کم تھا روایت کیا اسکو
ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہین ہے اس لیے کہ
محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہین پایا پس اس حدیث سے چاندی
دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولی ہے اس لئے کہ سونا دینے
مین ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے بڑھکر مرتبہ مین کسی کی
اولاد نہین ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل اور اعلی ہے پھر
اوس کے بالون کو زمین مین دفن کردے یا دریا مین ڈالدے اور سر منڈانے کے بعد
کوئی خوشبودار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر ملدے کہ یہ سنت ہے جانور
کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ بُرَیْدَۃَ
قَالَ کُنَّا فِی الْجَاهِلِیَّۃِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاۃً وَلَطَخَ
رَأْسَہٗ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ کُنَّا نَذْبَحُ الشَّاۃَ یَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ
رَأْسَہٗ وَنَلْطَخُہٗ بِزَعْفَرَانٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ رَزِیْنٌ وَنُسَمِّیْہِ یعنی کہا

بریدہ نے جاہلیت مین ہماری یہ عادت تہی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے یہان ہم مین
سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اوس کا خون بچے کے سر سے لگاتا پہر جب اسلام
آیا تو ہم ساتوین دن بکری ذبح کرتے ہین اور بچے کا سر مونڈتے ہین اور اوس کے
سر کو زعفران لگاتے ہین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور رزین نے وُنسمیہٗ
کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتوین ہی دن اوسکا نام رکہتے ہین زعفران ملنے سے یہ بہی
فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا نہین ہوتا ہے عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ
خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر ہے اگر باپ نہ ہو تو اور کنبے کے لوگ مثل دادا
یا چچا وغیرہ کے اوس جانور کو ذبح کر دین اور غیر شخص کا ذبح کرنا بہی درست ہے
لیکن کنبے والے افضل ہین اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے
کے مان باپ دادی دادا نانی نانا نہ کہاوین سو غلط ہے اس لئے کہ شرع
شریف مین اس گوشت کے کہانے سے گہر والون یعنی مان باپ اور رشتے دارون
اور برادری والون اور دوستون وغیرہ کسی کو ممانعت نہین آئی ہے ان سب
لوگون کو اسکا کہانا درست ہے لیکن اس گوشت مین سے ایک تہائی حصہ خیرات
کر دے اور دو حصے گہر اور برادری اور دوستون وغیرہ مین تقسیم کرے کچا بانٹے
یا کہانا پکا کر کہلاوے دونون طرح درست ہے دائی اور نائی کا اس گوشت مین کچہہ
حق اور حصہ شرع سے مقرر نہین اپنی طرف سے اگر ان کو بہی تہوڑا سا دیدے تو
کچہہ مضائقہ نہین مگر جیساکہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نائی اور دائی کا ہے سو

حدیث صحیح سے اس کی کچھ اصل نہین اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا
کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہین ہان مراسیل ابوداؤد مین جعفر بن محمد
کی روایت سے قابلہ کو عقیقے کی بکری کے پائے دینا اور اوسکی ہڈی نہ توڑنا
معلوم ہوتا ہے اسی لئے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہین کہ عقیقے کے
جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور انکے سوا وہ لوگ اس طرف گئے ہین کہ
ہڈیونکا توڑنا مستحب ہے۔

فصل بچے کے نام رکھنے کے بیان مین

مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کرین
بلکہ اگر نبیون کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھین جیسے ابراہیم ایوب موسیٰ اسحق
اور اون کی عورتون کے نام پر جیسے سارا ہاجرہ بلقیس وغیرہ جو نبیون کی
بیبیون اور بیٹیون کے نام تھے اپنی لڑکیون کے نام رکھین تو بہتر ہے صحابہ اور
صحابیات کے نام پر بھی نام رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابوبکر صدیق عتیق
عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکون کے واسطے اور اسماء سلمہ
وغیرہ جو صحابیات کے نام ہین عورتون کے لئے اور اہل بیت کے نام پر بھی
جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکون کے نام رکھنا اولیٰ ہے
اور لڑکیون کے واسطے زینب رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ
وغیرہ نام رکھنا انسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامون پر

علما نے قریب چارسو کے لکھے ہین اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور
مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنیٰ
برکت یہ بھی ہے کہ جس کے گھر بیٹا نہ ہوتا ہو وہ ابتداے حمل سے چار مہینے کے اندر
اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ مین ہے اوس کا نام
مینے محمد رکھا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بچہ نر پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا اس عمل کا
تجربہ اکثر بزرگون نے کیا ہے[۱] اور جس نام مین لفظ عبد کا اللہ تعالیٰ کے نام کے
ساتھ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ
یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے نامون مین اللہ کے نزدیک عبداللہ اور
عبدالرحمن ہین روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو
ایسے نام بہت پسند ہین پس چاہیے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھین
یعنی اگر لڑکا ہو تو عبداللہ عبدالرحمن عبدالرحیم عبدالعزیز عبدالقیوم وغیرہ
جتنے نام اللہ عزوجل کے ہین اونپر لفظ عبد کا بڑھاوین اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے
نام سے پہلے لفظ آمنہ کا زیادہ کردین جیسے امۃ اللہ امۃ الرحیم آمنۃ السلام

[۱] سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوے مین ایسا ہی لکھا ہے ۱۲۔

امۃ الرحمن اس لئے کہ عبد کے معنی غلام کے ہین اور امۃ کے معنی لونڈی کے
اور اللہ ہی کے سب لونڈی غلام ہین پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت کرنا
زیبا ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اوسکی لونڈی غلام بننا بنانا جائز نہین یعنی ایسے
نام نہ رکھین کہ جن مین لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف منسوب ہو جیسے اکثر
نادان لوگ مثل بندہ علی عبدالحسین عبدالنبی غلام محی الدین غلام چشتی
غلام جیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہین اور جو لوگ ایسے نام رکھتے ہین کہ
اونمین بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش
مدار بخش نبی بخش سو یہ خالی شرک سے نہین اس لئے کہ اللہ تعالی کے سوا کسی
کو طاقت بخشنے کی نہین پس قادر بخش خدا بخش الہ بخش مولی بخش نام رکھنے
مین کیا قباحت ونقصان ہے پیغمبرون علیہم السلام اور اونکے آل واصحاب وصحابیات
واولیاء وصالحین رضی اللہ عنہم کے اسما کیا کم ہین جو مدار بخش سالار بخش وغیرہ
مشرکون کے سے نام رکھنے لگے غرضکہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے معانی مین شرک
نکلتا ہو شرعًا منع ہے اور اسکے سوا جن نامون کے معنون مین برائی ہو اونکا رکھنا
بھی جائز نہین جیسے اجدع کہ اصل لغت مین کان اور ناک ہاتھہ اور ہونٹ
کٹے ہوئے کو کہتے ہین اور ایک شیطان کا بھی نام ہے جیساکہ ابوداؤد وابن ماجہ
نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ
مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

يَقُولُ الاَجْدَعُ شَيْطَانٌ یعنی مسروق سے روایت ہے کہ کہا ملاقات کی مینے
حضرت عمرؓ سے اونہون نے فرمایا تو کون ہے مینے کہا مین مسروق اجدع کا
بیٹا ہون حضرت عمرؓ نے فرمایا مینے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ
اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام رکھنا نچاہیے کیونکہ حزن اصل مین زمین
سخت کو کہتے ہین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا
جیساکہ بخاری نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ شَیْبَۃَ قَالَ جَلَسْتُ
اِلٰی سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ فَحَدَّثَنِیْ اَنَّ جَدَّہٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِیْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا
بِمُغَیِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِیْہِ اَبِیْ قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ فَمَا زَالَتْ فِیْنَا
الْحُزُوْنَۃُ بَعْدُ یعنی روایت ہے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کہا مین
بیٹھا تھا سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ
میرے دادا کا نام حزن تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے
فرمایا تیرا کیا نام ہے اُنہون نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے
اُنہون نے کہا مین اوس نام کو نہین بدلتا جسکو میرے باپ نے رکھا سعید بن مسیب
کہتے ہین ہمارے خاندان مین ابتک سختی رہی یعنی اوس نام کی شومی باقی رہی اگر
حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس نام کو بدلکر سہل رکھہ لیتے تو ہمیشہ ہمیشہ
کو برکت وخوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت شریف

تھی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اوسکو بدل دیتے تھے جیسا کہ اس حدیث
مین آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی کہا حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدل دیتے
تے برے نام کو روایت کیا اسکو ترمذی نے عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ
يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
یعنی روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ مقرر ایک بیٹی تھی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تھا اوس
کو عاصیہ یعنی گنہگار پس نام رکھا اوس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
جمیلہ روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح اور کئی حدیثون سے تغیر کر دینا برے
نامون کا ثابت ہے جیسا کہ اس حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ
عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ اَتَوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ
وَقَالَ غَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَ
عَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا
لِلْاِخْتِصَارِ یعنی روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے اُنہون نے اسامہ
ابن اخدری اپنے چچا سے جو صحابی ہین یہ نقل کیا کہ ایک شخص تھا اوسکو اصرم کہتے

تھے اوس جماعت مین تہا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اوس
سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپنے فرمایا بلکہ تیرا
نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنے قطع اور درخت
کا ٹنے کے ہین اس لئے اسکو آپ نے ناپسند فرمایا اس کے بدل مین زرعہ نام رکہا
جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جود وخیر وبرکت کی ہے روایت
کیا اسکو ابوداؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدل دیا آپنے عاص وعزیز
وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب کے نامون کو اور کہا ابوداؤد نے
کہ اختصار کے لئے مینے ان حدیثونکی اسناد کا ذکر نہین کیا جنہین ان نامون کا
تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو مخفف ہے عاصی کا کیونکہ
معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہین اور عزیز کو اس لئے بدلا کہ ایک تو یہ
اسم الٰہی ہے سو بندے کو چاہیئے کہ عبدالعزیز نام رکہے خود عزیز نہ بنے دوسرا
اس کے معنی ہین عزت وغلبہ ہے سو بندے کو خشوع خضوع چاہیئے نہ عزت و
کبر اور تغیر کیا عتلہ کو اس واسطے کہ اوسکے معنی غلظت اور شدت کے ہین اور
حکم کو اس لئے بدلا کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے
کوئی نہین ہے اوسی کی خلق اوسی کا امر ہے اور غراب کو بہی اس لئے بدل دیا
کہ کوے کو کہتے ہین اور کوا جانورون مین پلید ہے مردار اور نجاست کہاتا ہے
اور حل وحرم مین مارا جاتا ہے اور اوس کے معنی دور ہونے کے بہی ہین اور بدل دیا

حباب اور شہاب کو بھی اسلیئے کہ اول نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بھی کہتے
ہیں اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بھڑکتے شعلے کو کہتے ہین غرضکہ ایسے نام کہ
جن کے معنون مین بُرائی ہو نہ رکھنا چاہیئین بلکہ اون کا تغیر کرنا مستحب ہے
اور ایسے نام رکھنا بھی درست نہین کہ جن مین ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی
ہو کہ اسکی بھی حدیثون سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایسے نام کو متغیر فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ
سے قَالَتْ سُمِّیْتُ بَرَّۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُزَکُّوْا
اَنْفُسَکُمْ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَھْلِ الْبِرِّ مِنْکُمْ سَمُّوْھَا زَیْنَبَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔
یعنی کہا زینب بنت ابی سلمہ نے کہ نام رکہا گیا میرا برّہ یعنی نیکوکار بس فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اچہا نہ جانو اپنی جانون کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون
تم مین نیک اور اچہا ہے نام رکہو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے پس اس
حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکہنے کی اور بدل دینا اوس کا یہ دونون باتین
صاف معلوم ہوتی ہین اور اوپر کی حدیثون سے فقط بدل دینا بُرائی والے نامون
کا تصریح سے نکلتا ہے پس جن لفظون مین تعریف اور بزرگی یا بُرائی نکلتی ہو ایسے
نام رکہنا درست نہین ہان جن اسمون کے معنی اچھے ہون اور عبدیت اس
شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے سمجھی جاوے ایسے نامون کا رکھنا شرعًا نہایت
بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھ عوام کی زبان پر بولنے مین سہل بھی

ہون تو نہایت ہی خوب ہے۔

فصل چھٹی کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتین جو بچے کو چھٹی روز نہلاتی ہین اور اوس دن اوسکا سر نہین منڈواتین صرف نہلا کر بچے اور زچا دونون کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہین اور دونون کے سر پر گوٹے یا بنت کی پٹی بنا کر مثل گوشوارے کے باندہ دیتی ہین سو یہ سب بدعت ہے بلکہ مشرکون کی رسمون سے ہے چنانچہ ہندؤون کے یہان بہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چھٹے روز نہلا کر زرد کپڑے پہناتے ہین اور زچا کو دُلہن کی طرح بنا کر اوس کے اور بچے کے سر پر گوشوارے کی طرح گوٹے یا بنت کی پٹی سیکر باندہ دیتے ہین اور یہ بہی کافرون کی رسمون سے ہے جو بعضی عورتین قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود مین دیکر باہر صحن مین نکالتی ہین اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا سایہ کرتی ہین کہ ایک عورت کے ہاتہ مین کلام مجید دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر اوسکا سایہ کئے رہتی ہے اور اوس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر رکہے ہوئے اوس کے ساتہ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چومک مین گہی بہر کر چار بتیان تارے کی روشن کرتی ہین اور اوس چومک کو ایک تہالی مین رکہکے ایک عورت کو دیتی ہین کہ وہ زچا کے آگے آگے لئے چلتی ہے اور ایک روغنی روٹی اور ٹکیہ پکی ہوئی دائی کو دیدیتے ہین جب زچا ان رسمون کے بعد صحن مین ٹہیر کر سہی

کو دیکہتی ہے تو وہ دائی زچا کے سر کے پاس لیجا کر اوس روٹی کے چار ٹکڑے کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری اسی طرح اوس روغنی ٹکیا کو بچے کے سر کے پاس لیجا کر توڑتی ہے اور وہی الفاظ جو زچا کے واسطے کہے تہے بچے کے لئے بہی کہتی ہے اور بعض عورتین غروب کے بعد سورج کے بدلے تارے دکہاتی ہین اسمین بہی وہی سب باتین جو پہلے بیان ہوچکین کرتی ہین پہر زچا سورج یا تارے دیکہکر جب اپنے زچاخانے مین آتی ہے اوس وقت دیوار اوسی ننگی تلوار کو جو اوسکے ہاتہہ مین ہوتی ہے زچاخانے کی چوکھٹ سے چہوا دیتا ہے اور اس کا نیگ بہی یہی لیتا ہے اس رسم کو جاہلون کی بول چال مین مرگ مارنا کہتے ہین بعد اس رسم کے جب زچا اپنے پلنگ پر آتی ہے تو عورتین اوسکے سامنے چوکی بچہا کر ایک تہال بہر چانول پکے ہوئے اوسمین دودہ شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکہتے ہین اور سات یا نو خواہ گیارہ سہاگنون کو جمع کرکے زچا کے ساتہہ اوس تہال مین کہانا کہلاتے ہین پہر اوس تہال مین سب برادری کی بیبیان اپنے اپنے مقدور کے موافق روپے اٹھنیان وغیرہ ڈالتی ہین اور یہ سب دائی کو دیا جاتا ہے اور اس چہٹی ہی کے دن بچے کی پہوپی نیل کی ڈلی سے گہر کے چارون کونون پر دو دو چار چار لکیرین لہردار بنا دیتی ہے اسکو ہندو ستہیا رکہنا کہتے ہین اسکا نیگ بہی نند کو اوسی دن ملتا ہے حاصل یہ کہ اس طرح کی بیہودہ خرافات رسمین جو جاہلون نے کفار سے سیکہی ہین اور بہت

ان مین سے انکے شادی غمی کتون مین رائج ہین مسلمان ایماندار عورتون کو چاہیئے
کہ ایسی رسمون سے بچتی رہین اس لئے کہ یہ رسمین کافر اور مشرکون کی ہین ان پر
اعتقاد رکہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر و مشرک ہوجاتا ہے جس کی
بخشش کی کبہی اُمید نہین جیسا کہ خداے تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ
اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی بیشک اللہ نہین بخشتا
شرک کو اور بخشدیتا ہے باقی گناہون کو جس کے لئے چاہے پس سب مسلمانون
کو لازم ہے کہ چہٹی کے بدلے عقیقہ کیا کرین کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک
سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
نے خود بہی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگون کو
بہی اوسکے کرنے کا حکم فرمایا پس جہان تک ممکن ہو ہر امر مین آپ کے فعل کی پیروی
اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے تا کہ نجات دارین کی حاصل ہو۔

فصل ختنے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ ختنے کے واجب ہونے مین علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ
اور بہت سے علما فرماتے ہین کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونون کے حق مین واجب ہے
امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونون کے حق مین
سنت ہے اور بعض علما کے نزدیک مردون کے لئے واجب ہے نہ عورتون کے
واسطے جو لوگ واجب کہتے ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ

اَخْبَرْتُ عَنْ عُثَیْمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ اَلْقِ عَنْکَ شَعْرَ الْکُفْرِ یَقُوْلُ اِحْلِقْ قَالَ
وَاَخْبَرَنِیْ اٰخَرُ مَعَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاٰخَرَ اَلْقِ عَنْکَ شَعْرَ الْکُفْرِ
وَاخْتَتِنْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ یعنی ابن جریج سے روایت ہے
کہا مجھے عثیم سے خبر دیگئی عثیم اپنے باپ سے انکے باپ انکے دادا سے
روایت کرتے ہین کہ انکے دادا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے
اور عرض کیا کہ مقرر مین اسلام لایا آپ نے فرمایا گرا اپنے سر سے کفر کے بال یعنی
سر منڈوا راوی کہتا ہے اور خبر دی مجھے دوسرے شخص نے جو عثیم کے دادا کے
ساتھ تھا اس بات کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی کو کہ گرا اپنے
سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر لیکن اس حدیث مین علما نے کئی طرح سے کلام
کیا ہے اسی طرح اس باب کی اور حدیثون مین بھی کلام ہے جسکی وجہ سے وجوب کا
ثبوت نہین ہوسکتا اور جو لوگ سنت کہتے ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے اَلْخِتَانُ
سُنَّۃٌ لِلرِّجَالِ مَکْرَمَۃٌ فِی النِّسَاءِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ
اَرْطَاۃَ یعنی ختنہ سنت ہے مردون مین اچھی بات ہے عورتون مین روایت کیا
اسکو احمد و بیہقی نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث سے مگر اس حدیث مین بھی
چند وجہ سے کلام ہے جس کے سبب سے قابل حجت نہین ہے اور جو لوگ مردون
پر واجب کہتے ہین اونکی دلیل بعینہ قول اول کی دلیل ہے اور عورتون پر واجب

ہونے کی یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی مکرمۃ کے لفظ سے وجوب نہین نکلتا
حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قایم نہین ہے رہا سنت ہونا سو
یہ یقینی ہے اس لئے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہین مگر حدیث فطرت تو دلیل
ظاہر ہے سنت ہونے پر جسکو جماعت نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ
اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فطرت سے ہین
جسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو پیدا کیا ایک تو بال لینا دوسرے ختنہ
کرنا تیسرے مونچھین کتروانا چوتھے بغل کے بالون کا اوکھیڑنا پانچوین ناخنون کو
ترشوانا فائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لئے خاص نہین ہے
دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے
کیا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْہِ ثَمَانُوْنَ
سَنَۃً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرِ السِّنِیْنَ۔
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے
بعد اسکے کہ اسی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا بسولے سے روایت کیا
اسکو بخاری ومسلم نے مگر مسلم نے برسون کا ذکر نہین کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے

دن ولادت سے ساتوین روز ختنہ کر دے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِّلَادَتِهِمَا یعنی بیشک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ
عنہما کا ساتوین دن اون دونون کی پیدائش سے اور حاکم نے یہ بھی کہا کہ صحیح الاسناد
ہے اور اگر عقیقے کے روز ختنہ نہو سکے تو چالیس دن کے درمیان مین کر دے اگر
اس زمانے مین بھی نہ ہو سکے تو چوتھے پانچوین برس ضرور ہی ختنہ کر دے زیادہ
دیر نکرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اوتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ
کرنے مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہوجاتا ہے
اور بچے کو ایذا کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلعم نے اپنے نواسون کا
ختنہ ساتوین ہی روز کیا تھا پس اوسی روز ختنہ کرنا بہتر ہے۔ اکثر علما کے نزدیک
عورتون کا ختنہ اسلئے سنت[لہ] ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ
رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لئے کر دیا تھا اور اونکے

لہ سید مرتضیٰ صاحب تاج العروس نے لسان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے دامن
لٹکایا اور اپنے دونون کانون کو چھیدا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر
خفا ہوگئین اور قسم کھائی کہ تین عضو اونکے اعضا سے کاٹ ڈالین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو
حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرین اسطرح سے کہ اونکی دونون کان چھید دین اور اونکے ختنہ کر دین پھر یہ عورتونمین

اس فعل کو اللہ تعالی نے بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے
جائز رکھا اور وحی سے اسکا حکم بھی ثابت نہین ہوا سو اگر عورتون کا ختنہ کیا
جاوے تو بہتر ہے اور اگر نہو تو کچھ گناہ نہین جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو تو اوسکا
پھر ختنہ کرنا ضرور نہین چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ختنہ نہین کیا گیا اور سوائے آپکے اور تیرہ[۵] پیغمبرون علیہم السلام کا بھی ختنہ نہین
کیا گیا اس لئے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کئے ہوئے
پیدا ہوئے تھے پس دوبارا ختنے کی ضرورت نہین ہوئی لیکن ایک جماعت علما
نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو اوسکے لئے مستحب ہے کہ اوسکے ختنے
کے مقام پر خالی اُسترہ پھیر دیا جاوے اور سوائے ایسے بچون کے سب بچون
کا ختنہ کرنا مسلمانون کو ضرور ہے یہ بہت بڑی سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہین غرضکہ ہمارے
دین مین مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹھیرا ہے جو اوسکو نکرے گا وہ گنہگار ہے ۔
فائدہ ختنے کی دعوت قبول کرنے مین علما کا اختلاف ہے محققین علما کہتے ہین
اس دعوت مین جانا درست نہین ہے اس لئے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے

---

۵ - یعنی حضرت[۱] آدم حضرت شیث[۲] حضرت نوح[۳] حضرت ہود[۴] حضرت صالح[۵] حضرت
لوط[۶] حضرت شعیب[۷] حضرت یوسف[۸] حضرت موسی[۹] حضرت سلیمان[۱۰] حضرت زکریا[۱۱] حضرت عیسی[۱۲]
حضرت حنظلہ[۱۳] بن صفوان جو اصحاب الرس کے نبی تھے ۱۲ + ۱۲

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ دُعِیَ عُثْمَانُ ابْنُ اَبِی الْعَاصِ اِلَی الْخِتَانِ فَاَبٰی اَنْ یُّجِیْبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّا کُنَّا لَا نَاْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ

یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص ختنے کی دعوت مین بلا ئے گئے انھون نے دعوت قبول نہین کی کسی نے اس باب مین ان سے کہا انھون نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین ختنے کی دعوت مین نہین جاتے اور نہ اوسکے لیئے بلائے جاتے تھے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامہ مین لکھا ہے۔ دیگر از عادات ما مردم اسراف ست در افراح و رسوم بسیاری در آن مقرر کردن انچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شادیہا مقرر فرمودہ اند دو شادی ست ولیمہ و عقیقہ دین ہر دو را باید گرفت وغیر آنرا باید گذاشت یا با ہتمام والتزام آن نباید کرد۔ یعنی ہم لوگون کی عادات سے ہے جو خوشی مین صرف بیجا کرتے ہین اور بہت سی رسمین اوسمین مقرر کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیون مین سے جنکو ثابت رکھا ہے وہ دو شادیان ہین ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سوان دو نو کو ادا کرین انکے سوا اور شادیون کو چھوڑین یا اہتمام والتزام اون کا نکرین۔

باب پنجم

فصل غذا کھلانیکے طریقے مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ بھی دہیان اور خیال رکھا کرین انّا اور کھلائی پر بچے کو نہ چھوڑدین اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے سامنے بچے کا کھانا پینا مقرر رکھین اسلیئے کہ ہرکس وناکس کو سلیقہ بچے کے کھلانے پلانے کا نہین ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجھ عورتون کو زیادہ کھلادینے کا ذوق وشوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب اوسکو غذا کھلانا شروع کرین تو کھلانا پلانا اوس کا اپنے روبرو یا کسی اپنے بزرگ اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کرین کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق کھلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع مین غذا کھلانے کا یہ ہے کہ جب بچہ پانچ چھ مہینے کا ہو تو تھوڑی تھوڑی سی نرم اور لطیف سریع الھضم غذا مثل سالبودانے[۱] اور ارارروٹ کے سلونی کھیر یا تہولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا شروع کرین اگر بچہ شیرینی اور دودھ کی طرف رغبت کرے تو تھوڑا سا گائے کا دودھ جوش کرکے اوس کی بالائی الگ کرڈالین پھر اوسمین تھوڑا سا سالبودانہ یا ارارروٹ پکاکر شکر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تہولی پکاکر کھلاوین اور مٹھائی کی

---

[۱] بعض کہتے ہین کہ صحیح ساگودانہ ہے ۱۲ -

قسمون مین سے فقط تہوڑی سی جلیبی یا بتاسے کہلانیکا مضائقہ نہین اور طرح
کی مٹھائی مثل لڈو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کہلاوین اور میوجات مین سے انجیر اور
انگور انار اور سیب وغیرہ کہلاوین غرضکہ جو چیزین دیرہضم اور قابض یا بارد ہون
وہ ہرگز نہ کہلاوین اگر کبہی کوئی چیز خلاف اوس کے مزاج کے دیوین تو بہت
ہی کم کہلاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر زہر بہی انداز سے کم کہاوے تو ضرر نہین
کرتا چنانچہ افیون بہی ایک طرح کا زہر ہے پس اسکے کم کہانے مین ضرر نہین
اور جو بہت کہا لیتا ہے مرجاتا ہے اور سنکھیا کہ کیسا قاتل زہر ہے مگر کم کہانے
مین اوسکا وہ اثر نہین رہتا پس چاہیئے کہ بچے کو جو چیز کہلاوین کم کہلاوین اسلیئے
کہ بہت کہانا تو بوڑہے کو بہی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑہتا جاوے اوتنا ہی
اوسکی غذا کو بہی بڑہاتے جاوین اور عادت گوشت کہانے کی زیادہ ڈالین اسلیئے کہ
یہ سب غذاؤن مین بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اسی لیئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی اسکو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب
دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا
وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید طعام
اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا نہین
ہے زیادہ کہلانا چاہیئے مگر کبہی کبہی صحت کے زمانے مین اور چیزین بہی تہوڑی تہوڑی

بچے کو کہلاتے رہین تاکہ اوسکو عادت سب چیزون کے کہانے کی رہے
اس واسطے کہ حکیمون کا قول ہی صحت مین پرہیز کرنا ایسا مضر ہوتا ہے جیسے بیماری
مین بدپرہیزی کرنا اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کے ہاتہہ دہلا کر اوسی کے دہنے ہاتہہ
سے کہانا کہانے کی عادت ڈالین کیونکہ اپنے ہاتھ سے کہانے مین سیر اور آسودہ
رہتا ہے اور کہانا بہی زیادہ کہانے مین نہین آتا - اور جب بچے کی زبان کہلے تو
کہاتے وقت بسم اللہ کہنا بہی سکہاوین اور یہ بہی تعلیم کرین کہ اپنے آگے سے
کہاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کہانے دین کیونکہ اس طرح سے کہانا شرع
مین منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ
کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ
یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
یعنی کہا عمر بن ابی سلمہ نے کہ تھا مین لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش
مین اور ہاتھہ میرا بچون کی عادت کے موافق رکابی مین ہر طرف پڑتا تہا پس
فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور کہا اپنے دہنے ہاتہہ
سے اور کہا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے آگے سے کہا نقل کی
یہ بخاری ومسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے اول کہاتے وقت
بسم اللہ کہنا دوسرے دہنے ہاتھ سے کہانا تیسرے اپنے آگے سے ابن ماجہ نے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِیَاکُلْ اَحَدُکُمْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَاخُذْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیُعْطِ بِیَمِیْنِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِہٖ وَیُعْطِیْ بِشِمَالِہٖ وَیَاخُذُ بِشِمَالِہٖ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیئے کہ کہاوے ایک تم مین کا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیئے پیوے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیئے لیوے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیے دیوے دہنے ہاتہہ سے اس لئے کہ شیطان کہاتا ہے اپنے بائین ہاتہہ سے اور پیتا ہے بائین ہاتہہ سے اور دیتا ہے بائین ہاتہہ سے اور لیتا ہے بائین سے اسی کے مثل حسن بن سفیان نے اپنی مسند مین بسند حسن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائین ہاتہہ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے جس کہانے پینے مین بسم اللہ نہین کہی جاتی ہر اوسمین بہی شیطان کا دخل ہو جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال جانتا ہے کہانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اوسپر نقل کی یہ مسلم نے مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اوس کا کہانے پر اور بعضون نے

یہ کہا ہے کہ اوس کہانے کی برکت لیجاتا ہے گویا شیطان اوسکو کہا گیا یا اوس کہانے
کو اللہ تعالیٰ کی غیر مرضی کی جگہہ صرف کرتا ہے اسلئے مسلمانونکو لازم ہے کہ اپنے
بچون کو و سہنے ہاتہہ سے کہانے اور کہاتے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالین
اوراس کی تعلیم کرتے رہین تاکہ شیطان کا دخل نہونے پاوے اسی طرح یہہی سکہائین
کہ کہانے سے پہلے اور بعد کو ہاتہہ دہویا کرے اس لئے کہ یہ موجب برکت ہے
جیساکہ ترمذی اور ابوداود نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قَالَ
قَرَأْتُ فِي التَّوْرٰىةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ اَلْوُضُوْءُ
قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا مینے توراۃ مین پڑہا
یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے بعد اوس کے پہر مینے اسکا
ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے
پہلے اوس کے اور بعد اوس کے کہانے سے پہلے دونون ہاتہہ دہوے اور بعد
اوسکے دونو ہاتہہ اور مونہہ دہوئے پہلے دہونے سے کہانے مین برکت وزیادتی
ہوتی ہے اور بعد دہونے سے نفس کو سکون ہوتا ہے عبادات مین تقویت
ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت
ڈالین کیونکہ یہ بہی موجب برکت ہے جیساکہ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ

وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّةٍ الْبَرَکَةُ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حکم دیا انگلیون اور رکابی کے چاٹنے کا اور فرمایا مقرر تم نہین جانتے کہ
کس انگلی یا کس نوالے مین برکت ہے اور کہانے کے بعد کی دعا بہی سکہادین
جسکو بخاری نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا
کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا
یعنی جب دستر خوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوٹہایا جاتا تو
آپ فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی ریا وسمعہ سے خالی
برکت کے گئے اوسمین یعنی کبہی منقطع نہ ہو نہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ
بے پروائی ہو اوس سے اے رب ہمارے کہانے کے آداب مین سے یہ بہی ہے کہ
جوتا پہنے نہ کہاوین جیساکہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا
نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جب کہانا رکہا جاوے تو پاپوشون کو اوتار ڈالو اس لئے کہ یہ بہت راحت
بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدمون کے اور یہ بہی تاکید رکہین کہ ہاتہ
مین چکنائی ہو تو اوسکو دہو ڈالے بعد اس کے سووے چکنائی بہرے ہوئے
ہاتہون کے ساتہ سونا منع ہے جیساکہ ابو داود اور ترمذی وابن ماجہ نے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمْرٌ لَمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سووے اور اوس کے
ہاتھ مین چکنائی ہو کہ اوسکو نہین دہویا پہر اوسکو کچہہ ایذا پہونچی تو وہ نہ ملامت کرے
مگر اپنی جان کو اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزین منگا کر نہ کہلایا
کرین جو کچہہ گہر مین میسر ہو وہی کہلا دین اسلئے کہ اس سے چٹورپن کی عادت
پڑ جاتی ہے پہر کُل مال و متاع کہانے پینے ہی مین صرف کر کے سب ضروریات
سے محتاج رہتا ہے اور اوسکے گہر مین آسودگی اور برکت نہین معلوم ہوتی بلکہ
اوسکا گزارا مشکل ہو جاتا ہے اور سوا اسکے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار بہی
رہتا ہے اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کو زیادہ کہانے کا خوگر نکرین کیونکہ اس سے پانی
زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے کہانا دیر مین ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی
وجہ سے نفخ وغیرہ بہی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بہوک نہین معلوم ہوتی پہر
دوسری بار بے بہوک کہایا جاتا ہے جو جزو بدن نہین ہوتا اسی وجہ اکثر
بدہضمی ہو جاتی ہے علاوہ اسکے بہت کہانے مین یہ بہی نقصان ہے کہ
پیٹ پہول جاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پہر کوئی کام دین و دنیا کا
نہین ہو سکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہو جاتا ہے نیند بہی بہت آتی ہے
حافظہ کم ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین غرضکہ زیادہ

کہانے مین بہت ضرر اور نقصان ہین اسی لئے بزرگون نے کہا ہے ع کہ بسیار خوارست بسیار خوار ؛ اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کہانے کی عادت ڈالین اور کہلانے کے وقت کا بہی انتظام رکہین یعنی ہر وقت نہ کہلاوین آٹھہ پہر مین دو تین وقت کہلانا کافی ہے اور یہ بہی جب ہے کہ اسکو بہوک معلوم ہو اور کہانا طلب کرے ورنہ زبردستی نہ کہلاوین اور کہلاتے وقت یہ بہی خیال رکہنا ضرور ہے کہ اندازے ایک دو نوالے کم ہی کہلاوین کہ جس سے طاقت بنی رہے اور کسی طرح کا نقصان نہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے ہوتے ہین اور ہر شخص کے لئے انداز کہانے کا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کہاوے اور دو حصے پانی اور سانس کے لئے خالی رکہے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ عَنْ اُمِّهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِ یْكَرِبَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مَلَاَ اٰدَمِیٌّ وِعَآءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبُ الْاٰدَمِیِّ لُقَیْمَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ غَلَبَتِ الْاٰدَمِیَّ نَفْسُهٗ فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَ ثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَ ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجہسے میری مان نے حدیث کی وہ میری نانی سے روایت کرتی ہین اُنہون نے مقدام بن معدی کرب کو کہتے سنا وہ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تہے نہین بہرا کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہین

کہ اوس کی پیٹہ کو سیدہا کرو ین پہر اگر آدمی پر اوسکا نفس غالب ہو تو ایک
حصہ کہانے کے لئے اور ایک پینے کے واسطے اور ایک سانس لینے کے
لئے اور یہی مضمون ابو نعیم کی کتاب الطب مین آیا ہے پس اسی انداز سے
بچے کو بہی کہلاوین تا کہ ہمیشہ اوس کو کم کہانیکی عادت ہو کیونکہ بہت کہانیکی نہایت ہی مذمت طب مین
اور حدیث شریف مین آئی ہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ کافر بہت کہاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثون سے ثابت ہے
عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَاکُلُ اَکْلًا کَثِیْرًا فَاَسْلَمَ
فَکَانَ یَاکُلُ اَکْلًا قَلِیْلًا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَاکُلُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَاکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ
رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عُمَرَ الْمُسْنَدَ مِنْهُ
فَقَطْ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَافَهٗ ضَیْفٌ وَهُوَ کَافِرٌ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ ثُمَّ
اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِیَاهٍ ثُمَّ اِنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ
فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ
حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰی فَلَمْ یَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَشْرَبُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَشْرَبُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ

یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کہانا بہت کہاتا تہا
پہر وہ مسلمان ہوا تو کم کہانے لگا پس ذکر کیا اسکا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کہاتا ہے ایک آنت مین اور کافر کہا تا
ہے سات آنتون مین نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابوموسی
اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث
سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہے اِنَّ اَلْمُؤمِنَ الخ یعنی مسلم کی روایت مین یہ قصہ مذکور نہین ہوا
کہ ایک شخص کہاتا تہا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا
ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان ایک مہمان آیا اور وہ
کافر تہا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے لئے ایک
بکری کے دودہ دوہنے کا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس شخص نے دودہ اوسکا پہر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بکری کے دودہ دُوہنے کو فرمایا سو
اوسکا دودہ بہی اوسنے پی لیا پہر اور ایک بکری کے دودہ کے ساتہہ ایسا ہی
معاملہ ہوا یہان تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات بکریون کا دودہ پیا پہر
مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا
اوسکے لئے ایک بکری کے دودہ دوہنے کا پہر وہ دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے

دودہ اوسکا پہر دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تب وہ شخص سارا دودہ اوسکا نہ پی سکا پہر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک انتڑی مین اور کافر پیتا ہے سات آنتون مین ۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَۃَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَۃِ یَکْفِی الثَّمَانِیَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے کہانا ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا کفایت کرتا ہے آٹہ کو نقل کی یہ مسلم نے ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ مسلمان بہ نسبت کافر کے کہانا کم کہاتا ہے پس کم کہانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہ سے طبیبون اور بزرگون نے بہی کم کہانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت کہانے والون کی مذمت و ہجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتدا ہی سے بچے کو عادت کم کہانے کی ڈالین تاکہ وہ ہمیشہ کم خوراک رہے ۔

فصل اس امر کے بیان مین کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکہے

ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتین ایسی ہوشیار سلیقہ شعار بچے پر مقرر کرین کہ ہر وقت اوس کا خیال رکہین اور موںنہ ہاتہہ وغیرہ دہلاتی رہین اور کپڑے بہی جلد جلد بدل دیا کرین کہ بچہ صاف ستہرا اور طبیعت بہی

وسکی سبک ہے اور کوئی اوس سے نفرت نکرے رکہنے والے کو چاہیئے
کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دہیان رکہے اور موسم کے
مناسب بچے کو لباس پہناوے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا
مثل الخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکہرا اور ہلکا لباس آور یہ بہی
لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کہیل کود مین مصروف
ہو تو نہایت اوسکا دہیان رکہے اور اوسکو بہت دوڑنے کودنے ندے
اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کہلاوے تاکہ گر نے پڑنے سے محفوظ رہے۔ شریفون
کے بچون کے ساتہہ کہلاوے رذیلون کمینون کی اولاد کے ساتہہ کہیلنے ندے
اور کہیلتے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع بہی نہ ہونے دے گلیون اور
سڑکون پر نہ کہلاوے گہر ہی مین کہلاوے بازار وغیرہ مین بہی اوسکو لئے نہ
پہرے بلکہ جب خود کہین جائے تو بچے کو اوسکے مان باپ پاس چہوڑ
جاوے پہر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے اور اوسکی ہر بات اور
حرکات کو دیکہتا رہے جو حرکت اوسکی بیہودہ دیکہے اوس سے روکدے
نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچہی دیکہے اوسپر شاباشی دے کہ بچے کا دل
خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکہکے ہمیشہ اچہی باتین اور نیک افعال کرتا
رہے غرضکہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے اوٹہنے
بیٹہنے کہانے پینے سونے جاگنے چلنے پہرنے چہینکنے کہانسنے گفتگو وغیرہ

کے بتاتا اور سمجھاتا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے تو
کھانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دہونا سکھاوے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا
اور دہنے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ کھانے کی عادت ڈالے اور جب تک اچھی طرح سے
ایک لقمہ نہ چباے دوسرا نوالہ نہ کھانے دے اور کھانے مین بہت باتین نکرنے
دے اور ادہر ادہر بہی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کھانے کی عادت ڈالین
برتن کے ہر طرف سے نہ کھانے دے اور نوالہ اس طرح سے بنوا دے کہ چانول
وغیرہ نہ پہیلین اور بچے کا مونہہ ہاتھ بہی نہ بہرے اور کوئی ایسی بات کہ جسکے
دیکھنے سے لوگون کو نفرت ہو نکرنے دے بعد کھانے کے بچے کا مونہہ ہاتھ کہلی
وغیرہ سے خوب صاف کر کے دہلا دیا کرے اور کھانا اوس کے وقت پر
کھلاوے بار بار کھانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت اوسکے کھانے کا
معین ہو اوسی وقت کھلاوے اور یہ بہی لازم ہے کہ بغیر مانگے زبردستی یا نیند
سے جگا کر اوسکو نہ کھلاوے اسی طرح اگر بچہ بہوکا سو رہا ہو اور آدہی پچہلی رات
کو اوٹھکر کھانا مانگے تو اوس وقت بہی ہرگز نہ دے اور بہلاوے غرضکہ جو چیز بچے
کو کھلاوے وقت پر اور تہوڑی سی کھلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ
کھلاوے اور اگر ایسی چیزون کے کھانے پر ضد کرے تو اوس کی مان سے اطلاع
کر دے بغیر اجازت اوسکی مان وغیرہ کے کوئی چیز نہ کھلاوے۔ اور بچے کو
ہر جگہہ کہانے کی بہی خو نہ ڈالے کہ جہان چاہے جا کر کھالیوے اپنے ہی گہر کہانے کی

عادت ڈالے اگر نانی دادی خالہ پہوپی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گہر کہانیوں
تو مضائقہ نہین اگر کسی غیر کے گہر جاوے اور وہ اوسکو کوئی چیز کہانے پینے
کی دیوے تو رکہنے والے کو چاہیے کہ اوسکو اپنے گہر لاکر اوسکے بزرگ کے روبرو
رکہدیوے بالا بالا بچے کو نہ دکہلاوے اور یہ بہی لازم ہے کہ بچے کو سواے
اوس کے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے مانگنے کی عادت
نہ ڈالے اسی طرح بچے سے بہی کوئی چیز کسی کو بغیر اجازت اوسکے ماں باپ یا
کسی بزرگ کے نہ دلواوے اور نہ آپ لیوے اور اوسکو کسی جگہہ بغیر اجازت
ماں باپ کے نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو جہان اونکا حکم ہو وہان
لیجاوے اور کوئی چیز کہانے پینے کی بہی بازار سے خرید کر نہ کہلاوے اتفاقاً اگر کچہہ
خرید کر لاوے تو اوسکے بزرگ کے روبرو رکہدیوے آپ خود نہ کہلاوے کیونکہ
اس طرح کے کہلانے سے بچہ چٹورا ہو جاتا ہے اور رکہنی والی کو یہ بہی چاہیے کہ جب
بچہ بولنے بات کرنے لگے تو اوسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرے اور اوسکے
سب حرکات و سکنات پر اچہی طرح سے خیال اور دہیان رکہے جو حرکت اوسکی
خراب شرع شریف یا شرفا کی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکہے فوراً اوس سے روک
دے اور جو نہ مانے تو پہر اوس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو پہر بہی نہ مانے
تو اوسکے بزرگ کو اطلاع اور خبر کردے اور جب کوئی بات بچے کی اچہی دیکہے تو
اوسکو آفرین اور شاباشی دے اور اوسکے بزرگ کو بہی اطلاع کردے تاکہ وہ بہی

اوسکی اچھی باتون پر خوش ہوکر اوسکو آفرین و پیار کرے تا کہ بچے کا دل خوش ہو اور
اوس بات کو یاد رکھکے ہمیشہ اچھی باتین اور نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت
اور لائق ہو جاوے - اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کو خوشامد کرنیوالون سے علیحدہ رکھے
اور کسیکو اوسکی خوشامد نکرنے دے اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکون کی صحبت
سے بچاوے اور لوڑہون مین کہیلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے
کو اچھے آداب اور قاعدے سکہاتا اور بُری باتون سے روکتا رہے یعنی جب بچہ
باتین کرنے لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا رہے جیسے چہینکنے کے
وقت الحمد للہ کہنا اور کہانسنے کے وقت مونہہ پر ہاتہہ رکہنا یا مونہہ پہیر کر کہانسنا
بتاوے اور جمائی کے وقت مونہہ پر ہاتہہ رکہنا سکہاوے اور عادت سلام اور
مزاج پرسی کی بہی ڈالے تا کہ جب کسی کے پاس جاوے اور ملے تو اوسکو سلام کرے اور
مزاج پوچھے کہ دعا یاد رہے گالی بکنے اور کوسنے لعنت کرنے اور جہوٹ بولنے
غیبت کرنے اور قسم کہانے وغیرہ سے روکتا رہے اور بہت باتین بہی بچے کو نکرنے
دے اور دوسرے کی بات مین بہی اوس کو دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار
بہی نکرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور ابتر ہو جاتا ہے پہر آئندہ کو تربیت اوسکی
مشکل و دشوار ہو جاتی ہے -

فصل بچون کے لباس وغیرہ کے بیان مین

مان باپ کو لازم ہے کہ بچون کو بہت باریک کپڑے نہ پہناوین کہ اس سے سردی

کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے کہ سردی اونکو جلد اثر کرتی ہے اور طرح
طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر
گرم کپڑے سے ڈہکا رکہین خصوصًا جاڑے اور برسات مین کنٹوپ یا
نیمہ آستین یا الخالق وغیرہ ضرور پہنائے رہین تاکہ ظاہر کی سردی کے ضرر سے
محفوظ رہے چونکہ چہوٹے بچون کے کپڑے اکثر دودہ وغیرہ ڈالنے سے جلد میلے
کچیلے ہوجاتے ہین اور اونمین بدبو آنے لگتی ہے کہ جس سے لینے اور رکہنے
والون کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اوسکی طبیعت بہی بسبب کثافت کے
سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور دُبلا ہوجاتا ہے اس واسطے
لازم ہے کہ جب اوسکے کپڑے میلے دیکہین تو مُنہ ہاتھ پانون دہلاکر بدل دیا
کرین اور تنگ کپڑے بہی نہ پہنایا کرین کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی
ہے اور سوائے اسکے جلد پہٹ جاتے ہین اور بہت گوٹا کناری کے بہی نہ
پہناوین عید بقرعید شادی مہمانی وغیرہ مین ایسے کپڑے پہنانیکا مضائقہ
نہین لیکن گہر مین اکثر بچے کو سادہ ہی لباس پہناوین تاکہ اوس کے بدن
مین نہ چبہے اور دُہلنے مین بہی حرج اور دقت نہ ہو اور یہ بہی خیال رکہنا ضرور ہے
کہ خلاف شرع نہو یعنی لڑکون کو نرا ریشمی کپڑا اور رنگون مین سرخ شہاب یعنی
کسم اور زرد زعفران کا نہ پہناوین اسلئے کہ شرع شریف مین ایسا لباس
مرد کو پہننا حرام اور منع ہے اور پہنانیوالا اس کا گنہگار پس ایسے خلاف شرع

کپڑے پہنانے مین کہ مان باپ گنہگار ہون اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے
کچھہ حظ بھی نہو سواے نافرمانی خدا اور رسول کے کچھہ حاصل نہین بلکہ محض گناہ
مین گرفتار ہوکر مواخذے مین پڑنا ہے اِس زمانے مین تو کیسے کیسے عمدہ
شرعی کپڑے سن اور سوت کے آتے ہین کہ ریشمی کو بھی شرماتے ہین انہین سے
جو پسند ہون لڑکے کو پہنا دین اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی
ممانعت نہین ہے اوسکو ہرطرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا
سوتی کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہنانا نچاہیئے مثلاً لڑکی
کے پگڑی نہ باندہین انگرکھا یا ایسا پائجامہ کہ جس سے ٹخنا کھلا رہے نہ پہناوین
ایسا ہی لڑکے کو زنانہ لباس جیسے اوڑہنی یا چوڑیدار پائجامہ وغیرہ
کہ جس سے مشابہت عورتون کے ساتھہ ہوتی ہو نہ پہناوین اس لئے کہ مرد
کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد کی مشابہت سے حدیث شریف مین
نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگون کو ملعون
فرمایا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّہِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ
بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّہَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے
مردون کو عورتون کے ساتھہ اور عورتون مشابہت کرنے والیو نکو ساتھہ مردون کے

پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو بات چیت لباس وغیرہ مین ایک دوسرے
کی مشابہت نکرنی چاہیے سو مرد کے لئے ٹخنے سے نیچا پاٸجامہ پہننے مین ایک تو
عورتون کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف مین
اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ
الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَھُوَ فِی النَّارِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
چیز ٹخنون سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ کچھ
پاٸجامے کی خصوصیت نہین ہے بلکہ انگرکھا کرتہ چوغا جبہ وغیرہ جو ٹخنے سے
نیچے ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور نہ پہنا دین۔
کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہان تک کہ ملمع کا بھی حکم نہین ہے
البتہ چاندی اور جواہر موتی وغیرہ مرد کو پہنا درست ہے لیکن اس کا پہنانا بھی لڑکے
کو کچھ ضرور نہین ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدہ کنٹھا موتی کا گلے مین باندہ دین
ورنہ خیر سوا اس کے بچون کو بہت سا زیور پہنانے مین کئی نقصان ہین ایک
یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہین کر سکتے کہیل کود مین بیہوشی
کے سبب سے ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جس کا اتا پتا بھی نہین لگتا مفت مین
نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ مین کہیلتے ہین ان کو اکثر بدمعاش
وم دلاسے سے گلی کوچے مین لیجا کر جان سے مار ڈالتے ہین اور تمام زیور وغیرہ

اوتار لیتے ہین پس اسمین جان اور مال دونون کا نقصان ہے تیسرے بہت بناؤ سے امرد بن جاتا ہے بالغ لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اسواسطے لازم ہے کہ بچون کو بہت زیب و زینت سے نرکھین اسقدر کافی ہے کہ آٹھوین روز اونکو نہلا کر صاف ستہرے کپڑے پہنا دیا کرین اور جس لڑکی کے سر پر بال ہون تو خشک ہونے کے بعد اوس کے سر مین تیل ڈالدین پھر کنگھی کر کے چوٹی وغیرہ باندہ دیا کرین اور دو ایک زیور کان گلے ہاتھہ پانون مین پہنادین زیادہ نہ پہنادین اور ہر روز مونہہ ہاتھہ بچون کا دھلادیا کرین منجن اور مسواک کی بہی عادت ڈالین کہ اس سے مونہہ کی بدبو جو کہانے پینے سے ہوجاتی ہے جاتی رہے علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بہی صاف اور چمکدار اور مضبوط رہتے ہین سواے اسکے مسواک کرنا اللہ تعالی کی خوشنودی کا باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاکُ مُطَہِّرَۃٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مسواک سبب ہے مونہہ کی پاکی کا اور سبب ہے اللہ کی رضامندی کا اسکے سوا اور بہت حدیثون مین مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کرین تاکہ اونکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے صاف ستہرے رہنے والون کو اللہ تعالے بہی دوست رکھتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

فصل بچون کو گفتگو وغیرہ سکہانیکے طریقے مین

مان باپ کو چاہیے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اوسکو شروع ہی سے عمدہ عمدہ باتین اور اچہے اچہے قاعدے اخلاق و آداب تعظیم و تکریم کے سکہاوین اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کرین ہرگز سخت زبانی سے کلام نکرنے دین نرمی سے سب کام بنتے ہین سختی سے سب امور بگڑتے ہین حدیث شریف مین نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اوسکی زبان اچہی طرح کہل جاوے تو اوسکو نودونہ نام یعنی اسماے حسنیٰ اور جبیل حدیث اور منکر نکیر کے سوال وجواب سکہاوین اور چہوٹی چہوٹی دعائین ضروری کہانے پینے سونے وغیرہ کی بہی بچے کو یاد کرا دین اور اسی طرح اور بہی آداب اوٹہنے بیٹہنے سونے راہ چلنے کہانے چہینکنے جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکہاتے رہین جیسے اپنے چہینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[۵۲] کہنا اور جو کوئی چہینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اوسکے

---

[۵۱] یعنی بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکہتا ہے توبہ کرنے والون کو اور چاہتا ہے پاک صاف رہنے والون کو ۱۲

[۵۲] یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۱۲

جواب مین یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ[۵۱] کہنا اور اسکے جواب مین یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ[۵۲] وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہنا
سکہاوین جیساکہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
وَلْیَقُلْ اَخُوْہُ اَوْصَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَلْیَقُلْ
یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جب چہینکے ایک تم مین کا تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے بہائی
مسلمان اوسکا یا فرمایا یار اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو اوسکو
چاہیے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا تمہارا احوال
اور جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتہ رکہنا سکہاوین جیساکہ مسلم نے ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ
فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جبکہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیے کہ اپنا ہاتہ موہنہ پر رکہے اس لئے کہ شیطان
داخل ہوتا ہے اور کہانسنے کے وقت موہنہ پہیر کر یا موہنہ پر ہاتہ رکہکر کہانسنا
سکہاوین اور ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچہنا بتاوین تاکہ
جب بچہ کسی سے ملے تو اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج پوچہے

[۵۱] یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ۱۲ - [۵۲] یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے اور تمہارے دل کی اصلاح فرمائے ۱۲

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تھی کہ جب ملتے
تو پہلے سلام پھر مصافحہ کرتے تھے جیساکہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ
الْکَلَامِ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام
پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے قتادہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَکَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ فِیْ اَصْحَابِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ کہتے ہین مینے انس سے کہا
کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مصافحہ تہا کہا ہان اور جب
بچے کو کسی محفل مین لیجانے کا اتفاق ہو تو اوسکو چپ بیٹھنے کی تاکید کرین -
بہت بات نکرنے دین اوسی سے کوئی بات کرے تو اوسکو معقول جواب
دے نہین تو خاموش بیٹھا رہے چپ رہنے مین سب برائیون سے نجات ہے
جیساکہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بُری بات
سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤن سے اسکے سوا اور بہت حدیثین خاموشی
کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور
ہوگی اور بچے کو کسی بات مین بھی نہ بولنے دین جیسے اکثر بچون کی عادت

ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کاٹکر بیچ مین خود بول اوٹھتے ہین اور دخل در معقولات دیکے بے سمجھے بوجھے ہون کے مطلب کو فوت کردیتے ہین ایسی حرکت سے بچون کو روکنا ضرور ہے۔ گالی دینے اور کوسنے لعنت کرنے جھوٹ بولنے سے بھی ہمیشہ ڈانٹتے رہین اسلئے کہ یہ سب باتین کمینون کی ہین شریفون کی نہین ہین اور شرعًا بھی گناہ مین داخل ہین بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور اوسکا مار ڈالنا کفر ہے مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِیْنَ لَایَکُوْنُوْنَ شُھَدَآءَ وَلَاشُفَعَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ابوالدرداء کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے بیشک بہت لعنت کرنے والے گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے نہونگے اور جھوٹ بولنا ایسی بری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بھر بھاگ جاتے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دور ہو جاتے ہین اوس سے فرشتے یعنی محافظت

کرنے والے کو سہر بسبب بدبو اوس چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جہوٹ اسکے
سوا اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت وجہوٹ پر پیدا نہین کیا
جاتا بعض مین یون ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جہوٹا نہین ہوتا پس ان
سب سے معلوم ہوا کہ جہوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید
رکہین کہ جہوٹ نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بہی قسم کہانے سے
ممانعت کرتے رہین کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کہاتا رہےگا تو بغیر خیال سچ اور
جہوٹ کے قسم کہا بیٹھے گا اور جہوٹ پر قسم کہانے کا نہایت ہی گناہ ہے
سوائے اسکے ہر وقت قسم کہانے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے اور
قرآن شریف مین بہی بار بار قسم کہانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت
سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِاَيْمَانِكُمْ یعنی مت ٹہراؤ اللہ کو نشانہ
قسمون کا اور اللہ پاک کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کہانے
دین کیونکہ غیر اللہ کی قسم کہانا شرک مین داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے. قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ یعنی ابن عمرؓ کہتے
ہین سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے جس نے
قسم کہائی سوا اللہ کے اوسنے شرک کیا اور شرک سے ایمان جاتا رہتا ہے
کہ بغیر توبہ کے پہر امید بخشش کی نہین پس مان باپ کو لازم ہے کہ بچون کو

ہر ایک بُری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہین تا کہ وہ کسی برے کلام
کے عادی نہ ہو جاوین کہ پھر چھوٹنا اوس کا مشکل ہو بلکہ جہانتک ہو سکے
خاموش رہنے کی عادت ڈالین بہت بکواس نہ کرنے دین اسلیئے کہ چپ
رہنے مین دونون جہان کے فائدے ہین دنیا مین تو ہر طرح کی آفتون سے
بچے گا اور آخرت مین جنت ملیگی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
یَّضْمَنْ لِّیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ضامن ہو میرے لئے اوس
چیز کا جو اُسکی دونو ڈاڑہون کے بیچ مین ہے یعنی زبان اور اوس چیز کا جو اوسکے
دونون پانون کے درمیان مین ہے یعنی شرمگاہ تو مین ضامن ہون اوسکے
لیئے بہشت کا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکھے اپنی زبان کو اون
گناہون سے جو اوس سے متعلق ہین اور شرمگاہ کو اون گناہون سے
جو خاص اوس سے متعلق ہین تو وہ انشاء اللہ تعالی ضرور بہشتی ہوگا۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے
وعدہ جنت کے ضامن ہونیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن مین تعلیم بہت جلد اثر
کرتی ہے اسلیئے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اوسپر
منقش ہو سکتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جھکتی ہے سوکھی

ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے اپنی اولاد
کو اچھی باتین اور عمدہ خصلتین سکہاتے رہین اور بُرے کامون کی بُرائی اور مذمت
کرتے اور اوسکی سزا سے ڈراتے رہین تاکہ بچے کے دل مین بد کامون کی
بُرائی اور اون کی سزا کا ڈر بیٹھ جاوے پہر ہمیشہ بُرے کامون سے بچتا رہے
بچہ سمجھکر درگزر نکرین اس لئے کہ ایسی نازبرداری آخر کو باعث بگاڑ کا ہوتی
ہے تعلیم اور تربیت بچون کے ماں باپ پر واجب ہے اسکا بہت خیال
رکہنا چاہیئے کہ بچہ خراب نہونے پاوے کیونکہ اوسکی ابتری مین ماں باپ
اور بچے دونون کا نقصان اور دارین کی خرابی ہے یعنی دنیا مین اولاد کی ابتری
سے ماں باپ بدنام ہوتے ہین اور بچے کو بہی اوسکی بداطواری اور بیہودگی سے
ہرطرح کی تکلیف اور ذلت پہونچتی ہے کہ جس سے ماں باپ کو بہی صدمہ اور
رنج ہوتا ہے اور آخرت مین بہی دونون سے پوچہہ ہوگی اولاد اپنی بدافعالی کے
باعث سے مواخذے مین گرفتار ہوگی اور ماں باپ اپنی بے تعلیمی کی وجہ سے
اسلیئے کہ بچے کی تعلیم اور تربیت کا حق ماں باپ ہی پر ہے پس اونکو چاہیئے کہ
اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے رہین اور اسکی تربیت کا ہر وقت
دہیان اور خیال رکہین تاکہ اولاد اور ماں باپ دونون کو ثواب دارین حاصل
ہو اور مواخذۂ اُخروی سے نجات پاوین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحَاتُ

باب ششم

فصل بچون کی بیماریون اور علاج کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ بچون کو بہ امراض بہت ہوتے ہین جیسے آنکھہ دکھنا پیٹ پہولنا دانت اور چیچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہین اور اکثر اونکے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اسلیئے کہ دوا کرنا سنت لہ ہے پس تہوڑا سا حال اون کی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہہ لکہا جاتا ہے تاکہ اوس کے موافق عمل کرین پس جب بچے کے مسوڑہے ہہوے معلوم ہون اور اپنے ہاتہہ لو یا اور کسی چیز کو موہنہ مین لیکر دبانے لگے تو ملٹھی یا ہاتہی دانت کی چسنی بناکر بچے کو دین کہ وہ اوسکو دبایا کرے تاکہ رال موہنہ کی بہ جاوے اور شہد مین سوہاگا بہنا ہوا ملاکے بچے کے مسوڑہون مین دو ایک بار دن بہر مین ملا کرین اور اسکے تالو مین چنبیلی یا تلی کے تیل سے مالش کیا کرین کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہین اور تکلیف کم ہوتی ہے۔ اور جب

لہ اس لئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے جیساکہ ترمذی و ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قال قالوا یا رسول اللہ صلعم افنتداوی قال نعم یا عباد اللہ تداووا فان اللہ لم یضع داءالا وضع لہ شفاء غیر داء واحد الھرم یعنی اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کرین فرمایا اے اللہ کے بندو دوا کرو بیشک اللہ نے نہین رکھی کوئی بیماری مگر معین کی اوس کے لئے شفا سوائے ایک بیماری کے کہ وہ بڑہاپا ہے ۱۲۔

بچے کا پیٹ پھولا نظر آوے تو بیسن مین نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اوس کے
پیٹ پر ملین کہ نفخ ریاحی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی کمی سے نفخ
ہوتا ہو تو چوہے کی مینگنی ایلوے مین ملی ہوئی گرم کرکے اوسکے پیٹ پر ضماد کرین
یہ واسطے دفع قبض اور ادرار بول کے بہت مفید ہوتا ہے اور اگر صابون کا شافہ
کرین تو یہ بہی رفع قبض کے لیئے بہت فائدہ کرتا ہے اور اگر آنکھین دُکھنے
لگین تو یہ لیپ لگانا بہت مفید ہے آنبا ہلدی گھسکے اوسمین تہوڑی سی
پھٹکری اور افیون ملا کر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھون پر لگا دین اور یہ دوا بہی آنکھ
مین لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفید اجسے پہول کہتے ہین کسیرے کے
یہان سے منگا کر کاسے کے برتن مین رکھکے تانبے کی چیز سے خوب گھسین
اور دو چار چھوٹی الایچیان اور دو ایک پتے نیب کے بہی پیسکر اوسمین ملاوین اور
تینون چیزون کو اوسی کانسے کے برتن مین تانبے کی چیز سے خوب گھسین جب
خوب حل ہو جاوین تو اون کو کسی سنگین کپڑے مین چھان لین پہر کورا کاجل اون
دواؤن سے کچھ زیادہ ملا کر آنکھہ دکھنے سے تین روز کے بعد آنکھون مین بہرین
جس روز سے دکہنا شروع ہون اوسی روز نہ لگا دین بلکہ کوئی دوا بغیر گذرنے
تین روز کے کبھی نہ لگاوین ترکیب اس دوا کے آنکھہ مین بھرنے کی یہ ہے
کہ آنکھہ آنے سے چوتھے روز جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار
اوسکی آنکھون کو اس طرح سے کھولے کہ دونو پپوٹے باہر نکل آوین پہران پپوٹون پر

ایک چٹکی اس دوا کی چہڑک کے اون دونون پپوٹون کو ملا دے اور اپنی ہتیلی
سے آنکھون کو آہستہ سے مل دے پہر بچے سے آنکھون کی کہول موند کرا دے
تاکہ گرم گرم پانی بہجا وے اور یہ بہی مفید ہے کہ جب آنکھہ دکہنے آوے
تو دوا ایک رومال ہلدی مین رنگ لین اور اوسی رومال سے بچے کی جو
آنکھہ دکہتی ہو اوسے پونچہین اور نیب کی دہونی دینا بہی آنکھہ دکہنے مین
بہت مفید ہے اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور جہاؤ دونو ملا کر دہونی دین اور
دن مین دو تین بار دیا کرین اور انہین دونو چیزون کو پانی مین جوش دیکر اوس
پانی سے دکہتی ہوئی آنکھہ کو دہویا کرین یا سونف کے عرق سے دہو دین نرے
سادے یا ٹہنڈے پانی سے نہ دہونا چاہیے اور دکہتی آنکھہ کو ہوا اور روشنی
سے بچانا چاہیے کہانے مین نمکین چیزون سے پرہیز سرد اور ترش اشیاء کے
استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب بچے کو بخار آنے لگے
تو تین روز تک کچہہ دوا کہانے پینے کی ندیوین کیونکہ چیچک مین بہی اول بخار
آتا ہے اور اوسمین دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک
انتظار کرین اگر اسمین کچہہ آثار چیچک کے معلوم ہون تو پہر ہرگز کسی طرح کی دوا
کہانے پینے کی نکرین اللہ کے بہروسے پر چہوڑ دین ورنہ حکیم وغیرہ کی راے
سے علاج کرین - علامتین چیچک کی یہ ہین کہ اکثر غفلت کے ساتھ تپ
بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت نہین اوترتی ناک بہت بہتی ہے چہینکین

بھی آتی ہین اور بچہ اس بخار مین اکثر چونک پڑتا ہے ہتیلیون مین سونگہنے سے
بساہند معلوم ہوتی ہے اور بعضون کی حالت اس بخار مین مرگی والے کی سی ہوجاتی
ہے پہر جب سے دانے نظر آوین تو اول اوسکی آنکہہ اور جگر دل اور معدے
پر جسے عوام کوڑی کہتے ہین تہوڑا سا سرمہ لپا ہوا لگاوین تاکہ سرمہ ان جگہون
کے مواد کو تحلیل کردے پہر خاص ان مواضع مین چیچک نہ نکلے اور یہ اعضاے
رئیسہ وشریفہ اوس کی تکلیف سے محفوظ رہین - غذا مین کہڑی مسور کہلاوین
کہ یہ مادّے کو جلد کی طرف نکالدیتی ہے پہر دانے خوب اوبہر آوین گے اور
نمک کی چیزین کم دین کہ اس سے دانون مین کہجلی پڑجاتی ہے ہوا سے بہی احتیاط
رکہین سرد اور ترش چیزین ہرگز نہ کہلاوین کہ اس سے دانون کے بیٹہہ جانے کا
خوف ہے - روشنی سے بہی دور رکہین تاکہ اوسکی گرمی سے جو رطوبت جلد کے
نیچے ہے زیادہ تحلیل نہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے
نمایان رہین گے زائل نہونگے طبیب یہ بہی کہتے ہین کہ چیچک والے کے
پاس حائض عورت نہ آوے اور اوس کے قریب کسی چیز کا بگہار بہی نہ لگاوین
کیونکہ اوسکی بہاپ سے زخم چیچک کا خراب ہوجاتا ہے بلکہ اوس کے نزدیک
نیب کی ٹہنی کا رکہنا اور اوسکی ہوا دینا اچہا ہے غرضکہ چیچک والے کو جب سے
تب معلوم ہوتا صحت سواے احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکہی گئی کوئی اور
دوا کہانے پینے کی نہ دین مگر جس کی چیچک مین کچہہ نقصان معلوم ہو یعنی دانے

ابہرے ہوئے ہنون یا دانون مین گرہا پڑگیا ہو خواہ اون پر سیاہی آگئی ہو یا
پورا مادہ چیچک کا نہ ابہرا ہو اوس وقت حکیم کی راے سے علاج کرنا ضرور ہے
چند دوائین چیچک کے ابہار کی جو سننے مین آئی ہین لکہی جاتی ہین ولایتی انجیر
یا ورق طلا شہد مین ملاکر کہلانا دریائی ناریل خواہ اُدراخ گہسکر پلانا خاردار جو ہے
کے کانٹون کی دہونی دینا یہ سب دوائین مفید ہین اور چیچک کم نکلنے کے لئے
ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گُدڑی اور ریڑہ پر جونکین لگانا مفید
ہے اونٹنی اور گہوڑی اور گدہی کا دودہ پلانا بہی چیچک کے کم نکلنے مین فائدہ بخشتا
ہے مگر گدہا مردار ہے اوس کا دودہ نہ پلادین گہوڑا اونٹ حلال ہے اسمین کسی
قسم کا نقصان نہین ہے پانچ سات دانے بن بند ہے موتی کے بچے کو نگلانا بہی
مفید ہین لیکن اِن سب چیزون کا ایک بار کہلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہین مگر
جونکین ہر سال لگانا چاہئین اِن سب تدبیرون سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی
مین ٹیکا لگانا کہتے ہین اور اوسکو انگریزون نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کیلئے
بہت مفید ہے بارہا تجربے مین آیا ہے کہ جس کے ٹیکا لگایا گیا اکثر اوس کے
چیچک نہین نکلی اگر نکلی بہی تو بہت کم نکلی اور زور بہی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے
کہ اپنے بچون کی جانون پر رحم کرکے ضرور ضرور اون کے ٹیکا لگا دیا کرین تاکہ وہ
چیچک کی تکلیف سے بچین اور ٹیکا لگاتے وقت بچے کو کچہہ تکلیف نہین ہوتی
تیسرے روز البتہ کچہہ بخار ہو آتا ہے اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان ہو چکے

وہ سب اسمین بہی نمودار ہوتے ہین لیکن چیچک کی تکلیف سے اسمین تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنون مین بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اوتنے ہی روز اسمین بہی گذرتے ہین اسکی احتیاط بہی اوسی کے موافق جس تفصیل سے لکھی گئی کرنی چاہیئے صرف کھڑی مسہر نہین کھلائی جاتی ہے مگر جب تک بچہ دو مہینے کا نہو اوسکے ٹیکا نہ لگانے دین اور اس ٹیکے کا اثر سات برس تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکا لگایا جاوے تو سات برس تک پہر دوسرے کی حاجت نہین ہوتی اور یہ عمل ٹیکے کا بڑی ہی چیچک کو جو بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہین یہانتک تمام ہوا حال اُن امراض کا جو سب بچون کو ہوتے ہین اور کوئی اُنسے نہین بچتا

فصل اون امراض اور اودویات کے بیان مین جو بعض بچون کو ہوتے ہین

جاننا چاہیئے کہ اکثر امراض ایسے ہین کہ وہ سب بچون کو نہین ہوتے بعض کو ہوتے ہین جیسے اُمّ الصبیان یا پسلی کا مرض جسکو بادلون کی بیماری بہی کہتے ہین یا سوکہے کا مرض کہ جس سے بچہ دُبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری کہ اسمین بچے کے جبڑے بند ہوجاتے ہین اور دودہ نہین پی سکتا اکثر ان امراض مین بچے کا بچنا مشکل ہوجاتا ہے چونکہ یہ سب مرض اکثر مان اور اناکی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہین اس واسطے شرح انکی احتیاط اور ادویات

کی لکھنی ضرور ہوئی اب جاننا چاہیے کہ اُمّ الصبیان کا مرض اکثر حمل مین سرد
اور ترش چیزین اور ہرن کا گوشت کہانے سے ہوجاتا ہے علاج اس کا بہت
مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابون مین لکہا ہے کہ پیاز سونگہانا اور اوسکا عرق
تالو اور ہتیلیون مین ملنا اور نکچہکنی سونگہانا اور مور کے پر گہوڑے کے پر اسپند
ہلدی اِن سب کو ملا کے دہونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا خون بہی تالو
پر ملتے ہین اور کہٹمل بہی سونگہاتے ہین اور یہ بہی دیکہا ہے کہ اس مرض والے
کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی مین بٹہا دیتے ہین یعنی جتنے بار اِس
مرض کا دورا ہو اوتنے ہی بار مریض کو ایسے گرم پانی مین بٹہانا چاہیے کہ دیگ
کا پانی بہت ٹہنڈا نہ ہوگیا ہو کنکنے سے کچہہ زیادہ تیز ہو ہر دورے مین مریض
کو اوسمین بٹہا دین اور جب دورا موقوف ہو اوسکو دیگ سے نکال لین
مگر اِن ترکیبون سے اوسی وقت فائدہ ہوجاتا ہے ہمیشہ کے لئے مرض کا
استیصال نہین ہوتا اس مرض والے کی بہت احتیاط رکہین آگ اور پانی
اور بلندی پر چڑہنے سے بچا دین اور بہت روشنی بہی اس مرض والے کے قریب
نرکہین اسلئے کہ اکثر ان چیزون سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے تہاوٹ اور
ابر اور سردی مین دودہ پلانے والی کے سرد اور قابض چیزین اور چکنائی کہالینے
سے بچے کو پسلی اور بادلون کی بیماری ہوجاتی ہے یہ مرض بہی سخت ہے علاج اسکا
اکثر گرم اور دست آور دواؤن سے ہوتا ہے جب تک اس مرض مین دست نہ

بچے کی طبیعت صاف نہین ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت ہی جلد
کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ بیماری طول نہین پکڑتی دو چار ہی پہر مین بچے کا کام
تمام ہوجاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ نہین گذرتے
اگر تین روز سے زیادہ اس مرض مین دیر ہوجاوے تو کچھ بچے کی زندگی کی
توقع بندھجاتی ہے اسی لئے اس مرض کا طول پکڑنا خیر کی علامت ہے
اس بیماری کے لئے بھی دست آور دوا بہت مفید ہے اگرچہ اسمین بیر بہوٹی
بھی کھلاتے ہین۔ خرگوش کا خون بھی بچے کو پلاتے ہین اور ہرن کی ناف
مین جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اوس کو گھسکر اس مرض والے کی پسلی پر جدہر
کی پسلی مین گرہ پڑتا ہو ضماد کردیتے ہین سوکھے کی بیماری کے لئے کیکڑا کھلانا
مفید ہوتا ہے اور گھونگے کا کیڑا بھی گھی مین تل کر اس مرض والے کو کھلاتے
ہین پہچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ نوین اوس کے کان کی ایسی سُن
ہوجاتی ہین کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اوسکو کچھ بھی محسوس نہین ہوتا کہ کیا چیز
دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگجاتا ہے یعنی جس بچے کو یہ مرض
ہو اوس کا جھوٹا کھانے یا بھاپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی مان
کا دودھ پینے سے دوسرے بچے کو بھی یہ مرض ہوجاتا ہے اسی لئے بچے کی
اس مرض سے بہت احتیاط رکھتے ہین یہان تک کہ بڑھیان تو اس مرض والے
کی مان کے آنچل سے بھی بچے کو بچاتی ہین کہ وہ اوسکے سر اور بدن پر نہ پڑنے پاوے

ں سے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اس کا بہت
مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچے کی جان بچتی ہے نہین تو خیر
شریف مین یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے
لگتی جیسا کہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُو
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ یہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہین لگتی
ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوء ہے اور نہ صفر ہے نوء ایک ستارے کے غروب
دوسرے کے طلوع کو کہتے ہین عرب کا گمان تہا کہ مینہ اسی سبب سے برسات
جیسے ہندو کہتے ہین کہ مینہ فلانے نچھتر سے برستا ہے ہامہ عرب کے گمان میں
یہ تھا کہ میت کی ہڈیون سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پہرتا ہے صفر
کے مہینے مین عرب کا یہ اعتقاد تہا کہ نزول بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے
اس کے سوا اور بہت اقوال ہین سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
سب عقائد کو باطل فرمادیا پس ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان
کو چاہیئے کہ ہرگز ایسا اعتقاد نکرے تاکہ ایمان جو راس المال مومن ہے سلامت
رہے جمبو گا وہ بیماری ہے جو چھٹی چلے کے اندر بچے کو ہو جاتی ہے اوس سے
جبڑے بند ہو جاتے ہین اور دودہ نہین پی سکتا ہے اوس کے لئے یہ علاج
بہت مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اوس بچے کے جبڑون پر ملین اور رتی بہر بچے کو

کھلا بھی دین ہینگ اور کائفل بھی جبڑون اور کنپٹیون پر ملتے ہین لیکن سُنا ہے کہ پہلا علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی کے پہونچنے سے ہوجاتی ہے اسمین بہی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چھوٹے بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکھین کیونکہ بچہ مثل پھول کے ہوتا ہے ذراسی بے پروائی سے ہاتھہ سے جاتا رہتا ہے پہر سوا افسوس کے کچھہ ہاتھہ نہین آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہہ لکھدئے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب سے یہ نسخے بیان کردین پہر اوس کی صلاح سے بچون کو دوا پلاوین تو بہت مناسب ہے کیونکہ بچون کے مزاج تابع مزاج مان باپ کے ہوتے ہین اسلئے حکیم سے دریافت کرلینا بہت ضرور ہے۔

فصل بچون کی دوا کرنیکے طریقے مین

جاننا چاہیے کہ بچے کو دودہ چھوڑانے کے بعد جلد جلد مسہل نہ دین چھٹے مہینے دینا کافی ہے پانچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکھین بعد اسکے پہر بغیر ضرورت قوی کے مسہل نہ دین کیونکہ بہت مسہل دینے سے معدہ ضعیف ہوجاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو مسہل نہ دین ایسا ہی جہان تک ہوسکے فصد جونک پچھنے وغیرہ کی بھی احتیاط رکھین بے شدید حاجت کے

ان مین سے کسی چیز کا استعمال نکرین خصوصاً بچپن اور ضعیفی مین فصد لینا
بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابون مین توپندرہ برس سے پہلے اور ساٹھ برس
کے بعد فصد لینے کو منع لکھا ہے مگر جونک وغیرہ کا ضرورت کے وقت چندان
مضائقہ نہین لیکن اس سے بہی جہانتک ممکن ہو بچتے رہین اور بغیر ضرورت قوی
کے نہ لگادین غرضکہ خون کے نکالنے مین نہایت احتیاط کرین کیونکہ انسان
کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی قوت پر مدار زندگی کا ہے پس اسکا خیال
رکہنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضاے رئیسہ یعنی دل ودماغ اور جگر مین ضعف
نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضا کے ضعف سے اکثر ایسے مہلک اور سخت
مرض پیدا ہوتے ہین کہ علاج اونکا دشوار ومشکل ہوتا ہے پہر امید زیست کی
نہین رہتی اور اعضاے رئیسہ کی قوت خون کی پیدایش مین منحصر ہے پس
جہانتک ممکن ہو خون کے نکالنے سے بہت بچین بیماری کے وقت کسی
سمجھدار ہوشیار حکیم کا علاج کرین جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز نہ کرنا چاہیے
اس لیئے کہ جاہل حکیم کے علاج مین ہرطرح کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ بلکہ
جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے نقصان
پہونچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بہی اوسکا سنبہال مشکل ہوتا ہے جاہل ناتجربہ کار
کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہین تو تُکّا ہے اسی واسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔ پس لازم ہے

کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار طبیب کا علاج کرین ورنہ بقول بزرگون کے کہ پیش طبیب مرد بیش تجربہ کار برد کسی بڑے تجربہ کار کی دوا کرین اگرچہ بے پڑہا ہو علاج کے زمانے مین حکیم کے کہنے کے موافق دوا کرین اپنے راے کو دخل ندین اور پرہیز کا ضرور بندوبست رکہین کسی طرح کی بے احتیاطی اور بد پرہیزی نہونے دین اس لئے کہ بد پرہیزی سے دوا کا کچہہ نفع ظاہر نہ ہوگا بلکہ مرض مین زیادتی ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے زیان کا خوف ہے بس پرہیز کو علاج پر بہی مقدم رکہین کیونکہ یہ بہی ایک بڑی دوا ہے کہ اکثر چہوٹی چہوٹی بیماریان جیسے زکام کہانسی وغیرہ نرے پرہیز ہی سے جاتے رہتے ہین کچہہ حاجت دوا کی نہین ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضون کا علاج بہی نہ کرین اللہ ہی کے بہروسے پر چہوڑ دین لیکن اوس مرض کی مضر چیزون سے ضرور پرہیز رکہین اور بڑے مرضون کے لئے پرہیز کرنا آدہی دوا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے شعر

کہتے ہین پرہیز آدہی ہے دوا		ہے طرف پرہیزگارون کے خدا	

اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پہر حکیم کی رائے کے موافق علاج کرین اور جو پرہیز بتا دے اوسپر عمل کرین کس واسطے کہ بد پرہیزی سے بیماری کی زیادتی ہوتی ہے پہر کوئی دوا مرض کو نفع نہین کرتی اگرچہ ہونا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مفت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی

ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تہوڑی سی لذت کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اوٹہاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دہبا لگاوے۔

فصل اون عملون کے بیان مین کہ جنکا کرنا شرعًا منع ہے اور اون عملیات کی تفصیل مین جن کا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیے کہ اکثر امور شرعیہ سے ناواقف عورتین اپنی اولاد کے واسطے گنڈے تعویذ جہاڑ پہونک مخالف شرع بہت کیا کرتی ہین اور ایسے واہیات عملون مین جو شرعًا منع ہین اور اون مین غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان ضائع اور تباہ کرتی ہین جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی انٹی چیچک نہ نکلنے کے لئے بچون کے گلے مین ڈالنا یا کسی بیماری سے اچہے ہونے کے لئے شاہ عبد الحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخار مین فقیرون سے منکا لیکر بچون کے گلے مین باندہنا یا نظر دور ہونے کے لئے مرچین وغیرہ بچے کے سر سے اوتار کر چولہے مین جلانا یا آنکہہ دکہنے مین چہوت جہاڑنا غرضکہ ایسے ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہین جسمین دین و دنیا کا کچہہ فائدہ نہین بلکہ دونون جہان کا نقصان ہے بہلا غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک ناڑے کی آنٹی بچے کے گلے مین ڈالدی یا سات مرچین اور راستے سے پانون کے نیچے کی خاک لیکر اوسپر جہاڑو کے تنکے رکہکے بچے پر سے اوتارد یے

یا پان کی رسّی مین روئی لپیسط کر گھی مین ڈبو کے آگ سے جلا کر اوسکی بوندین
تھالی بھر پانی مین ٹپکا دین تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہے گا یا تین تیان
زخم یا پھوڑے پر سے اوتار کر راہ مین پھینک دین اور خدا و رسول اور چاند
چاندنی کو اوس زخمی کا نام لیکر سونپ دین اور کسی شخص کو اوسپر گواہ اور شاہد
کرین پس وہ گواہی یا وہ بتیان پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کردینگی یا چاند
چاندنی اوس زخمی کو ہلاک ہونے دین گے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم موت سے کسیکو بچا لین گے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وفات
کئے ہوئے مدت تیرہ سو برس کی گذری آپ کو کیا معلوم کہ میری اُمت مین سے
کون بیمار ہے کون مجھکو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی
جلانے اور مارنے مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندگی مین بھی
کچھہ اختیار نہ تھا ورنہ آپکے صاحبزادے اور تین صاحبزادیان آپ کے سامنے
کیون وفات پاتین پس ایسے عملیات سے کہ جنمین کچھہ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان
کا نقصان ہو بچنا ضرور ہے ہان وہ اعمال کرنے چاہئین جنمین کوئی خلاف
شرع بات نہو اور بہتر سے بہتر وہ ہین جو حدیث شریف سے ثابت ہین اسلئے کہ وہ
خاص رسول خدا کے سکھائے ہوئے ہین جو خیر و برکت اون مین ہوگی وہ اور
اعمال مین ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا و دعا کرنے کا حکم دیا ہے
جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت

کیا ہے قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً غَیْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْھَرَمُ

یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم دوا کرین آپ نے فرمایا ہان اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لئے کہ نہین رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر مقرر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑہاپا ہے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے جو نہین اوتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے اللہ کے بندو دعا کو ان دونو حدیثون سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنیکا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائین اور دعائین اپنی اُمت مرحومہ کو تعلیم فرمائین چنانچہ حدیث کی کتابون مین موجود ہین اور اکثر کتابون کا اُردو زبان مین ترجمہ بہی ہو گیا ہے ہر شخص اُردو خوان اون مین سے دیکھکر عمل کرسکتا ہے اسلئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور علماے ربانیین نے اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہے اس فصل مین لکھے جاتے ہین **عمل حفظ اطفال** کا جو شفاء العلیل مین لکھا ہے یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ

چیچک

شیطان و ھامۃ و من کل عین لامۃ تحصنت بحصن الف الف لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس تعویذ کو لکھکر بچے کے گلے مین ڈالدین انشاء اللہ تعالے ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کے کاٹنے اور نظر لگنے سے محفوظ رہے گا۔ چیچک کا عمل یہ ہے کہ جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہون تو کوئی شخص قرآن پڑھا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھکر سورۂ رحمن پڑھنا شروع کرے جب فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہونچے تو اوس ڈورے پر دم کرکے ایک گرہ دے اور جتنی بار یہ آیت آوے اوتنی ہی گرہین اوس تاگے مین لگا دے پھر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگا بچے کے گلے مین باندھ دے حق تعالیٰ اپنے فضل سے اوس مریض کو اس بیماری سے صحت دے گا۔ دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورۂ بقر ایک بار بچے کو پوری سنوادین اس طریقے سے کہ پڑھنے والا اور بچہ دونون نہار منھ ہون اور جو شخص زیادہ کھاتا ہو اوسکو کھانا کھلانے کے لئے بٹھا کر اڑہائی[۱] پاؤ چانول کا خشکا مع شکر اور دہی اور بقدر حاجت گھی کے اوس کے سامنے رکھدین جب سورت پڑھنا شروع ہو تو وہ شخص کھانا شروع کرے اور پڑھنے والا اس طرح سے پڑھے کہ الفاظ اوسکے اچھی طرح سمجھ مین آوین اور بچے کو سننے کے واسطے اوس کے پاس بٹھاوین پھر سورت کے ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کردے انشاء اللہ تعالیٰ

۱ شاہجہانی سیر سے جو اسی روپیہ کا ہوتا ہے ۱۲

اس عمل سے اوس برس چیچک نہ نکلے گی اگر نکلی بہی تو سہل اور آسان نکلے گی
کہ کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچے گا نظر کا پہلا عمل اگر نظر لگانا اور نظر
لگانیوالا معلوم ہو تو اوسکا موہنہ اور دونون ہاتہہ پانون اور شرمگاہ دہلوادین
اور اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چہڑکدین انشاء اللہ تعالے اوسی دم وہ اچہا
ہوجاویگا۔ دوسرا عمل نظر کا جب نظر لگانیوالا معلوم ہو تو نظر لگاتے وقت یا
جس وقت خود اوسکا ذکر کرے اوس شخص کا نام لیکر پکارین انشاء اللہ تعالے
اثر نظر کا جاتا رہے گا اور یہ عمل سحر کے واسطے بہی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم
ہو تو اسی طرح اوس کا بہی نام لیکر پکارین اللہ چاہے تو سحر کا اثر جاتا رہے گا۔ تیسرا
عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہ ہو اور نظر لگانے والا معلوم نہو تو چاہیئے کہ
ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ کر نظر زدہ کے پاس رکہدین اگر وہ بچہ ہو تو اوس
کی کھلائی وغیرہ کو دیدین تاکہ وہ اوس دہاگے کو بچے کے پاس رہنے دے پہر
کوئی شخص بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور سورہ فاتحہ کو تین تین بار پڑہکر ایک بار یہ
عزیمت پڑہے جب لفظ فلان ابن فلان پر پہونچے تو بجاے اسکے نظر زدہ اور اوسکی
مان کا نام لے پہر سب عمل پورا کرکے نظر زدہ پر دم کرے اور اوس تاگے کو
دوسری بار ناپے اگر تین ہاتہہ سے زیادہ یا کم ہوجائے تو جانے کہ اس کو نظر لگی
ہے اوس وقت اس عمل کو پہر تین بار پڑہکر نظر زدہ پر دم کرے انشاء اللہ تعالی نظر
کا اثر دور ہوجاویگا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم کرین کہ نظر نہین لگی پہر اس عمل کو

دو بار پڑھنا ضرور نہیں عزیمت یہ ہے۔ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِي
فِي فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللهِ
بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِي فِي فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ
بِحَقِّ اِشْرَاهِيَا بَرَاهِيَا اَذُوْنِيَا اَصْبَاءُوْتُ اِلٰ شَدَّاىْ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ
الَّتِي فِي فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهْتَ بَهْتَ اِنْتَهَتْ بِاقْتِطَاعِ النَّجَا بِالَّذِي لَا يَقْوٰى
عَلَيْهِ اَدَمِيٌّ وَّلَا سَمَاءٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا
اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَّاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ
مِّنَ اللهِ تَعَالٰى وَاللهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ
بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اَللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا
الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللهِ فَاللهُ خَيْرٌ حَافِظًا
وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مسحر زدہ اور

عمل مریض مایوس العلاج

مریض مایوس العلاج کا عمل یعنی جسپر جادو کا اثر ہو اور اوس بیمار کے لیے کہ
اچھا نہ ہوتا ہو حکیم اوس کے علاج سے عاجز ہو گئے ہوں چینی کے سفید برتن

ہین یہ اسم لکہین پہر پانی سے دہوکر چالیس روز تک پلا دین اسم یہ ہے یَا حَیُّ
حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ اس اسم کے بعد اگر سورہ فاتحہ بہی
لکہدین تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالی جلد فائدہ حاصل ہوگا دفع تپ کا عمل جسکو تپ
آتی ہو اوسپر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑہکر دم کر دیا کرین انشاء اللہ
تعالی صحت ہوجاویگی اور چہہ آیتین قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے
ہین ہر مرض کے واسطے مفید ہوتی ہین یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون
آیتون کو ایک چینی کے سفید برتن مین لکہکر مریض کو پلاوین انشاء اللہ تعالی صحت
پاویگا اور وہ آیتین یہ ہین وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ
یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ
الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ هُوَ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَاءٌ پس یہی چہہ آیتین ہین جو ہر مرض کی دوا ہین
جب آدمی بیمار ہو تو ان کو لکہواکر ہر روز پی لیا کرے پانی مین پیے یا عرق مین یعنی اگر
حکیم پانی نہ بتاوین تو عرق مین ان آیات کے برتن کو دہوکر پی لے اللہ چاہے
تو صحت پاوے۔

باب ہفتم

فصل منت اور نذر وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بہلائی کے لئے انبیا اولیا صلحا کی نذرین

اور منتین مانتے ہین سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح ہو یا طالح کسی طرح کی منت مراد مانگنا یا اوس کی نذر و نیاز کرنا اور اوس سے مدد چاہنا یا کرنے مین نفع اور نہ کرنے مین ضرر سمجہنا محض شرک ہے برائی اور بہلائی کا مالک خدا کے سوا کوئی نہین ہے لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ اِلَّا هُوَ سے یہی مراد ہے اور انبیا علیہم السلام کا اپنی اُمتون کو یہی ارشاد ہے جہال و عوام مین انواع و اقسام کی نذرین و منتین مشہور و متعارف ہین اون سب کا اس جگہہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہین اسلئے بطور مثال کے بعض پر کفایت کیجاتی ہے جیسے کوئی محرم مین فقیری پہنا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی مہندی روشن کرکے اونکے نام کی بدہی پہناتا ہے کوئی سرور سلطان کی چھڑی کے نیچے اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکہکر اوسی چھڑی کے پاس شربت کا بھرا پیالہ رکہتا ہے پھر پڑہائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے مین پھول ڈالکر اوسی شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اوسی چھڑی کے پاس بچے کو بٹہا کر بڑا اونکے نام کا پہناتا ہے کوئی بچون کی بیماری کے وقت ولیون کا سدرا مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر رکہکے عورتون کا غول لیکر ننگے پانون نبیون اور ولیون پیرون اور شہیدون کے نام لیکر گھر گھر بہیک مانگین گے اور اوس بہیک سے ان سب بزرگون کی نیاز کرینگے کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز

---

۱۳ نیک ۱۲ ۱۴ یعنی نہین ہے کوئی نفع دینے والا اور نہ ضرر پہونچانیوالا اللہ تعالےٰ کے سوا ۱۲

کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندھتا ہے اور اوس مسافر کو
امام ضامن کی ضمانت مین سونپتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے سولی مشکل کشا
علی کی منت کا دونا اوٹھاتا یا اون کا روزہ رکھتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گاے ذبح
کرتا ہے سو یہ سب باتین خلاف شرع اور کھلا ہوا شرک اور بے اصل محض ہین
ان سب کامون سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے پہر دنیا مین ذلت قبر مین عذاب
قیامت مین مشرکون کا ساتھ جنت سے محروم دوزخ کا کندا ہوگا قرآن مجید
اور حدیث شریف سے خوب ثابت و متحقق ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی اسلئے
کہ شرک اکبر کبائر ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہون اون کی بخشش کی اُمید ہے
مگر شرک بال برابر بہی معاف نہوگا شرک کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
کو مخلوق مین سمجہنا یا اوس کی تعظیم اور عبادت مین دوسرے کو شریک کرنا یا بندون کو
اپنے نفع و ضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک مین داخل ہے پس ہر ایک کو
لازم ہے کہ جو کچہہ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کونسا کام ہے جو خدا سے نہین
ہوتا اور مخلوق اوس کو کر سکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام اور مصیبت کے لئے
تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب ایذا اور تکلیفین خود اولیا انبیا پر گذر چکی ہین مثلاً بیمار
ہونا اولاد نہ ہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی مین شکست پانا اور وہ اون
تکلیفون کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور کرین گے پہر خدا کو چھوڑ کر
اورون کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو بھولنا اور اوس کی اطاعت

باہر ہونا کون عقلمندی ہے اوسی مالک سے کیون نہین مانگتے کہ جس کے نبی ولی سب محتاج ہین نظم

خدا فرما چکا قرآن کے اندر	مرے محتاج ہین پیر و پیمبر
نہین طاقت سوا میرے کسی مین	کہ کام آوے تمہاری بیکسی مین
جو خود محتاج ہووے دوسر کا	بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھہ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتون مین دخل ندے یعنی جب کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالی ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت کو برلا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالی ہی کی عبادت کی منت مانے مثلاً یون کہے کہ اگر میری حاجت برآئے گی تو اللہ کے واسطے اتنے روزے رکھونگا یا اس قدر نماز پڑھون گا یا اتنے مسکین کھلاؤنگا یا اتنے ننگون کو کپڑے پہناؤن گا یا کوئی مسجد بناؤن گا یا اتنا روپیہ خیرات کرون گا یا اتنے محتاجون کو حج کراؤن گا یا خود حج کرون گا پس ایسی منتین سوا خدا کے اور کسی مخلوق کی نمانے اس لئے کہ ہ

وہ مالک ہے سب اوسکے آگے ناچار	نہین ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہین ہوتا خدا سے	جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
خبر قرآن مین ہے یہ محقق	نہ بخشیگا خدا مشرک کو مطلق

خدا سے اور بزرگون سے بہی کہنا	یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
معاذ اللہ جسے اوس نے نہ بخشا	مقرر وہ جہنم مین پڑے گا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو	تو پھر تم منتین کیون مانتے ہو
تمہین یہ طور بد کس نے سکہایا	محمدؐ نے کہان ہے یہ بتایا

بہلا بتاؤ تو کون سی حدیث مین مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی
تم کرتے ہو اور موحدون کو بزرگون کا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان کی پیروی کرتے
ہو اور ہم کو دشمن بزرگون کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن یعنی شیطان کی راہ پر
چلتے ہو اسلئے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہو اور کوئی
اپنے دل سے ایجاد کر لے وہی راہ شیطان ملعون کی ہے اوسی سے انسان
دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوسپر نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
نبیون کو اسی واسطے بہیجا ہے کہ وہ اوسکی رضامندی کی راہ لوگون کو بتاوین اور
کتابین بہی اسی واسطے نبیون پر نازل کی ہین کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہووے
پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید مین نہو اوس سے انسان کو بچنا ضرور ہے
اپنی عقل کو دین کے کام مین دخل دینا نچاہیے اس لئے کہ دین کی باتون مین
نری عقل سے کام نہین چل سکتا عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا مین اتنے
نبی اور اسقدر کتابین کیون بہیجی جاتین اور اونکے ماننے مین جنت کا وعدہ اور نماننے
پر دوزخ کی وعید کیون ہوتی اور جو مشرک نری اپنی رائے سے خالق کو مخلوق

کی برابر سمجھتے ہین اور اوس کی صفات قدیم مین بندون کو شریک کرتے ہین بلکہ اکثر باتون مین مخلوق کو اوسپر فضیلت دیتے ہین یہ محض خلاف عقل ہے بھلا غور کرو کہ جب دنیا مین کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چھوڑکر دوسرے شخص کو اپنا مالک سمجھتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوس وقت اوس کے مالک کو اوسپر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار ہی گذرتا ہے اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیون نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برترکو کہ جسکے مخلوقات پر کررہا احسان ہین دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ اور غضب نہ آویگا اور کیا کیا سزا ندے گا پس لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور شیطان کی راہ چھوڑو

نظم

ہے شیطان دشمن اولادِ آدم	سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا	کسیکو ہے وہ قبرون پر جھکاتا
غرض اللہ سے دونون کو روکا	بھلا کر راہ جا خندق مین جھونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے ہین کیا اونکی سب منتین پوری ہی ہوتی ہین یا کوئی عزیز و قریب اون کا نہین مرتا یا بیمار نہین ہوتا یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا اونکو نہین پہونچتا بلکہ جو حال موحدون

کا ہوتا ہے وہی مشرکون کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی
پوری نہین ہوتی تو اوس کا دین و دنیا دونون تباہ و برباد ہوجاتے ہین بخلاف
موحد کے کہ اگر اوسکی مراد پوری نہوئی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا اور مصیبت ہوتی
ہے آخرت کی خرابی اور بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالی کے فضل و کرم
سے اوسکی منت پوری ہوگئی تو اوس کو دنیا مین آرزو پوری ہونے کی خوشی
حاصل ہوتی ہے اور آخرت مین اپنے اعمال نیک کی جزا پاویگا بخلاف
مشرکون کے کہ اگر اون کی کوئی مراد انبیا اولیا کی نذر ماننے سے اللہ تعالی نے
پوری کردی تو اون کو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی ہے آخرت کے ثواب
سے محروم بلکہ عذاب ابدی مین گرفتار رہین گے سمجھہ کی تو یہ بات ہے کہ انسان
وہ کام کرے کہ جسمین دارین کا فائدہ حاصل ہو اور جو دنیا کا نفع نہو تو آخرت کو
تو ہاتھہ سے نہ دے بلکہ لازم یہی ہے کہ انسان ہر کام مین آخرت کے فائدے
کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہان کی سزا اور جزا کو زوال نہین اور
نہ اوس جگہہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے کہ یہان کی تکلیف
اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھہ اوسکا خیال بھی نہین رہتا اور
نہ کچھہ اوس کا صدمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی بھی یاد نہین رہتی
اور نہ یہان کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو مقدم
رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہمنے محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان بھائی بہنوکو

سمجھادیا اب اونہین اختیار ہے چاہین مانین یا نہ مانین شعر

ہمارا کام کہدینا ہے یارو		اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

فصل کنچھیدن کے طریقے اور اوسکے پرہیز اور علاج کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیون کے کان چھیدنے مین کچھہ مضائقہ نہین ہے اسلئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے عہد شریف مین لوگ اپنی لڑکیون کے کا چھیدا کرتے تھے آپ نے کسیکو منع نہین فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر بیتے وغیرہ کے لئے سارے کانون کا چھدوانا کہین سے ثابت نہین ہوتا ہان کان کی لوین چھیدنے کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لوین چھدوادی تہین مگر ناک چھیدنے کی کچھہ اصل نہین ہے لیکن جو کہ عورتون کو زینت اور آرایش کا حکم ہے اور سونے چاندی کا زیور پہننا اونکے لئے درست رکھا گیا ہے اسی لئے علما نے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لئے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت عرب و عجم مین یہ رسم نہین ہے اگرچہ حرام مطلق نہین ہے کہ اوس کے چھیدنے کو گناہ کبیرہ کہا جائے مگر افضل یہ ہے کہ ناک

نہ چھدرواوین صرف کان چھیدنے پر اکتفا کرین اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدین
اسلئے کہ اوسکے کان چھیدنا حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتون کے ساتھ
مشابہت ہوتی ہے اور یہ حرام ہے دوسرے مرد کو زیور پہننا جائز نہین پہر ناحق
تکلیف دینے تغیر خلق اللہ کرنیسے کیا حاصل۔ زمانہ کنچھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ
جب بہار کا موسم آوے تو پھاگن کے مہینے مین لڑکی کے ناک کان چھیدین
اور اندھیری کا بھی خیال رکھین چاندنی کے دنون مین کنچھیدن وغیرہ نہ کرین۔
طریقہ ناک کان چھیدنیکا یہ ہے کہ جب لڑکی چار یا پانچ برس کی ہو تو پہلے اوسکی
لوین جست کی بالی سے چھیدین اس لئے کہ سوئی سے چھیدنے مین ڈورا کھینچنے
کے سبب سے کانون کو بہت ایذا اور صدمہ پہونچتا ہے اور ناک کان دنون تک
پکے رہتے ہین اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتھ یکبارگی ناک نہ چھیدین
کہ اسمین بھی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بھی ایک ہی بار نہ چھیدین
بلکہ ایک سال لوین چھیدین تو دوسرے سال بالے تیسرے سال پتے تو چوتھے
برس ناک غرضکہ نو برس کی عمر تک ناک کان چھید کے فارغ ہو جاوین زیادہ دیر نکرین
کیونکہ بڑی عمر مین ناک کان سخت ہو جاتے ہین پہر چھیدنا مشکل ہوتا ہے اور بہت
چھوٹی عمر مین بھی نہ چھیدین کیونکہ بچپن مین گوشت نرم ہونے کی وجہ
سے اکثر چھے جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چھیدین جب نتھنا بڑا
ہو جاوے کہ اونگلی اوسکے اندر جا سکے اور لڑکی اپنے ہاتھ سے اوسکو صاف بھی کر سکے

پرہیز ناک کان چھیدنے مین یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چھیدے
جاوین تو سردی اور ہوا کا بچاؤ رکھین ترش اور بادی چیزین نہ دیوین بوٹی اور سوا
بھی نہ کھلاوین اور نمکین چیزین بھی کم دین بکری یا مرغ کے شوربا کھلانے کا مضائقہ
نہین شیرینی اور گھی جتنا چاہین کھلادین اسکا کچھہ پرہیز نہین علاج یہ ہے کہ
کنچھیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک
برابر اس طرح سے سینکین کہ ایک تنکے مین روئی لپیٹ کر اوسکو تیل مین بھگو کے
پھر اوسکو چراغ کی بتی کی لو پہ گرم کرکے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخون پر رکھین
اسی طرح آدہ یا پون گھنٹہ اون سوراخون کو سینک دیا کرین اور جب کنچھیدن پر
چھہ روز گذر جاوین تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دہو دیا کرین جو کچھہ مواد
بالی مین لگا ہو اوس کو خوب صاف کرکے اوسی بالی کو پہیر دیا کرین جب تک
سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچھے نہو جاوین تب تک اسی طرح دہوتے
اور صاف کرتے رہین اگر ورم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتھ جھاؤ کو بھی جوش دیکر
اوس کے پانی سے کان ناک دہویا کرین اور اسی کی دہونی بھی دیدیا کرین اور جو
کان ناک نہ زیادہ پک جاوین اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے ہوئی ہے تو
ٹھنڈے پانی سے اونکو صاف کیا کرین نیم اور جھاؤ سے نہ دہووین جب تک
ناک کان کے سوراخ اچھی طرح سے خشک اور صاف نہ ہوجاوین تب تک
اون مین دوسری بالی نہ پہناوین جس سے کان ناک چہید سے گئے ہین

اوسی کو رہنے دین اور جب سوراخ بالکل اچھے ہوجاوین تو اون بالیون کو اوتار کر
چاندی کی بالیان پہنا دین سونے کی نہ پہناوین جب دو ایک مہینے چاندی
کی بالیان پہنے کو گذر جائین تو اللہ جو مقدور دے سونا موتی جواہر وغیرہ پہنا دین
کنچھیدن کی تقریب مین کھانا اور شیرینی تقسیم کرنا تو کسی کتاب سے ثابت نہین ہوتا ہے
لیکن شرع شریف مین اتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچھہ نعمت دین یا دنیا کی
حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے کنچھیدن کے
شکرانے مین عزیز قریب دوست آشنا کو کھانا کپڑا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اور کچھہ مال
اللہ تعالی کی نذر کا نکالکر اپنے مقدور کے موافق اس شکرانے مین فقیرون اور محتاجون
کو دے تو اس کا مضائقہ نہین لیکن اس رسم کو فرض اور واجب نہ سمجھے کہ خواہ مخواہ
قرض لیکر یا بھیک مانگ کر ادا کرے۔

فصل مکتب اور نشرہ[۱] کی رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان مین جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے چار دن
کا ہو تب اوسے پڑہنے بٹہاتے ہین اور اوسکی خوشی مین بہت سا روپیہ خرچ کرتے
ہین اور اس بسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب اور فرض کے جانتے ہین اور اس حساب

[۱] در مدار گفتہ کہ نشرہ بالفتح بمعنی شادی ختم قرآن ست در برہان گفتہ بالفتح انچہ از زعفران و شنگرف بروز مکتب نشینی بر روی تختۂ اطفال نویسند در غیاث اللغات ہمچنین نوشتہ شاید کہ از نشر ماخوذ باشد چہ نشر بمعنی کشادن ست چونکہ بوقت نشرہ قرآن شریف کشادہ پیش طفل می نہند باین وجہ این تقریب را بہ نشرہ نامیدند و نزد بعضی بجای حطی ست ماخوذ از المنشرح ۱۲

یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت بڑہانے کو ترک اولی سمجھتے ہین سو اسکی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچھ اصل ثابت نہین حدیث شریف سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب کی ولاد مین جب کوئی بچہ باتین کرنے لگتا تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو کلمۂ توحید یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب[ف] احادیث مین لکھا ہے تعلیم فرماتے تھے اور موافق حدیث کے فقہانے بہی یہی حکم دیا ہے کہ جب بچہ بولنے باتین کرنے لگے تو اوسکو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ

ف ابن سنی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوْا مَتٰی مَاتُوْا وَاِذَا اَثْغَرُوْا فَمُرُوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ یعنی جبکہ تمہاری اولاد کی زبان صاف ہوجاوے تو اونکو لا الہ الا اللہ سکہاؤ پہر پروا نکرو جب کبہی وہ مرین اور جبکہ اونکے دانت گرکے دوسرے دانت اوگ آوین تو اونکو نماز کا حکم کرو وجہ تعلیم کلمے کی یہی ہے کہ کلمۂ شہادت اسلام کی ابتدا اور ایمان کی بنیاد اور سب سے بڑا اوسکا ستون ہے تو ضرور ہوا کہ زبان کہلتے ہی پہلے بہل بچون کو اسکی تعلیم کرین اسی طرح ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ مین عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْصَحَ الْغُلَامُ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهٗ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا یعنی عبد المطلب کی اولاد مین سے جب بچے کی زبان صاف ہوجاتی تو اوسکو یہ آیت سکہاتے تھے ۱۲

بنی اسرائیل کی پچھلی آیت سکھانا اور یاد کرانا چاہیے پس اس سے معلوم ہوا
کہ جب بچہ خوب باتین کرنے لگے اور زبان اوسکی صاف ہوجاوے تو اوسکو کلمہ
توحید اور پچھلی آیت سورۂ بنی اسرائیل کی یاد کراوین پھر اسکے بعد اوسکو اور
سورتین اور دعائین اور آداب نماز کے سکھاوین تاکہ نماز پڑھنے کی اوسکو عادت
ہوجاوے اس لئے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کرنا چاہیے جیسا
امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین ابن عمرو رضی اللہ
سے روایت کیا ہے مُرُوا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ
عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ
عَبْدَهٗ اَوْ اَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ
یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ سات برس کی عمر کے ہون اور مارو تم
اون کو نماز پڑھنے پر اور وہ دس برس کے ہون اور اونکے بچھونے جدا کرو اور
جب نکاح کردے ایک تم مین کا اپنے خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکھے اوس کی
ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر کو پس لازم ہے کہ سب کامون سے پہلے اونکو
نماز ہی سکھاوین کیونکہ سب سے اول اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز
سیکھ جاوین تو اون کو قرآن مجید پڑھانا شروع کرین جب سورۂ بقر ختم ہوجاوے
تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اوسکے ختم کی خوشی کرین اور اوس کے
شکرانے مین محتاجون اور مسکینون عزیز و اقارب دوست آشناؤن کو کھانا

ملادین یا جوڑے وغیرہ تقسیم کرین غرضکہ جو کچھہ خوشی لبسم اللہ مین کرنی منظور ہووہ اسی تقریب مین کرین اس لئے کہ تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقر تمام کی تھی تو اوسکے شکرانے مین ایک اونٹ ذبح فرماکر اپنے دوستون اور یارون کو کھلایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت دینی کے خوشی کرنا اور عزیز واقارب دوست آشناؤن وغیرہ مین شیرینی یا کھانا وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجائے بسم اللہ کے سورۂ بقر ہی کی ختم پر خوشی کرین تاکہ ایک صحابی جلیل وعظیم الشان کے فعل کے موافق ہوجاوے تو بہتر ہے اور کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو نشرہ کی تقریب کے نام سے خوراک اور تقسیم جوڑے اور شیرینی وغیرہ کی کرتے ہین سو یہ بھی اسی دلیل سے جائز ومستحسن معلوم ہوتا ہے اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤن مین تقسیم کرنا بھی اسی قبیل سے سمجھا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمت دینی کے ادای بعد شکرانے کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز ومستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار مین اسقدر خیال رکھنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع نہونے پاوے اکثر ہندوستان مین بہت سی خرافات رسمین رائج ہین جیسے ڈھول پر صندل کے چھاپے لگانا اور اوسپر ناڑا باندھنا اور اللہ میان کا رتجگا کرنا اور اوسمین گلگلے پکانا اور کچے چانول کے آٹے کے لڈو بنانا اور اوسی آٹے کے کھم بناکے اونپر پھولون کے ہار ڈالنا

اور گورے گھڑون مین دودہ شربت بہر کے اونکو ہار پہنانا اور اونپر سہرے باندہنا
پہر صبح کے وقت مسجد کے ملا کو بلا کے اللہ میان کی سلامتی پڑہوانا اور بی بی
کا کونڈا خشکے اور دہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے یہان تک کہ
مردون کی چہاون بہی اوسپر نہ پڑے کونڈا کہانے والی عورتون کو کہلانا اور جسکا نشرہ
ہو اوسکے سر پر سہرہ باندہنا ایک یہ بہی رسم ہے کہ بچے کی بہن بہانجی وغیرہ اوسکے
لیے منہدیان لاتی ہین اوسمین انواع و اقسام کی واہیات رسمین کرتی ہین
یعنی جوڑے کے ساتھ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے منڈہی ہوئی یا چاندی سونے
کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنوا کے اوسپر چہوٹے گدیلے تکیے بچہاتی ہین
اور ایک طشت مین دس پندرہ سیر منہدی گوندہکر چوپک سی بنا کے اوسپر پنّی
منڈہکے چار بتّیان موم یا کافور کی اسمین نصب کر کے روشن کرتی ہین ملیدے
اور لڈوون کے خوان بہر کے روشنی باغ بہاری آتش بازی باجے وغیرہ سے
کاغذ کی منہدی کے ساتہہ ڈومنیون کو اپنے گہر سے گواتی ہوئی بچے کے گہر آتی
ہین پہر اوسکو چوکی پر بٹہا کے کپڑے اور پہولون کا زیور پہنا کے سہرا مقیش اور پہولون
وغیرہ کا اوسکے سر پر باندہکے پہر اوسکے چارون ہاتہہ پانون مین منہدی لگا کر
سات نوالے ملیدے کے اوسکو کہلاتی ہین اور ڈومنیان منہدیان وغیرہ گایا
کرتی ہین پہر اپنے منہدی لگانے کا نیگ لڑ لڑ کر لیتی ہین جوڑے وغیرہ کا لانا اور
اپنے مان باپ یا بزرگون سے کچہہ لینا اس کا تو کچہہ مضائقہ نہین مگر ایسی ایسی رسمین

واہیات خرافات کرنا خالی گناہ سے نہین بلکہ بعض رسمون مین تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی اونکے کرنے سے کافرومشرک ہوجاتا ہے ہرمسلمان کو چاہیے کہ ایسی رسمون سے بچے کہ جنکے کرنے سے ایمان مین نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے ہان نعمت کے شکرانے مین عزیزاقارب محتاجون مسکینون دوست آشناؤن کو کہانا کہلانا جوڑے وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اوس کا قبول کرنا جائز ہے ۔

فصل ماہ مبارک مین روزہ رکھانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے نماز سن بلوغ سے فرض ہوجاتی ہے ویسے ہی رمضان کے روزے بہی بالغ ہوتے ہی فرض ہوجاتے ہین مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر سے بچون کو عادت ڈالنے کے لئے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اوسکو رمضان شریف کے مہینے مین دو چار روزے رکہوا دین تاکہ بلوغ سے پہلے اوس کو عادت روزہ رکہنے کی پڑجاوے پہر جب بچے کو پہلا روزہ رکہوا دین تو اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤن محتاج مسکینون کو اپنے گہر بلا کر اونکے روزے افطار کراکے کہانا کہلائین کیونکہ روزہ افطار کرانے کا حدیث شریف مین نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَھَّزَ غَازِیًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ یعنی
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص افطار کراوے کسی روزہ دار
کا روزہ یا سامان کردے کسی غازی کا پس اوس کے لیئے ثواب ہے مانند ثواب
روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی
کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی اس افطار کرانے والے اور جہاد کا سامان درست کر دینے
والے کو بھی ہوتا ہے اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ مین روایت کیا اور
کہا کہ صحیح ہے اور یہ مہینا ایسا مبارک ہے کہ اسمین جو نیک کام نفلی کئے جاوین
اونکا ثواب فرض کی برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کئے جاوین اونکا اجر برابر ستر
فرض کے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین سلمانؓ فارسی سے روایت
کیا ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ
شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ شَھْرٌ
فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّ قِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا
مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَ مَنْ
اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ
شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ
رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِّذُنُوْبِہٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِہٖ
مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفْطِرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ

یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطبہ پڑھا ہمپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن مین یعنی خطبہ جمعے یا وعظ کا پس فرمایا اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا تمپر بڑائی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا رمضان کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اسمین ایک رات یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینون سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کے روزون کو فرض اور رات کے کھڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیکی ڈہونڈ ہے اللہ سے اوس مہینے مین کسی اچھی خصلت کے ساتھ یعنی نفلی عبادتون سے ہوگا مانند اوس شخص کے کہ ادا کیا اوسنے کسی فرض کو رمضان کے سوا مین یعنی نفل کا ایسا ثواب ہوگا جیسے فرض کا اور دونون مین اور جسنے ادا کیا کوئی فرض رمضان شریف مین یعنی بدنی یا مالی ہوگا مانند اوسکے کہ ادا کئے اوسنے ستر فرض غیر رمضان مین اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا غمخواری کا ہے اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اسمین رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور

معنوی اور جس مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کرایا رمضان مین کسی روزہ دار
کو یعنی حلال روزی سے ہوگا اوسکے گناہونکے لیے بخشش کا سبب اور اوسکی
ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہوگا اوسکے واسطے ثواب مانند ثواب
روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچھ کم ہو اوسکے ثواب سے کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ
کہ سب ہم مین کے اسقدر نہین پاتے کہ افطار کراوین اوس سے کسی روزہ دار
کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالی یہ ثواب
اوس شخص کو افطار کراوے روزہ دار کو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور
یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ اور جو شخص پیٹ بھر کھلاوے روزہ دار کو
پلاویگا اوسکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہوگا یعنی
اوسکے بعد یہان تک کہ داخل ہوگا بہشت مین اور وہ ایسا مہینا ہے کہ شروع
اوسکا رحمت ہے اور بیچ اوسکا بخشش اور آخر اوس کا آزادی ہے آگ سے
یعنی یہ تینون چیزین مومنون ہی کے لیئے ہوتی ہین نہ کافرون کے لیے اور جو
شخص ہلکا کرتا ہے بوجھ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے مین بخشتا
ہے اللہ تعالی گناہ اوسکے اور آزاد کرتا ہے اوسکو آگ سے پس ان حدیثون
سے معلوم ہوا کہ اس مہینے مین کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر
ہر سال نہو سکے تو جب اپنی اولاد وغیرہ کو روزہ رکھوادے تو ضرور ہی اپنے مقدور
کے موافق سو پچاس آدمیون کو بلا کر اون کا روزہ افطار کرا کے کھانا کھلاوے

میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ نشرہ کنچھیدن وغیرہ کی تقریبون مین دعوت کرنا جائز ہے کچھ منع نہین لیکن سواے عقیقے اور ولیمے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت مین ہین اور کسی تقریب مین کہانا کہلانا اس تقریب سے افضل نہین ہے پس جہان تک ہوسکے روزہ کشائی کی تقریب مین ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشنا فقرا و مساکین کو کہانا کہلاوے کہ ثواب دارین پاوے۔

باب ششم

فصل اولاد کے ساتھ والدین کے برتاؤ مین

جاننا چاہیئے کہ جو طریقہ بچون کے کہلانے پلانیکا باب پنجم کی پہلی فصل مین لکہا گیا ہے اوسی کے موافق مان باپ خود ہی اپنی اولاد کا کہانا پینا مقرر رکہین اور ہمیشہ اوس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی انا اور کہلائی وغیرہ پر کرتے رہین تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق اندازے سے کہلایا پلایا کرے بے احتیاطی نہونے دے بیماری مین نہایت احتیاط رکہے بلکہ جبتک بچہ تندرست نہو اوسوقت تک اوسکا کہانا پینا اور دوا وغیرہ مان باپ اپنے سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکہین اس لئے کہ ہر ایک کو ایسے امور مین تمیز و سلیقہ نہین ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے وقت و انداز مین کمی بیشی کردیتے ہین کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہوجاتا ہے اس کے سوا بعضے لوگ

نادانی اورحماقت کے پردے مین مکّاری سے ایسے موقع پراپنا کام کرجاتےہین
پہرنادان بنکے دوستی جتاتےہین اور بعضے نادان دوستون سے بہی بسبب
بیوقوفی کے ایسا واقع ہوجاتا ہے اسی لئے بزرگون نے کہا ہے ؎

دشمن داناکہ غم جان بود	بہتر ازان دوست کہ نادان بود

پس چاہئیے کہ ہرگز ایسے لوگون پر دوا وغیرہ مین اعتماد نکرین گہرمین ایک آدمی
کا خوف اور دباؤ بچے پر رکہنا ضرور ہے باپ ہو یا ان بہائی ہو یا اور کوئی تاکہ
بچہ اوس سے ڈرتا رہے اورشوخی وشرارت نکرنے پاوے تعلیم مین بہی جہانتک
ممکن ہو دہمکی نرمی فہمائش تنبیہ سے تعلیم کرین اور جہان تک ہوسکے مارپیٹ نکرین
اگراس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دوبار اوسکو دہشت اور خوف دلانے
کے واسطے ایسا مارین کہ ہمیشہ کو اوس مار کا خوف اوسکے دل مین بیٹہہ جائے تاکہ
آیندہ کو آنکہہ بدلنے سے سمجہہ جاوے اور اوسی کے ڈر سے بُری باتون کو چہوڑدے
باربار مارنے کی حاجت نہو ہربار کی مارپیٹ سے بچہ بیحیا اور ڈہیٹہہ ہوجاتا ہے
پہر تنبیہ وغیرہ کو خیال مین نہین لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اوسپر اثر کرتی ہے اور
جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ اوستاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو
اوسوقت اوسکو خاموش رہنے کی عادت ڈالین کسی طرح کا اچہا برا جواب نہ دینے
دین اس لئے کہ سوال وجواب سے بچہ گستاخ ہوجاتا ہے پہر کسی بزرگ کا کچہہ لحاظ
ادب اوسکو نہین رہتا ہمیشہ اپنے بزرگون کو سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس

وہ زندگی بہر رنج و ملال مین مبتلا رہتے ہین اسلیئے کہ بچپن مین تو بچے کا سخت جواب
دینا ناگوار نہین گذرتا جوانی مین نہایت برا معلوم ہوتا ہے اور یہ بہی چاہیئے کہ بچے
کو خوشامدیون کی صحبت سے بچا دین اور لڑکپن ہی سے اونکے فریب مین نہ پہنسنے
دین نہین تو ابہی سے خوشامد طلب ہوکے بڑہاپے تک خوشامد پسند رہے گا اور خوشامدیون
کو دوست عزیز رکہے گا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان و مال کا ہوگا اسلیئے
کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبون پر اوسکو مطلع ہونے دینگے بلکہ اوسکی
اتنی تعریف اور ثنا کرینگے کہ وہ اوس عیب کو ہنر سمجہے گا پہر وہ اوسکی طبیعت مین
خوب جگہہ پکڑ کے ہرگز اوسکے دل سے دور نہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی یہ ہے
کہ اوس سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند ہوشیار سمجہنے
لگتا ہے پہر وہ کسیکی پند و نصیحت نہین مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہو جاتا ہے اور
بزرگون کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج و غم مین مبتلا کرتا ہے اور خود دنیا کی رسوائی
اور بدنامی اوٹہاتا ہے خوشامدیون کو اپنا مال دیکر خود تباہ اور محتاج ہو جاتا ہے
خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہوکے اپنی آخرت کو بہی تباہ و برباد کرتا ہے
غرضکہ خوشامد والون کی صحبت سے دین و دنیا دونون کی بربادی ہے اور یہ بہی
چاہیئے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عمر والے کے ساتھہ کہیلنے دین جیسے اپنا بچہ پانچ
برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لیئے کہ جتنا بڑا ہوگا اوتنی ہی اوسکی سمجہہ بہی زیادہ
ہوگی اور اچہی باتین سکہا دیگا اور کم سن اور برابر والے کے ساتھہ ہرگز نہ کہیلنے دین

غرضکہ بچے کی تعلیم وتربیت مین حتی الامکان بہت کشش وکوشش کرین اگر ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت کے موافق مقرر کرین کیونکہ اوس کی تعلیم مین نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی مان سے نہین ہوسکتی اس واسطے چار پانچ برس کے سن تک اوسکے پاس دو ایک کھلائی کا رکھنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ چھوٹے بچے کی خدمت عورتون ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چھہ سات برس کا ہوجاوے اگر لڑکی ہے تو اوس کے نزدیک شریف صالح معمر باحیا دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتین مقرر کرین اور اگر لڑکا ہے تو اوس کے لئے اسی صفت کے مرد مقرر کرین تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچھی صحبت میسر ہو حاصل یہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت مین رکھین کیونکہ بری صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب وتباہ ہوجاتے ہین مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو اچھی طرح تعلیم کرنا مان باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیئے کہ اس مین کسی طرح کا تغافل اور بے پروائی نہ کرین اور بچے کو بہت ناز ونعم سے نہ پالین کیونکہ بچپن کا لاڑ آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ مین خوب سعی اور کوشش کرتے رہین تاکہ آپ اور اولاد دونون نعمت کونین کی پاوین۔

فصل اتالیقی کی شرطون کے بیان مین

والدین کو چاہیئے کہ جب بچہ کچھہ سن تمیز کو پہونچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی

اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اوسکی تعلیم کے لئے معین کرین اور اوسکو اس بات کی تاکید رکہین کہ ہر وقت وہ بچے کے ہمراہ رہے تاکہ اوس کے سب افعال اور حرکات او سکنات پر خیال رکہکے اپنے اپنے موقع پر اوسکو شاباشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے بد وضع شہدون لچون کمینون کو اوسکے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش وضع دیندارون کی صحبت مین بٹھاوے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اوس کا نیک صحبت مین گذرے ہر گھڑی اوس کے کان مین بُری باتون اور معیوب کامون کی بُرائی پڑتی رہے اس لئے کہ جب اچھے لوگون کی صحبت مین بیٹھے گا تو ہمیشہ چوری دغابازی شراب خواری قمار بازی دروغگوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم حرامکاری قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہو کر اوس سے بچتا رہے گا۔ اور اتالیق کو یہ بھی چاہیئے کہ اوسکو اچھی عادتین سکھاتا رہے مثلاً بہت رونے چلانے اور ضد وغیرہ نکرنے دے ہمیشہ اوسکو خوش مزاج خوشخو رکھے بہت ہنسنے بکنے قہقہہ لگانے بہت پہرنے دوڑنے شوخی شرارت وغیرہ کرنے سے روکتا منع کرتا رہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل مین آنے جانے اوٹھنے بیٹھنے کا بتاتا رہے اکثر اوسپر یہ تاکید رکہے کہ مجلس وغیرہ مین اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے پاس قرینے سے خاموش بیٹھا رہے بہت باتین اور شوخی شرارت وغیرہ نکرے قاعدے اور تمیز سے جیسا جس کے

خوبیکہ بیٹھنے کا موقع اور قرینہ ہو اوسی قاعدے اور قرینے سے بیٹھے اور اسکا
بہی خیال رکہے کہ اوسکے مزاج مین بخل نہ آنے پاوے اسی طرح فضول خرچی
بہی نکرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے مانع نہ ہو بلکہ اکثر اوسی کے ہاتہہ سے
کہانے پینے کی چیزین بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن ہی سے اوسکی طبیعت مین سخاوت
جم جاوے اور اوسکی بہلائی دل مین بیٹہہ جائے لیکن جو چیز تقسیم کراوے اوس کے
ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے اپنے اختیار سے نہ دلواوے
ہمیشہ بچے کو ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت اور
تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی عادت پڑجاوے پہر کوئی کام ماں
باپ کے خلاف مرضی نکرے اور ماں باپ کو یہ بہی چاہیئے کہ اتالیق کو ضرورت
کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بہی اجازت دیدین تاکہ اس کے ڈر سے بچہ
ابتر و خراب نہونے پاوے اسلئے کہ وہ تو اپنے بچپن کیوجہ سے ہر طرح کے افعال
و حرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی اوس کو اوچہے کاموں کی بہلائی بری باتون
کی برائی نہ جتاویگا تب تک وہ کیا سمجہے گا کہ کون کام اچھا ہے اور کون برا اور ہر
وقت بچہ پیار سے نہین سمجہتا پس بعض وقت جہڑکی وغیرہ کی بہی حاجت پڑتی ہے
اور ماں باپ ہر وقت اوسکے نزدیک موجود نہین رہتے کہ وہ اوسکی بیہودہ حرکتوں
پر ڈانٹتے اور گہرکتے رہین تاکہ بچہ اوسی وقت اوس حرکت کی برائی سمجہکے اوسکو
چہوڑ دے اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضرور ہے

ہے اسلئے کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہین جب کوئی بیہودہ حرکت
کرتے یا بےموقع کہیلتے دیکہین گے تو اوسکو جہڑکی سے فوراً روکدین گے اور بچہ بہی اوسی
وقت سمجہہ جاویگا اور فوراً بیہودہ حرکتون کو چہوڑ دے گا اور اچہی خصلتین سیکہیگا آجکل
اکثر ہندوستان کے امیر فرعون بے سامان اپنی اولاد کو امیرزادہ سمجہہ کے کسی نوکر
وغیرہ کو تعلیم نہین کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑہا نوکر خیرخواہ اونکے بچے کو بہلائی
کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بُری حرکت سے اوسکو روکے تو اولٹا
اوسیکو ڈانٹ دیتے ہین کر تو نوکر ہوکے اپنی اوقات بہول گیا جو ہمارے بچے کو
نصیحت اور تعلیم کرتا ہے خیر اوہ پہر کبہی کچہہ نہ کہتا اور اولاد کو یہ سکہاتے ہین کہ تم نوکر
سے نہ ڈرو اور اوسکی نصیحت نمانو بس وہ نوکر آیندہ اونکے بچے سے کوئی بات نصیحت
وغیرہ کی نہین کہتے بلکہ جو کچہہ بچہ کہتا یا کرتا ہے ویسا ہی آپ بہی کہنے کرنے لگتے ہین
اور ہر بات مین بُری ہو یا بہلی اوسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہین پس دیکہو کہ اونکی اولاد
ابتدا ہی سے کیسی خراب و ابتر ہوجاتی ہے اور زندگی بہر اپنی امیری کے خیال
مین متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بُری حرکتون سے بزرگون کا نام ڈبوتے دارین
کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذرا سا بہی غور نہین کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ
اپنے شاہزادون کی تعلیم کے لئے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عمدہ اتالیق مقرر
کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم کے اونکو دیتے تہے کہ وہ شاہزادون کو تادیباً
مار بہی لیتے تہے اور اکثر اپنی خدمت بہی اون سے لیتے تہے تاکہ ہر امر مین اونکو

داخل ہوجاوے بہر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ شہزادے کیسے لئیق عادل خداترس نامور ہوئے بخلاف آجکل کے امیرزادون کے کہ کیا کیا رسوائیان اور بدنامیان نکی نہین ہوتین اور یہ سب فضیحتیان لاڑ اور بے تعلیمی کیوجہ سے ہوتی ہین پس مان باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کرین اور اپنے بچون کی تعلیم اور تربیت مین جان ومال سے نہایت کوشش کرین تاکہ بچہ اور آپ دونون خوبی اور نجات دارین کی پاوین ۔

فصل آداب سکہانے کے بیان مین

مان باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے تہوڑے تہوڑے آداب اور طریقے ہر امر کے بتاتے سکہاتے رہین جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت ڈالین اسلئے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا یعنی اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سے بہتر یا وہی کہو اولٹ کر اور حدیث شریف مین بہی سلام کرنے کا حکم فرمایا ہے اوسکی فضیلت بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہوگے تم جنت مین یہان تک کہ ایمان لاؤ اور

نہ ایمان لاؤ گے یہان تک کہ آپس مین محبت رکھو کیا نہ خبردار کرون مین تم کو ایسے
کام پر کہ جب تم اوسکو کرو تو آپس مین دوست ہو جاؤ پہیلاؤ تم سلام کو آپس مین
اور ترمذی مین اس حدیث کے اول مین لفظ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کا بھی زیادہ کیا ہے
یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے بعد اس کے پہر
وہی مضمون بیان فرمایا علاوہ اسکے اور حدیثون سے بھی سلام کی فضیلت ثابت
ہوتی ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداود نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ
عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹھہ گیا آپ نے فرمایا کہ
اوسکے لئے دس نیکیان ہین پہر دوسرا آدمی آیا پس کہا اوسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹھہ گیا آپ نے
فرمایا کہ اس کے واسطے بیس بہلائیان ہین پہر اور آدمی نے آکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ کہا آپ نے اوس کے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹھہ گیا پس آپ نے
فرمایا اس کے لئے تیس نیکیان ہین۔ ایسے ہی سلام مین ابتدا کرنے کی بھی بہت فضیلت

ست چنانچہ احمد و ترمذی و ابوداود نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ
اَوْلَاهُمَا بِاللهِ یعنی عرض کیا گیا یا رسول اللہ دو آدمی ملاقات کرتے ہین دونین سے
کونسا سلام مین ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو ان مین سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالے
کے ساتھ آداب سلام کرنے کا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے
پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ یعنی سلام پہلے کلام کے ہے اور
سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کھڑے کو اور چھوٹا بڑے
کو اور تھوڑے لوگ بہتون کو جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ
عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور
تھوڑے بہت پر ترمذی کی ایک روایت مین اتنی زیادتی بھی وارد ہوئی ہے
وَيُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ یعنی چھوٹا سلام کرے بڑے کو اور یہ بھی آیا ہے وَالْمَارُّ
عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گذرنے والا بیٹھے کو اور چلنے والا کھڑے
کو اور چونکہ سلام مین ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے اسلئے جو عمر مین بڑا یا رتبے
مین اعلیٰ درجے کا ہو اوسی کو چاہیئے کہ سلام مین تقدیم کرے دیکھو آن حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ سارے عالم سے افضل و برتر تہے عورتون
و لڑکون کو خود ہی پہلے سلام کرتے تہے امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی نِسْوَۃٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِنَّ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتون پر گذرے پس آپ نے اونکو سلام کیا
ترمذی نے سیار سے روایت کیا قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ
فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ کُنْتُ مَعَ اَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ وَ
قَالَ اَنَسٌ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ
یعنی سیار کہتے ہین کہ مین ثابت بنانی کے ساتہہ چلا جاتا تھا اونکا گذر لڑکون پر
ہوا اونہون نے اون کو سلام کیا اور کہا کہ مین انس کے ساتھ تہا وہ لڑکون پر گذرے
اُنہون نے اونکو سلام کیا اور کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تہا آپ کا
گذر لڑکون پر ہوا آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس سے
معلوم ہوا کہ سلام مین سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے مین
کسی طرح کا نقصان نہین بلکہ بہت سے فائدے ہین اوّل یہ ہے کہ خدا و رسول
کی اطاعت ہوتی ہے دوسرے اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب
دینے والے دونون کو دعا ملتی ہے ۔ چوتہے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی
کو دلون سے نکالتا ہے غرضکہ بچون کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی
طرح سلام کے بعد مصافحہ اور مزاج پرسی وغیرہ کے قاعدے بہی سکہاوین تاکہ

ہر کسی سے ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بہی کیا کرین اِس لیے کہ
مصافحہ کرنے سے مغفرت ہوتی ہے گناہ جہڑتے ہین جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے برار
بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا
مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا یعنی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین دو مسلمان کہ ملاقات کرین اور مصافحہ کرین
یعنی آپس مین مگر بخشش کیجاتی ہے اون دونون کے ئے پہلے جُدا ہونے سے اور
ابوداود کی ایک روایت مین یون آیا ہے اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا
اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا یعنی جب کہ دو مسلمان ملین اور مصافحہ کرین اور
اللہ تعالیٰ کی حمد کرین اور اللہ سے بخشش چاہین تو بخشش کیجاتی ہے اون دونون کے
واسطے اسی طرح اوٹہتے بیٹہتے جاگتے سوتے بات کرتے چپ رہتے محفل مین جاتے
آتے چہینکتے کہاتے راہ چلتے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بہی بتاتے رہین جس سے
اوٹہتے بیٹہتے کسیکو وہکا لات وغیرہ نمارے اور کسی بڑے بوڑہے کی طرف پیٹہ کر کے
یا پانون پہیلا کے یا کسی کے مُنہ کی اوٹ کر کے محفل وغیرہ کے بیچ مین نہ بیٹہے بلکہ جب
محفل وغیرہ مین جانے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹہے صف کی برابر بیٹہے درمیان
مین بہی نہ بیٹہے اور دعوت وغیرہ مین کہانا کہانے مین جلدی نکرے یعنی سب سے
پہلے خود نہ کہانے لگے اپنی جگہہ پر صبر سکون سے چپکا بیٹہا رہے جب محفل مین سب
کے آگے کہانا چُن جاوے اور گہر والا بہی اجازت کہانے کی دے اور کوئی امیر یا

بزرگ شخص اوس محفل کا کہانا شروع کرے اوسوقت آپ بہی کہاوے جب
سب محفل والے کہا چکین اوسوقت آپ بہی اونکے ہمراہ دسترخوان سے اوٹہے
سب سے پہلے یا بعد نہ اوٹہے ایسا نکرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹہے رہین اور آپ
جلدی سے کہا کر اوٹہ جاوے یا تمام مجلس والے اوٹہ جاوین اور آپ بیٹہا کہایا کرے
اور یہ بہی چاہیے کہ دعوت وغیرہ مین اپنا حصہ دسترخوان سے اوٹہا کر پوٹ باندہکے
گہر نہ بہیجے وہین بیٹہکے جو جی چاہے اور جتنا پیٹ مین سمائے کہاے اور کسی دوسرے
کو بغیر اذن کے اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر اذن کے
ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اوسکو کہانے وغیرہ مین
شریک نکرے اور خود بہی کبہی دعوت وغیرہ مین بغیر اذن کے نجاوے اور چلنے مین دوڑتا
اکڑتا نہ چلے نیچی نگاہ سے راہ دیکہکر سیدہے راستے پر چلے آسمان کو دیکہتا ٹیڑہی
راہ نہ چلے اور گفتگو مین شیرین زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکہے کسی سے تو تڑاق
کی گفتگو نکرے اور جب نیند آوے تو اپنے سونے ہی کی جگہہ سووے ادہر ادہر
نہ پڑا رہے اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ مین رات کو رہنے کا اتفاق ہو اور نیند کا
وقت آجاوے تو بیچ محفل مین نہ سووے کنارے جاکے آرام کرے اور آداب سونے
کے یہ ہین کہ قبلے کی طرف پانون نکرے داہنی کروٹ سووے اوندہا اور چت سینے پر
دونون ہاتہہ دہرکے نہ سووے اور سونے سے پہلے اگر آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ
الحمد للہ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر چونتیس بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑہکے

اپنے اوپر دم کرلے تو بفضلہ تعالیٰ شیطان کے شر سے اوس رات محفوظ رہیگا چھینکنے
اور کھانسنے کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہو تو منہ پھیر کر چھینکے اور کھانسے ورنہ ناک
اور منہ پر رومال وغیرہ رکھہ لیا کرے اور جمائی لیتے وقت مونہہ پر ہاتھہ رکھہ لیوے
پھاڑسا مونھہ نہ کھولدے غرضکہ محفل مین کوئی ایسی حرکت نکرے کہ جس سے لوگون
کو نفرت آوے اور اپنی بے تمیزی اور بد تہذیبی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ
مار کے نہ ہنسے جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گھر مین ہنسین تو دروازے کے
باہر تک آواز جائے ایسی ہنسی شرعاً و عرفاً مذموم ہے ہان اگر کوئی بات ہنسی کی پیش
آوے تو تبسم کافی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہنستے نہین تھے صرف
تبسم فرماتے تھے جیسا کہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا
حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین
کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے نہین دیکھا یہانتک کہ
مین اونکا کوا دیکھہ لون جو کہ تالو مین ہوتا ہے سوا اسکے نہین کہ وہ مسکراتے تھے
اور اس کے سوا زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے اور ایمان مین خلل پڑجاتا ہے آدمی
بے وقار ہوجاتا ہے اوسکا رعب نہین رہتا اور کسی جگہہ کے حالات اور بات
چیت کا ذکر دوسری جگہہ نکرے اسلئے کہ ایک جگہہ کی بات دوسری جگہہ
کہنے سے آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے پھر لوگ اوسکو ہلکا سمجھکے اوسکے سامنے

کوئی بات نہین کہتے پس چاہیئے کہ جو بات جہان سنے وہین تک رکھے اور جگہہ نہ پہونچاوے سوا تین باتون کے کہ اون کا پہونچا دینا درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلٰثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجلسین امانت کے ساتھ ہین یعنی جو بات مجلس مین سنین اوسکو کہین نقل نہ کرین اور سخن چینی نہ کرین مگر تین مجلسین اور تین باتین کہ اگر اون کو مجلس مین سنین تو اون کا نقل کرنا اور غیر کو پہونچا دینا واجب ہے وہ یہہ ہین خونریزی عفت مین خلل اندازی یا ناحق مال چھیننے کا قصد رکھتا ہو **فائدہ** یعنی اگر کسی سے یہ بات سنے کہ فلان شخص کے مار ڈالنے کا یا فلان عورت کی عفت مین خلل ڈالنے کا یا از راہ ظلم فلان کے مال لے لینے کا ارادہ رکھتا ہے تو چاہیئے کہ یہ باتین اون لوگون کو پہونچا وے تاکہ وہ احتیاط کرین اپنا حفظ رکھین اور یہ بھی چاہیئے کہ کسی کو بیٹھے پیچھے برا نہ کہے تہمت نہ لگاوے کوسنے لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت مین گالی گلوج فحش الفاظ نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کافر فاسق فاجر نہ کہے ان سب باتون سے حدیث شریف مین منع فرمایا ہے انپر سخت وعید وارد ہوئی ہے غرض کہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے مان باپ اور اتالیق کو چاہیے کہ جن قاعدون اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچون

کو سکھاتے رہین تاکہ وہ شرع شریف کے آداب اور شرفا کے قاعدون کے ساتھ
مؤدب ہوکے دارین کی آبرو حاصل کرین اور مان باپ بہی بچون کی تعلیم کے حق سے
سبکدوش ہون اسلیئے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور اونکو علم مجلس وغیرہ
سکہانا اور اونکے اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر ادب سکہانا آدمی کا اپنے بچے کو ایک صاع صدقے
سے بہتر ہے اور یہ بہی ترمذی نے روایت کیا کہ ایوب بن موسیٰ اپنے دادا سے
روایت کرتے ہین اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ
وَلَدًا مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ - یعنی بیشک فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ
بہتر ہو ادب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب مین کسی طرح کا قصور و بے پروائی کرینگے
تو دنیا مین احمق اور بے شعور مشہور ہونگے اور آخرت مین بازپرس کے شکنجے مین کہنچینگے
پس جہان تک ہو سکے اون کی حسن تعلیم مین غفلت نکرین اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح
کرتے رہین تاکہ آپ اور اولاد دونون دنیا و آخرت کی خوبیان پاوین فقط

فصل خوش اخلاقی کے بیان مین

مان باپ کو چاہیئے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتون اور نیک خصلتون کی تعلیم کرین

سی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلئے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی
عمدہ بات اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شاخ ہے حدیث کی کتابون مین خوش
اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد یون
کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے
خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین آپ کی خوش خلقی کی
ثنا اور صفت فرمائی ہے سورۂ ن کے اول رکوع مین یہ ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی
خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی بیشک اے محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈر اللہ سے جہان
کہین تو ہو اور برائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ اوسکو مٹا دے گی اور معاملہ کر لوگون سے
خلق حسن کے ساتھ اور یہ بھی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اِنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا نہین ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان مین قیامت کے
دن خلق حسن سے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بیحیا سے
اور ان کی دوسری روایت مین ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ یعنی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین ہے کوئی چیز کہ رکھی جاوے میزان مین بوجھل زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا روزہ نماز والے کے درجے کو پہونچیگا پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم کرتا رہے اور حتی المقدور اوسکو کج خلق اور بدمزاج نہونے دے اور اوسپر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی سے پیش آوے اور جو جس مرتبے اور توقیر کا ہو اوسکی ویسی ہی تکریم وتعظیم کرے بزرگ سے بزرگ کے لائق جیسے مان باپ اوستاد عزیز اقارب وغیرہ اور خُرد سے خُرد کے موافق برتاؤ رکھے اور اپنے بزرگون اور اقارب اور رفقا کی توقیر اور مرتبے اور عزت کے آداب اور ملاقات کے قاعدے اور اُلفت کے طریقے بتا دے اور جب اوس برتاؤ مین کسی طرح کا فرق پاوے تو اوسی وقت اوسکو تنبیہ کردے تاکہ ہمیشہ اوس کے مرتبے کا خیال اور دہیان رکھے اور اوس کی تعظیم اور خاطرداری اوسکے رتبے کے موافق کرتا رہے اور سوا ے ان کے اور لوگون سے بہی نرم زبانی اور خوش گفتاری سے پیش آوے اور کسی سے بدزبانی نکرنے دے ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوتارو تم آدمیون کو اونکے مرتبے مین یعنی جسکا مرتبہ معین ہے اوسکو نگاہ رکہو شریف واہل عزت کا جو مرتبہ ہے اونکے ساتہہ ویساہی برتاؤ کرو ذلیل و وضیع کے ساتھ اوسکے موافق معاملہ رکہو دونون کو ایک لکڑی نہ ہانکو دیکہو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بہی سمجہا جاتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکہنا ضرور ہے ایسے ہی تواضع و خاطرداری کے طریقے بہی بچے کو بتانے ضرور ہین یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گہر آوے تو چاہیئے کہ اوسکی عطر پان وغیرہ سے خاطرداری کرے اگر کہانے کا وقت ہو تو اوسکو کہانا وغیرہ بہی کہلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی خدمت کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اوس کی بات غور سے سُنے اگر ممکن ہو تو اوس کام مین اوسکی مدد کرے اور اوس کے مطالب کو برلاوے اور جو امر نہو سکتا ہو تو انکار اوس کا نرمی سے کردیوے اور اس طرح سے جواب دے کہ اوس کے دل کو ناگوار نہ گزرے اور لازم ہے کہ محفل مین اشارون سے یا کانون مین اس طرح سے بات چیت نکرے کہ دوسرون کو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف مین اس امر سے نہی آئی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پارہ قد سمع اللہ مین ارشاد فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَةِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اِنَّمَا النَّجْوٰی

مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اے ایمان والو جب کان مین بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس جمع ہو گے یہ جو ہے کانا پہوسی سو شیطان کا کام ہے کہ دلگیر کرے ایمان والون کو اور وہ نہین ضرر کرنے والا اونکو کچہہ بن حکم اللہ کے اور اللہ پر چاہیے بہروسا کرین ایمان والے بخاری اور مسلم وغیرہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان مین بات نکرین اسلئے کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی کے گہر کا حال نہ پوچہے لیکن مزاج پرسی کا مضائقہ نہین بلکہ اوسکی خیر و عافیت یا اوس کے بچون خواہ کسی عزیز اقارب کی مزاج پرسی ضرور کرے تاکہ اُس شخص کا دل خوش ہو اور اس کے ساتہہ محبت پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو اوسکے حفظ مراتب کا ضرور خیال رکہے اور جو اپنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور ٹہول لگی نکرے بلکہ اوس کے سامنے ہنسی اور مسخرے پن کی کوئی بات اور کسی سے بہی نکرے ہم عمرون سے ہنسنے کا مضائقہ نہین لیکن ایسا نہ ہنسے کہ جسمین اپنی بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو مثلاً دہول دہپا گالی گلوج کی ہنسی

نکرے کیونکہ ایسی ہنسی مین لڑائی تک نوبت پہونچتی ہے مثل مشہور ہے دکہ
کا گہر کہانسی لڑائی کا گہر ہانسی پس اس طرح کی ہنسی سے بچنا ضرور ہے اگر کسی کو
لباس یا زیور وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست مین خلاف اپنی وضع کے
دیکہے کہ اوس سے کسی طرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن معلوم ہوتا ہو تو اوس شخص پر
محفل مین نہ ہنسے اور اوسکو مسخرہ نہ بناوے اور کسی کی بات وغیرہ کی نقلین بہی
نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل مین نادم ہوکر رنجیدہ ہو گا اور
آخرکو یہ آزردگی موجب کینے کا ہوتی ہے اور روز بروز دشمنی زیادہ ہوتی جاتی ہے
پس ایسی باتین اور حرکتین نہ کرنی چاہئین جن سے کسیکو رنج پہونچے اور دشمنی
کا باعث ہون جب کہین محفل وغیرہ مین جاوے تو سلام کے بعد جہان کہین جگہہ
پاوے بیٹھہ جاوے کسی کو ہٹا کر اوسکی جگہہ پر نہ بیٹھے اور اس طرح کا برتاؤ کرے
کہ مجلس والے اوس سے خوش رہین اور سب اوس کی تعریفین کرین بدمزاج اور
ترش رو بنکر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی
تعریف بہی نکرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور دوسرے کی حقارت ثابت ہو اور
نہ آپ بہت حقیر اور مسخرہ بنے کہ جس سے اپنی یا اپنے بزرگون کی ذلت ہوتی
ہو غرض کہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ حدیث شریف مین[۱] خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا
وارد ہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ محفل مین چاہیئے کہ جس سے اپنی اور دوسرے

[۱] - اسکی تخریج گذر چکی ۱۲۔

کی آبرو اور شان مین فرق نہ آوے اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے
بات چیت کرے تواضع اور مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہوجاوین
جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎

	بشیرین زبانی و لطف وخوشی		توانی کہ پیلے بموئے کشی	

پس نرمی اور شیرین زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت
عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیون نہو اسی لئے عقلمندون نے نرمی اور تواضع کو
بہت پسند کیا ہے دونون جہان کی خوبیون کو اس کے برتاؤ مین بتایا ہے جیساکہ
حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

آسائش دوگیتی تفسیر این دو حرف ست		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور جب کسی کے گھر مین جاوے تو اوس سے اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے
نجاوے اور جہان مان باپ یا بزرگون کی آمد و رفت ہو وہین آپ بہی جاوے
ہر ایک کے گہر آیا جایا نکرے البتہ کوئی ایساہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے
کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے اور گھرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہو گیا ہو یا
اوس سے کسی طرح کی خیر خواہی ہوئی ہو تو ایسے شخصون کے گہر جانے اور اون سے
راہ و رسم رکہنے کا مضائقہ نہین ان مین سے جو لوگ اپنی شادی غمی دکہہ درد مین جس
طرح سے شریک ہوتے ہون اون سے آپ بہی اوسی قاعدے سے راہ و رسم رکہے
اور جو لوگ اپنے گہرانے مین انکار رکہتے ہون یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہون

یا اونکے گہر جانے مین فہمیدہ شریف لوگ نام رکہتے ہون اور اپنے خاندان کی شان مین فرق آتا ہو اونکے گہرون مین ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگون سے کسی طرح کی راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بہیجدے خود نہ جاوے اور اس طرح کا برتاؤ دنیا دارون کے ساتھ کرنا چاہیئے عالم یا درویش کے گہر جانے مین ان قاعدون کا برتنا ضرور نہین کیونکہ ایسے لوگون کے گہر جانے مین کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہین بلکہ ان لوگون کے پاس جانا موجب فیض اور برکت کا ہوتا ہے فقط۔

باب نہم

فصل گہر کی آرایش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکہنے کے طریقون مین

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچے لکہنے پڑہنے سے چہٹی پاوین تو اونکو قاعدے گہر کی صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکہنے اوٹہانے کی بہی بتاتے رہین تاکہ وہ گہر کو صاف اور ستہرا رکہین کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گہر کو میلا کچیلا نکرین اگرچہ کوئی چیز اس قسم کی گہر مین ڈالے کہ جس سے گہر غلیظ ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے اوسکو روکتے اور منع کرتے رہین بلکہ ایسی بات سے بچے کو ڈانٹ دین تاکہ وہ فرش وغیرہ کو کوڑے کچرے سے میلا نکرے اور بہرے ہوئے پانون سے فرش پر نہ پہرے اور جو ڈانٹنے سے نمانے تو جو جگہہ اوسنے خراب کی ہو وہ اوسی سے صاف اور ستہرے کراوین تاکہ محنت کے ڈر سے پہر گہر کو خراب اور میلا نکرے غرضکہ گہر کے

صاف اور ستھرا رکھنے کی تعلیم ضرور اپنی اولاد کو کرتے رہین کیونکہ اسمین کئی فائدے ہین اول تو صفائی کی وجہ سے ہوا گھر کی لطیف اور صاف رہتی ہے پھر کوئی فاسد بیماری پیدا نہین ہوتی - دوسرے دیکھنے مین ستھرا گھر اچھا معلوم ہوتا ہے اور اچھے گھر مین گھر والون اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب کی خوش وخرم رہتی ہے اور جا بجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریف ہوتی ہے تیسرے خاوند کے نزدیک بھی بی بی کی خوش سلیقگی اور تمیز ثابت ہوتا ہے اور اس سبب سے وہ بی بی کو زیادہ پیارا اور عزیز رکھتا ہے سوا اسکے حدیث شریف مین بھی گھر کے میلے کچیلے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنے گھر کو مثل یہود کی میلا کچیلا نہ رکھو یہود کی عادت تھی کہ وہ اپنے گھر کا کوڑا کچرا گھر یا اوس کے دروازے پر جمع رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے گھر کے رکھنے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا أُرَاهُ قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ نَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ یعنی صالح کہتے ہین مین نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے دوست رکھتا ہے پاک کو اور نہایت ستھرا ہے دوست رکھتا ہے ستھرائی کو

کرم کرنیوالا ہے دوست رکھتا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکھتا ہے بخشش کو پس صاف رکھو راوی کہتا ہے مین گمان کرتا ہون کہ ابن مسیب نے کہا اپنے صحنین کو اور مشابہت نکرو یہودیون کی کہ وہ گھرون یعنی صحنون کو کوڑے کرکٹ سے ناپاک و خراب کرتے ہین راوی کہتا ہے کہ مینے ابن مسیب کا قول مہاجر بن مسمار تابعی کے آگے ذکر کیا اونھون نے کہا مجھے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص صحابی سے حدیث کی اونھون نے مثل قول سعید بن مسیب کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا ستھرے رکھو صحن اپنے گھرون کے یعنی اون کی روایت مین لفظ اَفْنِيَتَكُمْ صریح مذکور ہے گمان کو اوس مین کسی طرح کا دخل نہین پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر کو کوڑے کرکٹ سے صاف اور ستھرا رکھے اور اپنی اولاد کو بھی گھر کی صفائی کی تعلیم کیا رہے خصوصًا لڑکیون کو تو ضرور گھر کے سامان اور چیزون وغیرہ کے رکھنے اور جمانے کا سلیقہ اور تمیز سکھاتا رہے تاکہ ہر چیز گھر کی بیش بہا ہو یا کم قیمت سب اپنے موقع اور ٹھکانے سے رکھی ہوئی اچھی اور خوشنما معلوم ہو اسلئے کہ مٹی کے ٹھیکرے بھی کیون نہون وہ بھی صاف ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہین اور سونے چاندی کی چیزین بےموقع رکھی ہوئی بری معلوم ہوتی ہین اور گھر کی آرائش سے بھی یہی مراد ہے کہ ہر چیز ڈھلی منجی صاف کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جاسے غریب آدمی بیش قیمت چیزین کہان سے لاویگا جس سے گھر کو آراستہ کرے گا اور گھر بھی ہمیشہ

بپا ہنا کیچڑ پانی وغیرہ سے صاف ستھرا رہے آور ہر چیز ادنیٰ اعلیٰ کے رکہنے اوٹھانے
کے طریقے بہی بتاتا رہے اور اوسکو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھواوے تباہ اور
برباد ہونے وسے ایسا نکرے کہ بیجا بیجا چیزین پڑی ہین اور پڑے پڑے آخر کو
خراب اور میلی یا شکستہ ہوجاوین آور یہ بہی چاہیئے کہ پہننے کے کپڑے وغیرہ رکہنے
کا سلیقہ اور تمیز بہی سکہاوے تاکہ اچہی طرح سے صاف ستھرے تہ کیئے ہوئے گٹھری
میں باندہکر صندوق پٹاری وغیرہ مین رکہے گوڈر کی طرح سے نہ ڈالدے کیونکہ اس
طرح ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور میلا ہوجاتا ہے اور رنگ وغیرہ بہی خراب
ہوجاتا ہے اور کیسا ہی اچہا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو
یہ بات ہے کہ پرانے کپڑے کو بہی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکہے کہ نیا معلوم ہو
اور سال مین دو ایک بار کپڑون اور سامان وغیرہ کو بہی کہ جنہین اندیشہ گلنے اور کیڑا
لگنے کا ہو دہوپ دیدیا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزون کو
دہوپ دینا چاہیئے تاکہ برساتی ہوا اور سیل دور ہوجاوے اونی اور ریشمی اور رنگین
کپڑون کو برساتی ہوا سے بہی بچاتا رہے ریشمی اور اونی کپڑے کے رکہنے کا یہ طریقہ
ہے کہ اوسکی تہون مین نیم کی پتی اور کافور وغیرہ جس سے کیڑا نہ لگتا ہو رکہدے تاکہ
خرابی سے محفوظ رہے غرضکہ ماں باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری
کا اپنی اولاد خاصکر لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلیئے کہ امور خانہ داری کے
عورت ہی سے متعلق ہوتے ہین مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہین

ہونکو اتنی فرصت کہان کہ گہر کے کامون کا بندوبست کرین علاوہ اسکے جو عورت
پھوہڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر مین بہی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اوسکے گہر
مین کسی طرح کی خیر و برکت بہی نہین ہوتی فی الحقیقت پہوہڑپن ایسی بُری چیز
ہے کہ جس کے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہو کے اپنی بے تمیزی کی وجہ
سے ہر طرح کی تکلیف اور ایذا اوٹھاتا ہے اور اپنی گہ کی چیزون کو برباد اور تباہ کر کے
حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتہہ کا لعل گما کے در در مانگے بہیک کا مصداق
بنجاتا ہے خدانخواستہ اگر میان بہی پہوہڑ ملے تو پہر نہ باپ پیسے کُتے کہائین کا مضمون
سمجھنا چاہیئے البتہ میان بی بی مین سے ایک بہی اگر سگھڑ ہوتا ہے تو گہر کا انتظام
بنا رہتا ہے ورنہ اوس گہر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تہوڑی سی معاش مین چین سے
بسر کر سکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش مین بہی مشکل سے گذارہ کرتا ہے
ماں باپ بہی اوسکی ایذا کی وجہ سے زندگی بہر رنج مین گرفتار رہتے ہین اسی لئے
ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو گہرداری اور بسر اوقات کے عمدہ طریقے سکہائین
تاکہ وہ غریبی اور امیری مین اچہی طرح سے گذران کرین اور کسی کے محتاج اور قرضدار
ہون ورنہ پہوہڑپن سے عمر بہر سوا جہینکنے اور رونے کے اور کچہہ حاصل نہ ہوگا اکثر لوگ
متوسط المعاش اپنے پہوہڑپن اور بے لیاقتی سے دنیا مین ایذا اور تکلیف اوٹہاتے
ہین اور جن کو تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تہوڑی سی معاش
مین آرام سے بسر کر لیتے ہین اور بوقت پر کسی کے محتاج اور دست نگر نہین ہوتے

اور اپنے مان باپ کو بہی ہمیشہ دعائین دیا کرتی ہین کہ باعث اون کی ترقی درجات کا ہوتا ہے -

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جیسے انسان کو گہر کا صاف اور ستہرا رکہنا لازم ہے اسی طرح اپنے جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بہی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گہر کی صفائی ین ہین اکثر اوسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکہنے مین بہی سمجہنا چاہیئن پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ آٹہوین روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہ دن مسلمانون کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لئے اس روز مین نہانا سنت ہے مرد کو چاہیئے کہ نہانے سے پہلے خط بنوائے اور ہاتہہ پانون کے ناخن ترشوائے اگر ضرورت ہو تو اور جگہہ کو بہی پاک صاف کرلے پہر تمام بدن کا میل کچیل کپیسے وغیرہ سے ملکر دور کرے اور سر کے بالون کو اولًا سرسون وغیرہ کی کہلی یا ریٹہے کے پانی خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرے پہر مصالح سے دہووے بعد اسکے کوئی خوشبودار چیز تمام بدن پر ملکر دہو ڈالے اور آبدست کرکے اول وضو کرے لیکن نہانے کی جگہہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کرکے پانون نہ دہووے پہلے لوٹے غسل کے ڈالے پہر کہیس وغیرہ اوڑہکر وہان سے علیحدہ ہوکے پانون دہووے پہر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر رنگی رومال وغیرہ سے خشک کرکے اپنے مقدور کے موافق اچہے نفیس صاف ستہرے کپڑے جو

شرع شریف کے بھی خلاف ہون پہنے اور سر کے بالون مین خشک ہوجانے کے
بعد خوشبودار تیل ڈالے اور کنگھی سے سلجھا کر اون کو درست کرے کپڑون مین خوشبو
اور آنکھون مین سرمہ بھی لگا دے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتون کو لازم ہے کہ وہ بھی
ہر جمعے کو نہالیا کرین اور جو ترکیب نہانے کی مردون کے واسطے لکھی گئی ہے وہی
طریقہ عورتون کے نہانے کا ہے صرف مردون کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے
عورتون کو اسکی کچھہ حاجت نہین اور جب نہانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہنکر اپنے
بالون کو کھلا رکھے تاکہ وہ اچھی طرح سے خشک ہوجاوین اس بال سوکھنے کے
زمانے مین اگر مہندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتھہ پانون مین لگا کر کھلے بال
بیٹھی رہے جب مہندی کا رنگ رچ جاوے تو اوسکو چھوڑا کر ہاتھہ پانون پر عطر
یا خوشبودار تیل ملدے پھر ایک گھنٹے کے بعد اونکو دھو ڈالے اور جب بال بالکل
خشک ہوجاوین تو اونین تیل ڈالکر کنگھی سے درست اور برابر کرکے چوٹی باندھے
کیونکہ سب طرح کے سر باندھنے سے سیدھی چوٹی باندھ لینا بہت آسان ہے اور
اسمین وضعداری اور خوبصورتی بھی بہت معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے ؎

سنگارون مین گو سب وہ ہے اوتار	یہ کہتے مین چوٹی کا اوسکو سنگار

اور زیادہ تکلف سر کے باندھنے مین نکرے جیسا کہ آج کل ہندوستان کے
شہرون مین رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کرکے تالو پر ایک چوٹی باندھی جاتی
ہے اور اوسپر ایک یا آدھے تھان کا لمبا چوڑا اروئی بھرا ہوا موباف لپیٹا جاتا

ہے اور اوس کے اندر لواڑ پیٹتے تو مینے بچشم خود دیکہا ہے اور موٹاپے کے سبب
اوسمین دو پیچ سے زیادہ نہین آتے اور چوٹی مین ایک کہڑکی سی رہتی ہے اور وہ کہڑکی
نہایت ہی بدزیب اور بُری معلوم ہوتی ہے اور سواے اسکے زیادہ بوجہ پڑنے سے
بالون کی جڑین بہی کمزور ہوجاتی ہین اور آخر کو بال اوترکر تمام سر کی جلد نظر آنے لگتی
ہے اور پیشانی بہی نہایت بدوضع اور بُری ہوجاتی ہے اور سونے مین بہی ایسی بڑی
چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ اس طرح کی چوٹی نہ گندہواوے
تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہین اور ببری نکالنے مین بہی کچہہ خوبصورتی اور وضعداری
نہین بلکہ چہرہ اور بدنما ہوجاتا ہے کیونکہ اگر ببری نکالکر اور اوس کو موڑکر چہوڑ دیا جاوے
تو تہوڑی دیر مین تمام بال مونہہ پر بکہر جاتے ہین اور پریشانی کی سی حالت معلوم
ہوتی ہے پٹیان جمانے مین بہی بجز ماتہا چہپانے کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہین
بلکہ خیال کرو تو دو پر کوّے کے ماتہے پر جمے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اگر ببری اور
زلف نکالکر اون کو کاٹا جاوے تو سواے ضائع کرنے بالون کے اور کسی طرح کی
خوبصورتی اور وضعداری کا فائدہ نہین اور ایسا جوڑا بہی نہ باندہے جیسے ہندوستانی
عورتین باندہتی ہین کہ بعضی تو میخ سی تالو پر ٹہونک لیتی ہین اور بعضی جوڑے کو
کان کی طرف جہکاکر ایک پہوڑا سا گردن پر نکال لیتی ہین اور اسمین بہی کسی طرح
کی خوبصورتی اور وضعداری نہین نکلتی سیدہی سادہی صاف ستہری وضع بنانا
چاہیے بناؤ سنگار مین بہت تکلف نکرے جیسی خلقت اللہ تعالی نے بنائی ہے

اوسی کو قایم رکہے کسی طرح کا تغیر تبدل نکرے جیسے اگر کسی کے بال چہوٹے ہون
تو اورون کے لیکر اپنے سر کے بالون مین جوڑ کے وضعداری کے لئے لنبا کرے
اور دانتون کو ریت کر چہوٹے اور باریک اور تیز بہی نکرے اور اپنے بدن کو
خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بہی نہ گدواوے اور نہ خود دوسرے کا
بدن گودے اور مردانی وضع بہی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف مین
لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ
مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثون کو مردون مین سے اور لعنت
کی اون عورتون کو کہ مشابہ ہوتی ہین ساتہہ مردون کے اور فرمایا کہ نکالدو مخنثون کو اپنے
گہرون سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات وسکنات بات چیت
وغیرہ مین ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے بخاری و مسلم نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ
الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اوس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال ساتہہ
بال اور عورت کے یعنی لنبا کرنے کے لئے اور لعنت کی اوس عورت کو کہ ملواوے
اپنے بالون کے ساتہہ اور کے بال اور لعنت کی گودنے والے اور گدوانے والے

بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ
اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ
الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعنت کی اللہ نے
گودنیوالیون اور گدوانے والیون کو اور اون عورتون کو کہ اپنے مونھہ پر سے بال
چنواتی ہین اور اون عورتون کو جو کہ اپنے دانتون کو سوہن سے ریت کے چہوٹے
اور باریک اور تیز کرتی ہین حسن کے واسطے پیدائش کو تغیر کرتے ہین ان حدیثون
سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ملعون ہین اور جس کام پر لعنت آئی ہو وہ گناہ کبیرہ مین
داخل ہے پس کیا ضرورت ہے کہ آدمی ایسے بناؤ مین کہ جسمین کسی طرح کی خوبصورتی
اور وضعداری بہی ہو اپنی اوقات مفت مین ضایع اور خراب کرے اور تمام دن
اسی طرح کے بیہودہ بناؤ مین گذارے اور سوا اسکے اور کوئی کام دین اور دنیا
کا نکرے علاوہ اس کے اپنی دل کی خوشی کے لئے بہت سی باتون کو خلاف
شرع شریف کے اپنے اوپر لازم کر کے ناحق گناہ بے لذت مین مبتلا ہو کر آخرت
کی جوابدہی مین گرفتار ہو سیدہا سادہا ستہرائی اور طہارت کے ساتہ بناؤ کر لینا
نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی صرف آٹہوین دن کا نہا لینا ہر روز منجن وغیرہ سے
دانت صاف کر لینا بالون کا کنگہی سے درست اور برابر کر لینا ہاتہ پانون کو دہول
گرد سے ستہرا اور پاک رکہنا چوتہے یا آٹہوین دن صاف اور ستہرے کپڑون
کا بدل لینا صفائی اور ستہرائی کے لئے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے بکہیڑے

اور تکلف کے سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادی صفائی اور بناؤ کی عادت اور خو ڈالنا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونون مین ہر طرح کا چین اور آرام نصیب ہو فقط -

فصل لباس کے بیان مین

انسان کو لازم ہے کہ ایسی پوشاک اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جسمین بہت آرائش اور زینت نکلے اور اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف کے خلاف ہو اور بہت باریک اور تنگ کپڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی معلوم ہوتی ہو ہرگز نہ پہنے جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتون نے اختیار کیا ہے کرتی دیکھو تو چھوٹی بغیر آستینون کی کیسی باریک جالی لاہی وغیرہ کی ہوتی ہے اور وہ بھی اسقدر چھوٹی کہ اکثر نیفے سے بھی اونچی رہتی ہے اور خاص شہر والیون کی تو کوڑی تک کُھلی رہتی ہے اور انگیا بھی ایسی چھوٹی آستینون اور باریک کپڑے کی بنائی جاتی ہے کہ جس سے بغل تک کُھلی رہتی ہے اور کٹوریون مین سے چھاتیان صاف نظر آتی ہین اور ڈوپٹا بھی ایسا باریک کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتھ کا لنبا اور گز بھر کا چوڑا اطرہ یہ ہے کہ وہ بھی ایسا چنا ہوا کہ اگر سر ڈھکے تو کوے کھلیا دین اور کوے چھپا دے تو سر ننگا رہے اور پاجامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس مین طیار ہوتا ہے اور چلنے پھرنے مین زمین پر لٹکتا جھاڑو دیتا خاک دھول اوڑاتا شیطان کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے پائجامے مین کس قدر

اسراف ہوتا ہے اگر اس پندرہ گز اطلس مین تنگ پائجامے بناے جاوین تو
پانچ پائجامے پانچ رنگ کے اُسی قیمت مین بن سکتے ہین کہ کم سے کم پانچ مہینے
تک پہنے جاوین اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پائجامے مین ستر خوب ہوتا ہے
تو یہ گمان غلط ہے اس لئے کہ ایسے پائجامے مین ایک تو یہ خرابی ہے کہ رانون
تک کم گھیر کا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے اور پیڑو کی نظر آتی
ہے اور رومالی بھی تنگ اور چھوٹی لگائی جاتی ہے جس سے بے ستری ہی ہوجاتی
ہے دوسرے یہ کہ پائنچے اوٹھا کر چلنے مین اکثر رانین تک کھل جاتی ہین اور ہوا
چلنے سے بھی ایسے پائنچے اوڑتے ہین کہ رانین وغیرہ نظر آجاتی ہین اور سونے مین
تو چاہو ہون تک پائنچے چڑھکر ساری ٹانگین کھل جاتی ہین سر اور پیٹ اور چھاتیان
تو ہمیشہ ہوا خوری کے لئے کھلی رہتی ہین پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر
بالکل نہو اور اسراف بھی خوب ہو شرعًا منع ہے کیونکہ لباس تو خاص ستر چھپانے اور
بدن کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے
مین سواے بیحیائی اور بدوضعی اور شہدپن کے کچھ حاصل نہین اور ایسے ہی لباس
والیون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے جیساکہ مسلم
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ لَمْ اَرَھُمَا قَوْمٌ مَّعَھُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ
الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِھَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُّمِیْلَاتٌ مَّائِلَاتٌ

وسهن كاسنمة البخت المائلة ولا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا يعني ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہین دوزخیون سے کہ نہین دیکھا مین نے اون کو یعنی بلکہ نہ دیکھونگا ایک اونمین سے وہ ہین کہ اونکے پاس کوڑے ہونگے مانند دمون گاؤن کے مارینگے یعنی ناحق اونسے لوگون کو مارینگے اور دوسری قسم وہ عورتین ہین کہ ظاہر مین کپڑے پہنے ہوئے ہین اور حقیقت مین ننگی ہین جہکانے والیان مردون کو اپنی طرف جہکنے والیان مردونکی طرف سر اونکے مانند کوہان اونٹون بختی کے ہلتے ہوئے داخل نہین ہونگے وہ بہشت مین اور نہین پاوینگے بو اوسکی حال آنکہ بو جنت کی پائی جاتی ہے اتنی اور اتنی مسافت سے یعنی بہت دور سے مثلاً سو برس کی راہ سے مراد مردون سے چوبدار ہین اور عورتون سے جو فحش ہین گرفتار اور وہ عورتین جو ایسا باریک لباس پہنتی ہین کہ جس سے سارا بدن ننگا نظر آتا ہے یا کچھہ کہلا اور کچھہ چھپا جیسا کہ آجکل ہندوستان کی عورتین پہنتی ہین سو یہ لباس حقیقت مین فاحشہ عورتون کا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس پہنکر باہر نہین پہرتے اپنے گہر مین بیٹھے رہتے ہین تو یہ بات قابل التفات کے نہین کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہنکر اپنے باپ بھائی چچا ماموں سسر وغیرہ کے تو سامنے ہوتی ہین پس کیا ان سے گلے سے لیکر پنڈلی تک چھپانا منع نہین بلکہ انسے تو نہایت حیا و شرم کرنا چاہیئے نہ یہ کہ ان کے سامنے ایسی بیحیا ہو جاوین کہ

بالکل چھاتیان وغیرہ کہ وسے پہرین اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہین ان سے
چندان پردے کی ضرورت نہین ہے تو بہلا بتاؤ تو دیور جیٹھہ نندوئی وغیرہ کے
سامنے کیون ایسا ہی لباس پہنے ہوئے بے تکلف چلتی پھرتی ہین اور کسی طرح
کا حجاب وشرم نہین کرتین یہ کون سے محرم ہین کہ جنسے پردہ کیسا ستر بھی نہین چھپایا
جاتا ہے اور شرع شریف مین تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سوائے
ہتیلی اور چہرے کے سب ستر مین داخل ہے اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے
سوائے خاوند کے اور سب محرمون کو دکہانا منع ہے لباس ایسا پہننا چاہیئے
کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بہی حفاظت رہے اور اسراف
سے خالی اور شرع شریف کے خلاف بہی نہو جیسے کہ ہمارے یہان کی پوشاک
کرتی دیکہو تو پوری آستینون کی ایسی لنبی اور گہیردار ہوتی ہے کہ رانین تک اچہی
طرح سے چہپ جاتی ہین اور ڈوپٹا ایسا لنبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گٹہنے تک سارا
بدن چہپ جاتا ہے اور پائجامہ بہی اس قدر تنگ نہین ہوتا ہے کہ اوس سے
نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض کچہہ بے ستری کا بہی خیال کیا جاوے تو کرتی
اور ڈوپٹے کی لنبائی اور چوڑائی ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چہپ جاتا ہے
اسی طرح مردون کو بہی چاہیئے کہ ایسا لباس پہنین جو خوب ساتر ہو بہت باریک
اور جسمین اسراف اور مخالفت شرع ہو ہرگز نہ پہنین بہتر تو یہ ہے کہ ہر مسلمان دیندار
کو چاہیئے کہ ایسی وضع اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف

دونون مین پسندیدہ ہو مثل مشہور ہے کہ کہا دے من بہاتا اور پہنے جگ بہاتا مان
باپ کو چاہیئے کہ ایسا لباس اپنی اولاد کو نہ پہناوین اور خود بہی نہ پہنین بلکہ جو لڑکیان
اور عورتین ایسا لباس پہنتی ہون اون کی صحبت سے بہی اپنی لڑکیون کو بچاوین کیونکہ
مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکہہ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بہی چاہیئے کہ
اپنے بچون کو لباس یہود نصاری و ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناوین کیونکہ شرع
شریف مین سواے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اوسکے
ساتھ مشابہت کرنے سے ممانعت آئی ہے اور لڑکے کو نرا ریشمی کپڑا اور کسم
اور زعفران کا رنگا ہوا بہی ہرگز نہ پہناوین کیونکہ ایسا لباس ہی مردون کو پہننا شرعاً
ممنوع ہے ہان عورتون کو سب رنگ اور ہر طرح کا لباس جو اون کے حق مین خلاف
شرع نہو درست ہے شہاب کا رنگا ہو یا زعفران کا خالص ریشم کا ہو یا سوت
وغیرہ ملا ہوا اس لیئے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے واسطے ہین اور
زینت و آرائش اللہ تعالی نے عورتون ہی کے لیئے مقرر فرمائی ہے مگر کنواری
لڑکیون کو ایسا لباس کہ جسمین کوئی وضع خاص اور طرحداری اور ادا نکلتی
ہو ہرگز نہ پہناوین اور لڑکونکو بہی ایسی پوشاک سے بچاوین کیونکہ ایسے
لباس کا پہننا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعون اور
لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بہی بچنا ضرور ہے دیکہو قرآن شریف
مین فرمایا ہے قُوا اَنفُسَکُم وَاَهلِیکُم نَارًا یعنی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے

گھر والون کو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس پہننا یا پہنانا جو سبب خرابی دارین اور مخالف شرع شریف اور وضع شرفا کے ہو ہرگز نہ چاہیئے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے ایسے لباس اور بناؤ سے سواے شہدپن اور بیحیائی کے کوئی وضع شرفا کی نہین نکلتی پس غور کی جگہہ ہے کہ شریفون کی عورتین اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتو نکے بناوین اور بے حیا عورتو نکے لباس اور طریقو کو اختیار کرین اور مرد بہی اونکی ایسی وضع اور لباس کو پسند کرین اور پہر اپنے آپ کو شریف کہین بتاؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف سے دیکہو تو شرافت نیک افعالی اور اتباع شریعت اور تقوی کا نام ہے اس واسطے کہ شریف اور رذیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہین کوئی نشان اور تمغا شرافت کا کسی کے چہرے پر نہین ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے شرافت تو اچہے طریقون اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا مین آبرو اور عزت پاتا ہے اور آخرت مین بہی اچہے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہین پوچہی جائے گی ہندی مثل ہے کہ ذات پات پوچہے نا کوے۔ ہر کو بہجے سو ہر کا ہوئے پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچہا طریقہ اور اچہی وضع جو شرع اور عرف مین پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابت والون کو بہی ہمیشہ اچہی باتون اور عمدہ طریقون کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت دارین کی حاصل ہو

فصل چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور ان کے برتنون کے برتاؤ کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ سونے کا زیور یا جڑاؤ جسمین سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہنے اور
ماں باپ بہی اپنے لڑکون کو ایسا زیور نہ پہنا دین کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً
حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا پہننا
محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہا کے نزدیک اسین بہی
اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین ۴۰ ماشے چاندی
سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہین اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سونے اور چاندی
کے بن نہین سکتا دوسرے مردون کو عورتون کی طرح زیور سے آراستہ رہنا اچھا
نہین معلوم ہوتا علاوہ اس کے زیور پہننے مین عورتون کے ساتھ مشابہت ہوتی
ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع بنانا شارع کے نزدیک بہت
بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو مرد عورت کی قطع اور جو عورت
مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے کی وضع کے ساتھ مشابہ کرے
ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیساکہ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلبَسُ لِبسَۃَ
المَرأَۃِ وَالمَرأَۃَ تَلبَسُ لِبسَۃَ الرَّجُلِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ لعنت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو کہ پہنے پہناوا عورت کا سا

اور لعنت کی اوس عورت کو کہ پہنے پہناوا مرد کا سا سوائے اس کے مردون کو زیور
کا پہنا بدزیب بہی معلوم ہوتا ہے ہان دو ایک کنٹھے موتی وغیرہ کے اگر باندہ
لئے جاوین یا دو ایک انگوٹھیان چاندی کی چہنگلیا خواہ اوس کے پاس والی
اونگلی مین پہنے جاوین توکچہہ مضائقہ نہین لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی مین انگوٹھی چہلا
مرد کو پہننا جائز نہین اسی طرح اگر کبھی سرپیچ چاندی مین جڑا ہوا یا کمربند اور پرتلا
چاندی کے ڈاب اور جیبہ اس کا باندہ لیا جاوے تو محدثین کے نزدیک مباح
ہے اور یہ بدنما بہی نہ معلوم ہوگا حقیقت مین مردون کا زیور تو علم و ہنر بہادری
اور سپہ گری ہے اور ظاہر کا زیور ہتیار ہین زیور پہننے کو گہر کی بیبیان کیا کم ہین جو
خود بنفس نفیس ہیجڑے اور زنخون کی طرح زیور مین لدے ہوئے بیٹھے رہین اپنے
مقدور کے موافق اپنی عورتون ہی کو زیور کیون نہ پہناوین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
زینت و آرائش عورتون ہی کے لئے پیدا کی ہے پس جتنا چاہین اون کو زیور
پہناوین لیکن ایسا زیور کہ جسمین آواز نکلتی ہو جیسے پازیب خلخال وغیرہ ہرگز
نہ پہناوین اسلئے کہ ایسے زیور کا پہننا عورتون کو بہی منع ہے جیسا کہ ابوداؤد
نے روایت کیا ہے عَنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَفِیْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ یعنی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اون کی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

لیگئی اور اوس کے پاؤن مین گھنگرو تھے حضرت عمرؓ نے اون کو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ سُنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ہر جرس کے ساتھ شیطان ہے پس اس قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیئے باقی جیسا اور جس وضع کا چاہے چاندی اور سونے کا زیور بنوا کر عورتون کو پہناوین سوائے اسکے تانبے پیتل کانسے وغیرہ کا نہ پہناوین کیونکہ اِن چیزون کا زیور عورتونکو بھی پہننا منع ہے لیکن تانبے پیتل وغیرہ کے برتنون مین کھانا پینا درست ہے اور چاندی سونے کے ظروف کا استعمال مین لانا عورت اور مرد دونون کو حرام ہے بلکہ انکے برتن کھانے پینے کے لئے بنوانا بھی گناہ ہے مثلاً اگر انکے برتن بنوا کر صرف مالیت کے طور پر رکھہ چھوڑے اور اوسمین کھائے پیئے نہین تو بھی گناہ سے خالی نہین اس لئے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نہ چاہیئے خاصکر وہ برتن جو کھانے پینے کے کام مین آوین جیسے رکابی کٹورا تشتری دیگچی وغیرہ کہ ان سب مین کھایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنواوین مگر محدثین کے نزدیک سوائے کھانے پینے کے برتنون کے اور قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کا برتاؤ مین رکھنا درست ہے جیسے قلمدان پاندان خاصدان عطردان چنگیر صندوق سلائی کجلوٹی سرمہ دانی چوکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بھی خالی کراہت سے نہین کہتے اور خلاف تقویٰ کے سمجھتے ہین پس میرے نزدیک بھی یہی اولیٰ و انسب ہے کہ جہانتک

ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال
مین نہ لاوے کیونکہ جس امر مین اختلاف علما کا ہو اور بغیر اوس کے کسی طرح کا
حرج بھی نہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزون کے برتاؤ مین
کئی طرح کے نقصان ہین ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی
چیزین اکثر برتاؤ مین نہین آتین صندوقون مین بند پڑی رہتی ہین اور بڑائی اوسکی
مفت مین ضایع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ مین رکھے جاوین تو ہر وقت
اوسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر بنی رہتی ہے اس لئے کہ ایسی چیزون کی چوری
اور گم جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز مین سراسر نقصان ہو اور فائدہ
کچھ نہو اور مسئلے مین بھی اوس کے اختلاف ہو اوس کا بنوا کر رکھنا کیا ضرور ہے۔

باب دہم

فصل علم سکھانے کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہان تک ہو سکے اپنے بچون کو جاہل نرکھین علم
سکھانے مین نہایت کوشش کرین کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات
اور خرابیان دارین کی پیش آتی ہین اس لئے کہ دنیا مین تو ان پڑھ کو اوّلاً نوکری ملنا
مشکل ہوتا ہے۔ دوسرے اگر بڑے جدّوجہد سے میسر بھی ہوئی تو دس پانچ
روپیہ سے زیادہ کی نہین ہوتی اور اس قلیل آمدنی مین بیچ کی چال سے بھی اوقات
بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی نہین ہوتا

خاصکر بال بچے اور کنبے والیکو تو ایک وقت کا کہانا بہی وقت سے نصیب
ہوتا ہے پہر تکلیف کی حالتون مین علم کے نفعون اور راحتون کو سوچکر افسوس
کرنا بہی کچھہ فائدہ نہین دیتا تیسرے جو کچھہ مال و اسباب میراث یا ہبہ وغیرہ
مین ملجاتا ہے وہ بہی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت مین برباد اور
تباہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اپنے اور ماں باپ کے نام اور آبرو مین بٹہ لگتا
ہے چوتہے اپنے دین و ایمان کی باتون پر بہی کچھہ اطلاع نہین ہوتی کہ جس سے
انواع و اقسام کے بدعات اور کبائر بلکہ شرک مین گرفتار رہتا ہے اور عقبیٰ مین
بہی اسی جہالت کے سبب سے بمصداق خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ طرح طرح کے
عذاب اور مصیبتون مین مبتلا ہوگا سوائے اسکے اولاد کے بے علم رہنے کی
ماں باپ سے بہی پرسش ہوگی اس لئے کہ اون کی پرورش اور تربیت مین سعی
اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچھی تربیت بغیر علم سکہانے کے
حاصل نہین ہوتی اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چھہ برس
کا ہووے اور اچھی طرح سے اوسکی زبان کہل جاوے اور صاف صاف باتین
کرنے لگے تو اوسکو پڑہنے کے واسطے ضرور بٹھاوین اور اوستاد معمر دیندار خوش
خلق پرہیزگار شفیق تعلیم کے طریقون سے واقفکار مقرر کرین تاکہ وہ بچے کو اس
طریقے سے پڑہاوے کہ حرف شناسی اور ہجے لگانے پر بہت جلد قادر ہوجاوے
اور اس طرح دم دلاسے سے بتاوے کہ اوسکا جی بہی نہ گہبراوے اور کسی طرح کی

وحشت اوسکے دل پر نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قوی کے مارے بہی نہین
کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ بہونچکا ہوجاتا ہے پہر جو کچہہ اوسکو بتایا جاتا ہے
وہ مار کی دہشت سے اوسکی سمجہہ مین نہین آتا بلکہ پہلے کا پڑہا ہوا بہی اوس کے دل
سے اوتر جاتا ہے کیونکہ گڑکی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہوجاتی ہے
پہر رونے کے سوا کسی بات کا اوسکو خیال ودہیان نہین رہتا اور نہ وہ تعلیم اوسکے
ذہن نشین ہوتی ہے لہذا ایسا اُستاد بچے کی تعلیم کے لئے مقرر کرنا چاہیئے کہ جہان
تک ممکن ہو اوسکو نرمی اور پیار سے پڑہاوے اسلئے کہ پیار اور محبت کے
ساتھ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہوجاتی ہے اور بہت مار
پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈہیٹ بہی ہوجاتا ہے پہر اوسکی تربیت خالی وقت نہین ہوتی
غرضکہ اوستاد کو چاہیئے کہ اَوّلاً بچے کو پیار سے سمجہاوے کہ یہ باتین خلاف وضع شرفا
کے ہین تم اونسے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بہی اچہی
طرح سے دہیان اور خیال رکہو اگر تم ایسے بیہودہ باتین اختیار کروگے اور سبق
وغیرہ یاد نہ رکہوگے تو لوگ تمہین نام رکہین گے اور بیوقوف کہین گے اگر اس
سے بچہ نمانے اور وہی بیہودہ حرکتین کرے اور پڑہنے مین دل نہ لگاوے
تو پہر اوسکو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجہاوے تاکہ بچہ اوستاد کے خوف اور رعب سے
اوس کام اور حرکت کو چہوڑ دے اور پڑہے ہوئے کو خوب دہیان سے دُہراتا
رہے تاکہ بہولنے سے محفوظ رہے احیاناً اگر تنبیہ سے بہی نہ مانے اور اپنی بیہودگی

اور مہمل باتون سے باز نہ آئے تو پہر اوسکو مار کے سمجہاوے اور یہ بہی چاہیئے کہ
یکایک بچے پر بہت محنت پڑہنے کی نہ ڈالے ابتدا مین تو دیدہ لگنے کے لئے
صرف ایک گہنٹا پڑہنے کا مقرر رکہے تہوڑے دنون کے بعد جب بچے کا دل
لگجاوے تو دو گہنٹے معین کرے اسی طرح پہر تین گہنٹے حاصل یہ کہ بچے کی طاقت
اور سہار کے موافق اوس سے محنت پڑہنے کی لیتا رہے اور اوقات پڑہنے کے
بہی ایسے مقرر کرے کہ جنہین مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے اور دو تین گہنٹے
کی فرصت کہیل کود کے لئے بہی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا ذہن تیز ہوتا ہے
اور طبیعت بہی اوسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پہر سبق مین جی خوب لگتا ہے اور
جلد یاد کر لیتا ہے ایسا نکرے کہ سارا دن پڑہاتا رہے ایک دم کی بہی مہلت نہ دے
اس لئے کہ زیادہ محنت لینے مین کئی طرح کے نقصان ہین ایک یہ کہ تہکن کے
سبب سے بچہ پڑہنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے کثرت مشقت سے دل
اور دماغ ضعیف ہوکر آخر کو ذہن وحافظے مین فتور آجاتا ہے۔ تیسرے ضعف
دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے درد سر ہوا کرتا ہے اور مثل بیمارون کے رہتا ہے
پہر اوس کا جی لکہنے پڑہنے مین مطلق نہین لگتا اور سبق بالکل یاد نہین ہوتا بلکہ
پچہلا آموختہ بہی بہول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہر مین دو وقت
اس طور سے پڑہاوے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ سنکر نیا
سبق پڑہاوے پہر ایک گہنٹے کی چہٹی دیدے کہ اوسمین بچہ کہانا کہالیوے اور

تھوڑا سا کھیل کود بھی دے تا کہ پڑھنے کی محنت کی تھکن کچھ کم ہو جاوے اور
طبیعت چاق ہو کے پڑھنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پھر استاد
کو چاہیئے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے
تک بچے کو چھٹی کھیل کود کی دیدے تا کہ اسمین خوب کھیل کود کے طبیعت اوسکی
شاد اور بشاش ہو جاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑھاوے اور اس
سے زیادہ محنت پڑھنے کی بچے سے نہ لیوے اور یہ بھی چاہیے کہ ہفتے مین
بار بار چھٹی بچے کو نہ دے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چھٹی دینا
کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانون کی عید کا ہے اور سوا اس کے اوس
روز کی چھٹی مین بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سے بھی فارغ ہو جائیگا اسی طرح سال
مین دونون عیدون اور شبرات اور عشرۂ محرم کی چھٹی اس قاعدے سے دینا
چاہیے کہ عید الفطر مین دو روز کی اور عید اضحیٰ مین چار روز کی عرفے سے ایام تشریق
تک اور شبرات مین دو روز کی اور عشرۂ محرم مین صرف عاشورے کی اور اگر کوئی تقریب
بچے کے گھر مین ہو تو صرف اوسی روز کی چھٹی دینا چاہیئے غرضکہ جہان تک ممکن
ہو بغیر ضرورت قوی مثل بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنون کی چھٹی نہ دے
کیونکہ بہت چھٹی دینے سے بچے کا دل پڑھنے سے اوچاٹ ہو جاتا ہے اور
طبیعت کا لگاؤ بھی علم سے کم ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت
شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اوسکا ناغہ نہونے دے کیونکہ ایک روز کے

سبق موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑہنے مین نہین لگتا ہے اور یہ بہی چاہیئے کہ پڑہتے وقت دوسرے بچے کو اوس کے پاس نہ آنے دے کہ اس سے بہی بچے کا دہیان پڑہنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کہیل کی طرف دل مائل ہوجاتا ہے غرضکہ جن باتون سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑہنے سے نفرت کرے وہ باتین مکتب مین کبہی اوسکے روبرو ہونے دے اور یہ بہی چاہیئے کہ پڑہنے کے وقت بچے کے پاس آدمیون کا مجمع بہی نہ ہونے دے صرف ایک یا دو معمر آدمی اوس کے پاس بیٹھے رہین تاکہ جو کچہہ ضرورت اور کام ہو وہ کردین اور بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکہین اور ماں باپ یا اور بزرگون کو چاہیئے کہ جب بچے کو پڑہواوین لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مرد ہی سے پڑہواوین ایسا نکرین کہ لڑکی کے لئے عورت مقرر کرین اس واسطے کہ پڑہی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا بہت مشکل ہے اکثر عورتین مکار اور چالاک ہوتی ہین پڑہانے کے حیلے سے اکثر شریفون کی لڑکیون کو خراب کرتی ہین سوا اس کے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہین ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچہی طرح سے تعلیم کرنا چاہین تو عالم ہی سے پڑہواوین تاکہ بچہ اچہی طرح سے علم سیکہے کٹھ ملا سے ہرگز نہ پڑہواوین اسلئے کہ بزرگون نے کہا ہے نیم حکیم خطرۂ جان نیم مُلّا خطرۂ ایمان پس جہان تک ہوسکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑہواوین تاکہ دونون جہان کی خوبیان نصیب ہون۔

فصل علم دینی سکھانیکے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جب بچے کو پڑہنے بٹھاوین تو پہلے قاعدۂ بغدادی اوس قاعدے سے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے پڑہواوین بعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کراوین کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور دنیا کے جلد حاصل ہوجاتے ہین پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو قرآن مجید کا سبق دلواوین اور تیسرے پہر کسی مسائل کی کتاب کا کہ اوس سے روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہین جب قرآن شریف ختم کرچکے تو دُہرانے کے زمانے مین ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑہواوین تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھنے اور دہیان رکھنے سے کلام مجید کے معانی اور مطالب خوب ذہن نشین ہوکر دین اسلام کی بڑی بڑی باتون سے آگاہی اور وقفیت حاصل ہوجاوے اور آخرت کی سزا کا خوف اور نعمتین ملنے کی اُمید دل مین بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑہنے مین ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے اور یاد رکھنے سے کلمات کلام الٰہی کے خوب صحیح یاد ہوجاوینگے بعد اس کے عربی کے قواعد کی کتابین جیسے میزان منشعب زبدہ صرف میر نحو میر مائۃ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہین پڑہواوین اور ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کراوین تاکہ قواعد عربی زبان کے ازبر ہوجاوین اسکے بعد حدیث کی کتابین پڑہوانا چاہئین تاکہ انسان اپنے دین و ایمان سے بخوبی آگاہ ہوجاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور

طریقے کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح سے درست
ہو جاوین اور اوسپر عمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات کونین نصیب
ہو اور حدیث شریف پڑہنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابین پڑہوا وین
حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علمون پر مقدم رکہین جب علم دین
بہمہ وجوہ حاصل ہو جاوے تو علم دنیوی مثل جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ کہ جس کا
ذکر فصل آیندہ مین لکہا جاویگا سکہاوین تاکہ بچہ ان علمون سے بہی واقف ہو جاوے
حاصل یہ کہ جہان تک ہو سکے بچون کے علم سکہانے مین کسی طرح کا قصور نکرین
اور لاڈ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہونے دین کیونکہ جاہل
رہنے سے مرد ہو یا عورت دونون کو ہر طرح کا نقصان ہے اور ضرر مین دونون برابر
ہین یعنی جو خرابیان مردون کو بے علمی سے پیش آتی ہین وہی عورتون کو بہی بلکہ عورتین
تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤن مین مبتلا ہوتی ہین اسلیئے کہ انسان کو عقل
اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی دو ہی سبب سے حاصل ہوتی ہے
یا تو آدمی علم پڑہے کہ اس سے پوری پوری حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی
معلوم کر کے اچھے برے افعال و اعمال کی جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے
نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ کہ کسی عقلمند دیندار متقی پرہیزگار
نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی خدمت سے فیض یاب ہو کے زمانے
کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع و اقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے

جیساکہ مردون کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم حاصل کرنے کے ہر طرح کے لوگون سے
ملکر ہزارون باتین سنتے ہین اور طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہین بخلاف عورتون
کے کہ یہ بیچاریان پردے کی وجہ سے سوائے اپنے کنبے اور گھر والون کے کسی
اور عقلمند ہوشیار سے فائدہ حاصل نہین کرسکتین پہر ہوشیاری اور دانائی تمیزداری
اور سلیقہ شعاری کس طرح حاصل ہو اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہو
کے دارین کی بہلائیان کیونکر نصیب ہون اسی مئے مان باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیون
کی تعلیم اور علم سکہانے مین نہایت سعی اور کوشش کرین تاکہ وہ ضروریات دین
و دنیا سے واقف ہو کے اپنے ضروری کامون مین کسی دوسرے کی محتاج نرہین
اور یہ جو بعضے نادان اور احمق خیال کرتے ہین کہ عورتین پڑہنے لکہنے سے شہدی اور
بدکار ہوجاتی ہین اِن کو پڑہانا لکہانا نچاہیئے سو یہ گمان محض بیجا ہے اس واسطے
کہ جن عورتون نے علم حاصل کیا اور لکہنے پڑہنے مین دل لگایا اکثر ایسی ہی عورتین
خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہین اور دنیا مین مردون کے مثل نامور اور
مشہور ہوئین جیسے نورجہان بیگم زیب النسا بیگم ہندوستان کی بادشاہزادیون مین دیکہو
کیسی لکہی پڑہی تہین کہ آج تک اونکی تصنیف کی ہوئی کتابین موجود ہین اور اونکی
عفت وعصمت بہی زمانے مین مشہور و معروف ہے اِن کے سوا اور ملکون مین
دیکہو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتین گذری ہین جیسے
زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تہین

اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف مین صحابہ کی بیبیان
کیسی عالم متقی دیندار تہین اور بہت سی عورتین ولی ہوئین ہین کہ جن کے حالات
وقصص کی علمانے کتابین تصنیف کی ہین اور اون مین انکے اِتقا و پرہیزگاری
اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکھی ہے اگر انصاف سے دیکھو تو بیحیائی اور بدکاری
کچھہ علم وجہل پر موقوف نہین بہت سی جاہل عورتین ایسی شہدی پچھی بدکار ہوتی
ہین کہ فاحشہ عورتون کو بہی طاق مین بٹہاتی ہین بلکہ میرے نزدیک تو بیحیائی اور
بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت وعفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ
سے ہر عمل نیک وبد کی باداش کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور اوس کے
خوف ورجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور رہر نیک کام کی طرف
توجہ اور میل کرتا ہے پس میری راے مین تو جہان تک ممکن ہو عورتون کو ضرور علم
سکہانا چاہیے اگر زیادہ نہو سکے تو اتنا تو ضرور چاہیے کہ قرآن شریف مع ترجمہ
اور اُردو کتابین مسائل اور عقائد کی چھپی ہوئی پڑہا دین تاکہ وہ اپنے دین وایمان
کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہو جاوین
اور عقیدے بہی اون کے درست اور صحیح ہو جاوین کہ جس کے باعث کفر اور
شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہین۔

فصل علم دنیوی سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچون کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنکا بیان اچھی طرح سے

اور ہرگز جبکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکہانے کے بعد دنیا کا علم بہی ضرور سکہاوین
اور اس امر کا ضرور خیال رکہین کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابین پڑہاوین
یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑہا ہو تو اول اوسکو الف باے فارسی جو اُردو اور فارسی کی
الف بے ہے اچہی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتھ پڑہاوین جب
حرف بخوبی پہچاننے اور ہجے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی ایسی کتاب اُردو کی
جسمین چہوٹے چہوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑہاوین اسی طرح فارسی کی
کتابین بہی ابتدا مین سہل سہل مثل کریما مقیمان آمدنامہ وغیرہ کے پہر اس سے
کچھہ مشکل کتابین جیسے گلستان بوستان پڑہوانا چاہئین جب اس سے بچے کو
کچھہ استعداد آجاوے پہر اور دقیق کتابین فارسی کی جیسے انوار سہیلی سکندرنامہ
وغیرہ پڑہواوین غرضکہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی مشکل
کتابین پڑہواتے جاوین لیاقت سے بڑہکر کوئی کتاب نہ شروع کراوین کیونکہ اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑہایا جاتا ہے استعداد اوسکی اچہی نہین ہوتی اور
اور علم مین خام رہتا ہے اس لئے پڑہوانے مین ترتیب کا ضرور لحاظ رکہین۔
اور یہ بہی چاہیئے کہ جو کتاب دقیق ہو اوس کا سبق صبح کے وقت مقرر کرین
اور جو سلیس اور سہل ہو اوس کا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا
ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تہکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بہی
اوسکی خوش نہین ہوتی پس اوس وقت مشکل کتاب کا پڑہنا اور سمجہنا دشوار ہوتا ہے

بخلاف صبح کے کہ وہ وقت فرحت کا ہے اور بچہ بھی رات کے آرام پانیسے
سے تازہ دم ہوتا ہے پس اوس وقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے
ذہن مین آجاتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ بچے کو پڑھواتے
رہین بلکہ ہر ہفتے مین جمعرات کا دن آموختے کے لئے مقرر کرنا چاہیے تاکہ پچھلا
پڑھا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بھی چاہیئے کہ دو وقتا پڑھنے مین ایک
ہی کتاب کا سبق نہ پڑھواوین بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑھایا جاوے تو
دوسری کتاب کا دوسرے وقت اسلئے کہ اس طرح کے پڑھانے مین کئی فائدے
ہین ایک یہ کہ جتنی عمر مین بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھے گا اوتنی ہی عمر مین اوسکو
دو علم حاصل ہونگے۔ دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گھنٹے مین سبق یاد ہوجاتا ہے پھر
اوس یاد کیے ہوئے کی تکرار کرنے سے دل اُکتا جاتا ہے پھر اوسمین مطلق جی
نہین لگتا تیسرے یہ کہ مختلف وقتون مین مختلف کتابون کے پڑھنے مین جی
زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب مین نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہونے
سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اوسکو یاد بھی جلد کرلیتا ہے اسواسطے کہ نئے
کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے کرنے مین طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ
مثل مشہور ہے کہ کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس لازم
ہے کہ مختلف علمون کی دو کتابین مختلف وقتون مین بچون کو پڑھواوین جیسے
ایک وقت انشا کی کتاب پڑھواوین تو دوسرے وقت حساب کی اس لئے کہ

حساب کا علم پڑہوانا بھی بچے کو نہایت ضرور ہے اور اس علم سے بہت کام پڑتا
ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑہواوین کہ جو دین و دنیا کے کار آمد ہون
اور اس قسم کی کتابین کہ جن مین جہوٹی جہوٹی حکایتین اور قصے یا مضامین عشق عاشقی
کے مندرج ہون اور اون سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم ہون
یا نثر ہرگز نہ پڑہواوین سچی حکایتون اور قصائد اور ایسے نظم کے پڑہوانے کا کہ جسمین
نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہین بلکہ اسطرح کے نظم کا پڑہوانا اچھا ہے اسلئے
کہ نظم مین اکثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑہنے سے شعر کہنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے
اور اسکی مہارت بھی ایک جداگانہ علم ہے پس اسکا سکہا دینا بھی بہتر ہے اور
لڑکیون کو جب تک اون کی شادی نہو جاوے نظم کتابین پڑہنے کی اجازت
نہ دین اس لئے کہ اسمین ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر ایسے نظم
کو جسمین شرعی مسائل یا عقائد خواہ نصائح وغیرہ کا ذکر ہو پڑہنے کا مضائقہ نہین
لیکن اون کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابین نہ پڑہوانی چاہئین ہان بعد سکہا
دینے ضروری علم دین کے چند کتابین اس قسم کی پڑہاوین کہ جس سے وہ خط و
کتابت اور گہر کا حساب وغیرہ اُردو یا فارسی زبان مین لکھہ پڑہ لین تاکہ اونکی
ضرورت کے کامون مین حرج واقع نہو کیونکہ اکثر باتین عورتون کو ایسی شرم و
حیا کی پیش آتی ہین کہ اون کو سوائے اپنے خاوند کے مان بہن ساس نند وغیرہ
کسی عزیز و قریب سے بھی ظاہر نہین کر سکتین اسی طرح خاوند کو بھی کبھی پوشیدہ

باتون کا اپنی بی بی سے کہنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میان بی بی پاس نہین ہوتے پس سواے لکھنے پڑہنے کے اور کسی طرح کام نہین نکل سکتا ورنہ راز مخفی دوسرون پر بہی آشکارا ہو جاویگا اور عورتون کو علم حساب اور سیاق کا سکھانا امور خانہ داری کے لئے بہت مفید ہے اس لئے کہ خاص اون کے یا اون کے خاوند اور باپ بہائی کے مال مین جو بڑی محنت اور مشقت سے کما کر لاتے ہین کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے اونکو بیوقوف بنا کر چوری اور خیانت نہین کر سکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گہر کا حساب کتاب لکہہ پڑہ کے سمجہہ سکتی ہین اور یہ لکھا ہوا اکثر وقتون مین خوب کام آتا ہے جیسے بعضے مردون کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پیسا جو گہر کے خرچ کے لئے دیتے ہین اوسکا حساب بہی پوچہتے ہین اوس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے کیونکہ مہینے دو مہینے تک پورے مصارف کا یاد رکہنا مشکل ہے اور اوس کی بہول چوک مین مرد کو انواع اقسام کے شبہے ہوتے ہین ادنی اون مین کا یہ ہے کہ کہین یہ روپیہ پیسا اپنے مان باپ بہائی بہن وغیرہ میکے والونکو تو نہین دیدیا اور ایسے بیہودہ شبہون سے آپسمین ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور بڑہتے بڑہتے آخر کو منجر بافتراق و بربادی خان و مان ہوتا ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ بعد سکھانے علوم دینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم بہی بقدر حاجت عورتون کو ضرور پڑہواوین کیونکہ لیاقت اور سمجہہ انسان کو دوہی وجہ سے آتی ہے ایک اون مین سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد

کامل فاضل اجل کی خدمت بابرکت مین بیٹہکے اکتساب عقل کی باتون اورہوشیاری
وسلیقہ شعاری کا کرین اور یہ طریقہ بوجہ ضروری ہونے پردے کے ہمارے دین
مین مستورات کے حق مین بالکل مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑہنا سوا اسکو مردون نے
لغو اور بیہودہ سمجہہ رکہا ہے پہر کون سی صورت عورتون کی حسن تربیت کی ہے جس سے
وہ بیچاریان تمیزدار اور ہوشیار ہون جیسا کہ فصل سابق مین بیان ہوچکا اور
میرے نزدیک بہی سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتون کی تعلیم و تربیت کی نہین
ہے غرضنکہ لڑکیون کو بہی علم سے محروم نہ رکہین اور ضروری ضروری علم اون کو پڑہا دین
تاکہ وہ بہی اس نعمت سے محروم نرہین اور علم حاصل کرکے نجات دارین پاوین اور
اپنے علم سے راحت اور نفع اوٹہا کر مان باپ کو دعائے خیر سے یاد کرین فقط۔

فصل لکہنا سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بچون کے لئے پڑہانے کے زمانے مین ایک گہنٹا لکہوانے کا
بہی ضرور اس طور سے مقرر کرین کہ جب وہ اپنا سبق اچہی طرح سمجہہ کے یاد کرلین اور
اوسکے باربار دُہرانے سے اون کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی اور پریشانی کے
معلوم ہون اوس وقت سبق چہڑوا کے گہنٹا بہر لکہنے مین محنت کراوین تاکہ
جتنی ماندگی اور تہکن بچے کو پڑہنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ سب جاتی رہے اور وہ
لکہنا اوسکے حق مین باعث تفریح کا ہو سوائے اسکے لکہنا پڑہنا دونون آپس مین
لازم ملزوم ہین کیونکہ پڑہنے لکہنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکہنا جاننے

سے گے نہ پڑھا ہونا کچھ کام نہین آتا پس دونون کو برابر سکھنا چاہیئے طریقہ لکھانیکا
یہ ہے کہ اول حروف مفردہ یعنی الف بے تختی پر لکھواوین جب وہ حرف
فی الجملہ صاف اور کرسی سے درست ہوجاوین تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھواتیا
اور اوس کے ساتھہ بہی ایسا ہی معاملہ کرین حاصل یہ کہ کل تقطیعون کے
صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور بیت سے قطعات لکھواوین اسکے
بعد پہر الف بے سے وصلیون پر لکھوانا شروع کراوین جب قطعات کی نوبت
پہونچے تو اونکے ساتھ بچے کا روزمرہ سبق بہی بتوسط قلم سے لکھواتے رہین کیونکہ
اسمین کئی فائدے ہین اول تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین ہوجاویگا۔ دوسرے
عبارت لکھنے سے بہی کچہہ مناسبت ہوجائیگی تیسرے املا بہی فی الجملہ
درست اور صحیح ہوجاویگا پہر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آجاوے تو مطلب
بتا کر مسودہ اُردو عبارت کا اوس سے لکھواوین تاکہ مضمون بنانے مین بہی کچہہ
دخل ہوجاوے اسکے بعد اُردو عبارت سے فارسی زبان مین سودہ بنانا شروع
کراوین تاکہ فارسی بنانے کی بہی استعداد ہوجاوے غرضکہ اس طرح کے لکھوانے
سے املا انشا تصنیف وغیرہ کی بہی مہارت ہوجاوے گی کیونکہ جتنے کام ہین
وہ بدون کئے نہین آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑہاتے رہین اور لکھنا نہ سکھاوین
تو اوسکو لکھنا ہرگز نہ آویگا بڑے بڑے عربی اور فارسی دان ایسا بدخط لکھتے ہین
کہ جسکا پڑہنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بدا ملا ہونے کے سبب سے مطلب

بھی اونکی عبارت کا مشکل سے سمجھہ مین آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ
سے ہوتی ہے انشا املا کی صحت صرف پڑہنے سے نہین ہوتی بلکہ منشی گری فن
دوسرا ہے بغیر لکہنے کی مہارت کے حاصل نہین ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا
حال ہے کہ بدون سیکہے اچہی طرح سے نہین آتی دیکہو بعض علما کتب درسیہ بخوبی
جانتے ہین مگر گفتگو مین دو چار جملے عربی فارسی کے بہی بلا تکلف صحیح موافق محاورے
کے نہین بول سکتے اسی طرح تحریر مین بہی سمجہنا چاہیے کہ بڑی بڑی استعداد والے
اور انی طلبہ کی جو اس فن مین مہارت رکہتے ہین تحریر مین برابری نہین کر سکتے اس سے
صاف ظاہر ہے کہ پڑہنے کا فائدہ لکہنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے بس لڑکون
کے لکہنا سکہانے مین بہت کوشش کرین مگر لڑکیون کو بہت فارسی وغیرہ لکہوانے
اور منشی گری سکہانے کی ضرورت نہین صرف اتنا لکہوانا کافی ہے کہ
جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا مان باپ بہائی بہن وغیرہ
کو لکہہ بہیجین اور اون کی مفصل کیفیت خود معلوم کر لین یا اپنے گہر کا حساب کتاب
لکہہ لین اور اپنے جملہ امور خانگی مین کسی کے لکہنے پڑہنے کی محتاج نہ رہین اس لیے کہ
بعض وقت اپنا کوئی پوشیدہ حال سواے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا منظور
نہین ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے
کہنے کی نہین ہوتی اسی طرح خاوند کو بہی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا منظور ہوتی

پاس نہین ہوتے ایسے وقت مین لکھنے پڑھنے ہی سے کام نکلتا ہے اور کسی دوسرے پر گھر کا راز نہین کھلتا پس عورتون کو اتنا سکھانا نہایت ہی ضرور ہے کہ وہ بیچاریان اپنی خانہ داری کی حاجتون کے لکھنے پڑھنے مین کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہوکر نجات دارین کی پاوین اور اپنے بزرگون کو دعاے خیر سے یاد کرین۔

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقونکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لیے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات ہے اسلیے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت و توانائی نعماے الٰہی مین سے ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ بخاریؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ یعنی تندرستی اور فراغت ایسی دو نعمتین ہین کہ بہت سے لوگ اونمین ٹوٹا پاتے ہین یعنی بے محل صرف کرتے ہین اور اونکی قدر نہین جانتے اور اسی صحت و قوت سے بڑے بڑے سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہین چنانچہ جنگ مین دشمنان دین و دولت پر فتحیابی بلکہ تمام امور عظیمہ دنیا و عقبیٰ پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور بغیر اس کے کچھہ کار برآری نہین ہوسکتی اسی واسطے علماے دین

ہو حکماے حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لئے ورزش اور ریاضت
کرنیکا ایما کیا ہے اور حکیمون نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے
انسان کے تمام رگ پٹھون کو درست کر دیتی ہے اور جو غذا کہائی جاتی ہے جلد ہضم
ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے اور محنت کے سبب سے سب فضول بدن کے تحلیل
ہوتے رہتے ہین اور پارسائی بہی جو رضاے الٰہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے
کیونکہ ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز میل نہین کرتے بلکہ اپنی بی بی سے
بہی کنارہ جوئی کرتے ہین اور کمتر اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہین حکیمون نے بدن
کی قوت اور تیاری کے لیئے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کئے ہین دو
انہین سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہین اس جگہہ بیان کئے جاتے ہین اور اون کی
خوراک اور موسم وغیرہ کا بہی حال لکہا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ اول ان مین ڈنڈ
ہین اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہین بعض قسم مین اوپر کے بدن کو زیادہ قوت حاصل
ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض مین نیچے کے بدن کو زیادہ نفع پہونچتا
ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکما اور اطباے کاملین کے نزدیک مقبول
و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونون ہاتہون کو برابر صاف سطح زمین پر مقابل ایک
دوسرے کے رکہے اور اون کے درمیان مین تین یا ساڑہے تین بالشت کا فصل
چھوڑے اور دونون پانون کے بیچ مین بہ نسبت ہاتہون کے کم فاصلہ یعنی
دو ڈہائی بالشت کا رکہے اور ہاتہہ پانون مین پانچ بالشت کا فصل رکہکے ڈنڈ

شروع کرے ۔ اور ڈنڈ کے وقت اسکی احتیاط ضرور چاہیئے کہ ہاتھ پاؤن مونھہ
گردن سر کو کج نہ کرے جو عضو جس وضع پر ہو اوسکو اپنے حال اور شکل پر رہنے دے
سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کھینچے اور مونھہ بند رکھے اور سانس کو دیر دیر
مین آہستہ آہستہ نتھنون سے باہر نکالے اور مونھہ سے سانس نہ لے اور ڈنڈ کے
شروع کے زمانے مین بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے کئی
طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو ڈنڈ کرنے سے پہلے کوئی
لطیف اور مقوی چیز کہائے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے گلے خشک ہو جاتے
اور آنکھون مین گڑہے پڑ جاتے ہین جب ورزش شروع کرے تو پہلے روز پانچ
ڈنڈ سے زیادہ نکرے پھر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑہاتا رہے اور جتنا تحمل ہو
اوتنی گنتی تک پہونچاوے اور قوت کے موافق ایک بار مین جسقدر ڈنڈ ہو سکین
اوتنے کرکے کھڑا ہو جاوے پھر اپنی سانس کو درست کرے اور بازو کی مچھلیون
کو اچھی طرح سے پھیرے اور مروڑی دے اور سینے کی مشتی کرے جب دم راست
اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پھر ڈنڈ کرنا شروع کرے جب دم بھر جاوے
تو پھر بدستور سابق کھڑا ہو جاوے اور دم کو راست کرکے آرام لے غرضکہ
اس طور سے جسقدر ڈنڈ کرنا منظور ہون اوس قدر اپنے معمول کے موافق پورے
کرے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل مین خیال رکھے اور فائدہ ڈنڈ کرنے
مین یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے اور

دوسری قسم ورزش کی مگدر ہے اس کی دو قسمین مشہور ہین ایک دوملی دوسری
بغلی اور یہی دو قسمین مگدر کی سب قسمون سے بہتر ہین فائدہ خاص اس ورزش
کا یہ ہے کہ اس سے ہاتہہ بازو شانے گردن سینے بغل مین تیاری اور توانائی
آتی ہے اور اس ورزش مین بہی حبس دم کی رعایت ضرور ہے اور اسکو بہی ڈنڈ کے
مثل بتدریج بڑہاتا جاوے یکبارگی نہ بڑہاوے رفتہ رفتہ ہزار دو ہزار ہاتہہ تک
نوبت پہونچے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے لئے برسات کی ہے اسلئے
کہ موسم کی حرارت نہونے کے سبب سے تحمل ورزش کی محنت ومشقت کا اچہی
طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم مین جو رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے وہ بہی ورزش
سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی مین تو حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت
کے عادی ہین وہ بہی کم کر دیتے ہین اس لئے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے
روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے مین سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث
تیاری کا ہے نہین نکلتا ورزش کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائین کہانی
چاہئین جیسے دودہ یخنی یا مرغ کا انڈا اور کلہ بکری کا اور ورزش کرنے کے وقت
بہیگے ہوئے چنے چابنا نہایت مفید ہے اور خشک میوہ بہی مثل پستہ بادام فندق
چار مغز کشمش وغیرہ کے جو مقوی اعضا ہو اور بدن کو تیار کرے کہانا چاہئے
بعد اس کے گیہون کی روٹی اور حلوان کا گوشت موافق بہوک کے کہاوے
اور ترش چیزون سے احتیاط رکہے کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے

پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جس طرح ہوسکے قوت و توانائی حاصل کرے اسلیئے کہ زور قوت ہی پر تمام امورات دین اور دنیا کے موقوف ہین اور سب کام طاقت ہی سے بنتے ہین اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور کو پہونچین تو اونکو ورزش کرنے کے طریقے بھی ضرور سکھا دین تا کہ وہ زور و قوت حاصل کر کے سب کام دین و دنیا کے نہایت خوش اسلوبی سے درست کرین اور ہر طرح کے آسائش و آرام اوٹھا کے والدین کو دعا ے خیر سے یاد کرین فقط

فصل شہسواری کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ گھوڑے اور اوسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث شریف مین بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ والعادیات مین گھوڑون کے ساتھ قسم کھائی اور چند آیتون مین انہین کے اوصاف ذکر فرمائے ہین اور حدیث شریف مین بھی وارد ہوئے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یُمْنُ الْخَیْلِ فِی الشُّقْرِ[۱] یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صاف سرخ رنگ کا گھوڑا یعنی جسکو سرنگ کہتے ہین بہت مبارک ہوتا ہے اور بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْبَرَکَةُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[۱] اشقر وہ گھوڑا ہے کہ جس کی رنگت صاف سرخ ہو اور اوسکی ایال اور دُم بھی سرخ ہو اور اگر سیاہ ہو تو وہ کمیت

کہ گھوڑون کی پیشانیون مین برکت ہے اور سوا اسکے سب عقلا کا اسپر اتفاق ہے
کہ اللہ جل شانہ نے سب جانورون مین گھوڑے کو معزز و ممتاز فرمایا ہے اور انبیا
علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اسکو مرکب ٹہرایا اسی لئے شرع شریف
مین مردون کو گھوڑون پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم گھوڑون سے بہت محبت رکھتے تھے جیسا کہ نسائی نے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَیْلِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتون کے بعد گھوڑون سے زیادہ محبوب
کوئی چیز نہ تھی پس مردون کو اوسکی سواری کے قاعدے سیکھنا نہایت ہی ضرور
ہین اس واسطے کہ مردون کے لئے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی سواری نہین
ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہین ہے لیکن آدمی اس
سواری پر محض بے اختیار رہتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اسمین
ہر طرح کا اختیار حاصل ہے جدہر باگ کو پھیرا اُدہر دوڑا اور ہاتھی فیلبان کے
قابو مین ہوتا ہے سوا اسکے چلت پھرت اور تیزی وچالاکی جو گھوڑے مین ہوتی
ہے وہ ہاتھی مین کہان گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام اون کے
یہ ہین گام دوگامہ شاہ گام اینچیہ راہوار یرغان خوشخرام پس ان سب چالون
مین سے شاہ گام بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سے سوار کو کسی طرح کی تکلیف اور تکان

نہین ہوتی بلکہ نہایت آسائش وآرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے
بادشاہون اور سرداروں کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے
کی تین طرح پر مشہور ہے دُلکی چہارتنگ پلّا یعنی سرپٹ عمدہ انمین سے چہارتنگ ہے
کہ اوسمین سوار کو بہ نسبت دُلکی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور دُلکی مین نہایت
زحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور سرپٹے کی دوڑ مین بھی بہت تیزی کے سبب سے
سوار کو نہایت ایذا ہوتی ہے گھوڑے کی سواری کے قاعدون مین دو نکتے بہت
عمدہ ہین اول یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے قابو مین رہتا ہے اور لگام باگ سے بندہی ہوتی
ہے پس ہر لحظہ دہیان اپنا باگ کی طرف رکھنا چاہیئے اور اوس کو اتنا سست اور
ڈہیلا نہ چہوڑدے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہوجاوے اور نہ ایسا بہت سخت اور
کھینچ رکھے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہکر کھڑا ہوجاوے بلکہ باگ کو اعتدال سے رکھنا
چاہیئے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونون کانون کے بیچ مین
رکھے اسلیئے کہ اس قاعدے کے برتاؤ سے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار گرنے پڑنے
سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑون مین پشتک مارنے کا عیب ہو تو سوار کو چاہیئے
کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کھینچی ہوئی رکھے تاکہ سر اوسکا اونچا
اور بلند رہے اسلیئے کہ گھوڑی کا قاعدہ ہے کہ پشتک مارنے کے وقت سر نیچے
کرلیتا ہے جب سر اوسکا اونچا رہے گا تو وہ ہرگز پشتک نہ مار سکیگا اور جنمین الف
آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت فوراً باگ کو

بائین طرف جہکاکر تہوڑا سا زور دیوے تو وہ الف ہونے سے باز رہے اگر الف ہونے کے وقت گہوڑے کے سر گردن مونہہ پر کوڑے مارے توبہی اپنے عیب سے باز رہے گا اور بعض گہوڑے کو ٹہوکر کہانے کی عادت ہوتی ہے پس اگر باگ گہوڑے کی ڈہیلی ہوگی تو ضرور ٹہوکر کہائے گا اور غافل سوار زین سے گہوڑے کی گردن پر آرہے گا یا اوسپر سے نیچے گر پڑے گا اور جو باگ چست رہے گی تو ٹہوکر لینے سے باز رہے گا اور جو ٹہوکر بہی کہائے گا تو سوار اور گہوڑے کو کسی طرح کی ایذا اور تکلیف نہوگی اور دونو اوس کے صدمے اور آسیب سے امن مین رہین گے دوسرا نکتہ گہوڑے کی سواری مین یہ ہے کہ زین پر بیٹہنے کے بعد اوسکو اپنی دونون رانون سے خوب مضبوط پکڑے اور اچہی طرح سے رانون کو گہوڑے کے دونون کوکہون پر جمائے رہے اور اپنے پانون کے نیچے کو بہی ذرا گہوڑے کے پیٹ کی طرف مائل اور پانون کا رکاب پر زور رکہے ٹیڑہا اور خمیدہ ہوکر نہ بیٹہے سیدہا اور تنا ہوا بیٹہے تہمنے اور سست چلنے کے وقت تہوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا گہوڑے کے پیٹ کی جانب کردے اور مارے پیٹے نہین بلکہ ایڑی اور ران کے اشارے سے اپنا کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن مین کامل اور استاد ہوتے ہین وہ گہوڑے کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہین کہ وہ دوڑنا اور پہرنا اور ٹہیرنا جو کچھہ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے سے بجالاتا ہے پہر سوار اور گہوڑا دونون مار پیٹ کی ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہین غرضکہ گہوڑے

کی سواری مین باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہردم ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ گھوڑے کی شرارت اور شوخی سے محفوظ رہے اور اوسکی نشست سے آرام اور فائدہ اوٹھاوے۔

فصل تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ لکھنے پڑہنے کے بعد مردون کے لیے سب ہنرون مین سے فنون سپہگری جیسے تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہین فضیلت ان کی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسوین پارے چوتھے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یعنی تیار کرو دشمنون کے دفع کے لئے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندہنا مفسرین فرماتے ہین کہ مراد قوت سے ہروہ چیز ہے کہ لڑائی مین دشمن پر قوت دے اور سارے ہتیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہین صحیح مسلم وغیرہ مین عقبہ بن عامر کی حدیث مین وارد ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑہا اور فرمایا کہ خبردار ہو بیشک مراد قوت سے تیراندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیراندازی کا فن

سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلیٰ ہے لیکن بعض اوقات نرے علم سے کاربراری نہین ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی حاجت پڑتی ہے اُن پڑہہ عزت دار اور شریف لوگ تو انہین فنون مین نوکری کو بہتر اور عمدہ جانتے ہین اور بعض بڑے آدمی بہی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے ہین علاوہ اس کے اکثر عالم مین جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اس لئے طریقے اور قواعد اون فنون کے جو لڑائی مین مفید ہون اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور ہین تاکہ حاجت سے پہلے ہی اونکے دل کی دہشت دور ہوجاوے اور جوانمردی وشجاعت کہ خاصکر مردون کے حق مین بہترین صفات انسانی سے ہے اون کے دلون مین پیدا ہو اور اللہ جل شانہ بہی اون کو بہادری کے سبب سے دوست رکہے سواے اس کے طریقے اور قواعد حرب کے سیکہنا دشمنون کے دفع کرنے مین نہایت مفید ہوتے ہین اسلئے کہ آدمی کیسا ہی بہادر وشجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا اوس کے پاس نہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہون نری دلیری و مردانگی سے کچہہ کام نہین چلتا اگلے زمانے مین تلوار تیر گرز نیزہ کمند گوپہن خنجر جمدہر تبر وغیرہ آلات جنگ کے تہے مگر اس زمانے مین بندوق سنگین تپنچے کرچ توپ وغیرہ کا سارے جہان مین رواج زیادہ ہے اور حقیقت مین دشمن کے دفع کرنے اور اوسکی ایذا سے امن مین رہنے کے لئے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہین علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری مین نہایت

آسان اور جلد حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہین کہ اگر چالیس روز
بندوق لگانے کی مشق کیجاوے تو نشانہ ہرگز خطا نکرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیے
کہ بندوق لگانے مین کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہونچاوے تاکہ ضرورت کے
وقت دشمنون کے ہاتھ سے نجات پاوے اور اون کی شرارتون اور ضرر رسانی
سے محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمین ہین لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط
اور ہلکی ہوتی ہے سب بندوقون مین نہایت بہتر ہے پرزے اوسکے لائق تعریف
کے ہوتے ہین اسی طرح انگریزی باروت بھی زور اور تیزی مین اور ولایتون کی
باروت پر فوقیت رکھتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا مین مقدار
سے نصف باروت بغیر گولی اور چھرے کی بندوق مین بہر کر پٹاخے کی ٹوپی
چڑہا کے بچے کے ہاتھہ سے سر کرادین اور اس کو پٹاخا اوڑانا کہتے ہین جب
اس سے بچے کے دل کی جھجک جاتی رہے تو بندوق مین قاعدے کے
موافق پورا وزن باروت کا بہر کے گولی ڈالین اور بچے کے ہاتھہ مین دیکے یہ
سکھاوین کہ بندوق کے کُندے کو اپنے دہنے شانے پر رکھے اور زور سے جماکے
ایک آنکھہ بند کرے اور دوسری آنکھہ سے دیدبان کی راہ سے دیکھے جب مکھی
بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اوس وقت دم روک کے بندوق سر کرے
تاکہ گولی نشانے سے خطا نکرے اس ڈہنگ پر تھوڑے دلون مشق کرنے سے
امید قوی ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ جلد قدر انداز ہوجاویگا پہر نشانہ کبھی خطا نکریگا۔

بخلاف تیراندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوق لگانیکے بہت مشکل ہین بڑی محنت سے یاد ہوتے ہین اور برسون کی مشق کے بعد نشانہ صحیح اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلا بے خطا نشانے پر پہونچتا ہے لیکن لڑکون کو اگر اس فن کی بہی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان بہی مثل تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بہی اسکے سیکہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکہنا اس کا خالی ثواب سے نہین اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بہی لڑکون کی تعلیم کے لئے اس جگہہ لکہے جاتے ہین پہلا یہ کہ جب کوئی تیراندازی سیکہنا چاہے تو پہلے ایک کمان نرم اور ملایم لیوے چنانچہ مبالغۃً اُستادون نے کہا ہے کہ نوسکہون کے واسطے کمان ایسی نرم چاہئیے کہ اگر اوسپر مکہی بہی بیٹہے تو متحمل اوسکے بوجہہ کی نہو اور ٹیڑہی ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا مین کمان نہایت نرم ہونا چاہئیے اور جس قدر ملائم ہوگی اوتنی ہی نو آموزون کو اوس کی کشش زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضۂ کمان کی گرفت کے طریقون مین اور وہ چار ہین اول گردمشت یعنی گول مٹہی وہ یہ ہے کہ کمان کے قبضے کو بائین ہاتہہ کی مٹہی مین ایسا مضبوط پکڑین کہ چارون اُنگلیان ملی رہین اور انگوٹہا کلمے کی اُنگلی پر رکہین اور شانے سے مٹہی تک ہاتہہ کو تیر کے مثل سیدہا رکہین کہین خم نہ دین دوسرا چنگل باز وہ یہ ہے کہ نرے انگوٹہے اور بیچ کی انگلی اور اوس کے پاس والی سے قبضے کو پکڑین اور ہتیلی کو قبضے سے علیحدہ

رکہین تیسرا بہرام مشت طریقہ اوس کا یہ ہے کہ اونہین تین اونگلیون سے قبضے کو مضبوط پکڑکے ہاتہہ کو تیر کی طرح سیدہا رکہین لیکن ہاتہہ کے گٹے کو قبضے کے نیچے کی جانب تہوڑا سا خم دین چوتہا شیروہان یہ بعینہ بہرام مشت کی طرح ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اوسمین ہاتہ کا گٹا قدرے نیچے کو جہکا رہتا ہے اور اسکی گرفت مین برابر رہتا ہے تیسرا قاعدہ کمان کی شست اور سوفار تیر کی گرفت مین بیان اوسکا یہ ہے کہ انگوٹہی اور کلمے کی انگلی کو چست رکہنا چاہیئے اسلیئے کہ انہین دو انگلیون سے گرفت ہوتی ہے بیچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چہنگلیا کچہہ کام نہین آتین پس جب ایسا کبادہ کہ جسکا بیان اوپر ہوچکا دستیاب ہوجاے تو قبضے کی گرفت کے طریقون مین سے کہ جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ایک طریقہ اختیار کرکے اوسکے موافق کبادے کو پکڑین اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابہی لکہا گیا ہے شست کو پکڑکے نہایت درستی اور نرمی سے داہنے کان کی لو تک کہینچین اور پہر آہستہ آہستہ کمان تک اوسکو لیجائین تاکہ وہ شست اپنی جگہہ پہونچ جائے اور اس شست کے آمدورفت کو تیر اندازون کی اصطلاح مین ایک قلابہ کہتے ہین پہلے روز پانچ قلابے سے زیادہ نہ کہینچین اور ہر روز ایک قلابہ بڑہاتے جاوین جب نوبت یہانتک پہونچے کہ ایک وقت مین ایک جگہہ بیٹہہ کے سو قلابے کہینچ لین تو پہر پانچ قلابے ہر روز زیادہ کرتے جاوین جب ہزار قلابے تک کہینچنے لگین تو اوس کبادے کو چہوڑکر دوسرا کبادہ اوس سے زیادہ سخت لیوین اور اوس کبادے کی مشق بہی ہزار

قلاے تک بہم پہونچاوین غرضکہ اسی طرح جلبنی مشق زیادہ اور قوت وصنعت
ہاتہہ کی بڑہتی جاوے ویسے ہی کبادے ایک دوسرےسے زیادہ سخت بدلتے
جائین جب کبادہ کہینچنے کی خوب مشق ہوجاوے اور اوسکی کشش کی اچہی طرح
سے قوت آجاوے اور سخت کمان کہینچنے کی نوبت پہونچے اوس وقت خاک
تودہ جو مشہور ومعروف ہے تیار کرین اور تیر کو برس چہہ مہینے تک اوسپر لگاتے ہین
تاکہ خوب مشق حاصل ہوجاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کریگا
توامید قوی ہے کہ فن تیراندازی مین کامل ہوجاویگا چند نکتے اور مقولے جو اس
فن کے استادون سے منقول ہین بچون کے سیکہنے کے لئے اس جگہہ لکہے جاتے
ہین استادون نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اوس
سے بہی کم چاہیے تاکہ تیر لگانے مین عجیب وغریب صنعتین ظاہر ہون اور سخت
کمان سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہوگی تیر پریشان جاویگا اور کماندار
ہرگز قدرانداز نہوگا اسی طرح تیر بہی کمان کے مناسب چاہیے اس واسطے
کہ اگر ہلکا تیر سخت کمان مین لگایا جائیگا تو اوسکے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم
کمان مین بہاری تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہونچ سکے گا اور مدعا حاصل
نہوگا پس لازم ہے کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے
موافق سبک اور گران ہو اور یہ بہی چاہیے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط
ومستحکم پکڑین اور گٹا ہاتہہ کا ٹیڑہا نہونے دین کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور

کمان کھینچنے کے وقت اس طور سے کھڑے ہون کہ دہنا پانون بائین پانون سے آٹھہ دس گرہ آگے بڑھا رہے اور داہنے پاؤن کو ایسا ترچھا رکھین کہ اگر بائین پانون کی ایڑی سے ایک لکیر کھینچین تو دہنے پانون کے بیچ مین پہونچے اور اس طریق سے کھڑے ہونے مین یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے دہنے بائین ہر طرف تیر مار سکتے ہین اور کمان کے وزن کا بہی خیال رکہنا چاہیئے اس لئے کہ ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک سے زیادہ نہین ہوتی ہے اور ٹانک تیراندازون کی اصطلاح مین پانچ سیر وزن کو کہتے ہین اور جس کمان کی شست مین پانچ سیر کا بوجہہ باندہنے کے بعد اسقدر خم ہووے کہ کھینچتے وقت کان کی لو تک شست خم کہا جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانک کی کہتے ہین اسی طرح پانچ ٹانک کی کمان کو بہی سمجہنا چاہیے اور ہندوستان مین اول درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے بعد اس کے باڑی اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اوس کے بعد بہار پٹنے حاجی پور کی کمان بہی اچھی ہوتی ہے اور تیراندازی کے واسطے غلیل بازی سیکہنا بہی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیراندازی کے قواعد سے مشابہ ہین اور صورت بھی اوسکی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل ہند کے محاورے مین ایسے بانس کی کہپاچ کو کہتے ہین کہ سوہن سے تراش کے کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور اوسمین بجائے تیر کے غلہ رکہا جاتا ہے اور وہ غلہ

گولی اور تیر کی برابر کام کرتا ہے اور مشاق کامل کا غلہ دو سیر کے لوہے کے توے کو توڑکر باہر نکلجاتا ہے اور انسان اور حیوان کے حق مین تیر اور گولی کی طرح کارگر ہوتا ہے پس جو کوئی غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیئے کہ ایسی مشق بہم پہونچاوے کہ اوسکی غلیل کا غلہ لوہے مین سوراخ کرکے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانے کا یہ ہے کہ کمان کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پہر بتدریج سخت غلیل تک نوبت پہونچاے اور انتہا اوسکی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف ہووے اور غلیل بازی مین حکمی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور نرم غلیل کے لئے کمہارون کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیئے اور سخت کے واسطے غلہ بہی سخت چاہیئے سخت اور بہاری غلہ بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کے میل کو جو لوہارون کے یہان بہت پڑا رہتا ہے ہاون دستے مین خوب باریک کوٹ کے کپڑچہان کرکے ایک حصہ یہ اور دو حصے کمہارون کے یہان کی مٹی اور تہوڑی سی پرانی روئی اوسمین ملاکے گوند کے پانی مین تین دن تک تہائی پر گہن سے خوب کوٹین جب سب ایک ذات ہوجاوے تو پہر اوس کے غلے انداز کے موافق بناکے دہوپ مین خشک کرلین ایسے غلے کامل مشاق کے ہاتہ سے دشمن کے مغز کی ہڈی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہین غرضکہ غلیل بہی ہتیارون مین کامل ہتیار ہے اگر پوری پوری مشق ہوجاوے تو بندوق اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصارف مین اون دونون سے کم ہے لیکن صرف اسقدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتہ

سے دوسو قدم سے زیادہ حریف پر کارگر نہین ہوتا تیر اور گولی تین چار سو بلکہ پانسو
قدم تک دشمن کا کام تمام کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے مان باپ کو
چاہیئے کہ اپنی اولاد کو فنون مذکورۂ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکہاوین
کیونکہ بعد علم اور خوشنویسی کے یہ فنون بہی بہت عمدہ ہین اور مردون کو اکثر انسے
کام پڑتا ہے عزت دار اور شریف لوگ انہین فنون مین نوکری کرنے کو بہتر اور
عمدہ جانتے ہین اور اکثر آدمی لکہنے پڑہنے کی ملازمت پسند کرتے ہین اس واسطے
ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑکون کو تحصیل علم ہی کے زمانے مین فنون سپہگری
کی بہی تعلیم اور تربیت کراوین تاکہ بچے اسمین بہی ہوشیار ہو جاوین اور ایسے
ہنرون کے سیکہنے مین ایک فائدہ یہ بہی ہے کہ بچون کا کہیل کود اور ہوا خوری وغیرہ
مفت مین ان فنون کے سیکہنے کے ضمن مین ہو جاے گی اور تمام دن کی محنت
کی کوفت اور تہکن بہی جاتی رہے گی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بہی حاصل ہو جاویگا
پس کیا اچہی بات ہے کہ ایک کام کے سیکہنے مین اور فائدے بہی حاصل ہون
ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؎ اور یہ بہی لازم ہے کہ بچون کو فنون
مذکورہ سکہانے کے بعد اور عمدہ عمدہ ہنرون کی تعلیم و تربیت مین مشغول رکہین
تاکہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنرون کو بہی سیکہہ لین کیونکہ بعض اوقات نرے
علم سے کام نہین نکلتا ہنر کی بہی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لئے اگلے بادشاہون
اور امیرون کا دستور تہا کہ باوجود بادشاہت اور دولت و امارت کے اپنی اولاد

کو سوا ے علوم و فنون سپہگری کے اور شریف ہنرون کی بہی تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت مصیبت کے کام آوین اس واسطے کہ دنیا کی ثروت و فراغ بالی قابل اعتبار و اعتماد کے نہین ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور فقیر ہوجاتے ہین دیکھو ابہی تہوڑے دنون کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی وغیرہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین کیسے کیسے گہر دولتمندون کے تباہ اور برباد ہوے اور خاندان تیموریہ کی تو یہان تک نوبت پہونچی کہ اون کو بہیک مانگنے بہی نصیب نہین ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی اپنے دروازے پر بہی خوف کے مارے اونکو ٹہیرنے نہین دیتا پہر اور طرح کی خبر گیری کیسی اور اون بیچارون نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غرور مین کسی طرح کا علم و فن اور ہنر بہی نہین سیکہا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری کرتے اور اسی باعث سے آج تک کہ زمانہ چہبیس برس کا گذرا اونکو سواے گداگری کے اور کوئی حیلہ شکم پروری کا نصیب نہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور سواے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے والے لوگ اپنی اپنی تباہی کے بعد ہنرون کی وجہ سے پہر ویسے ہی آسودہ اور دولتمند ہوگئے حاصل یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کو غنیمت جانے اور خدا کی عنایت و فضل کا شکر بجا لاکر اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو ضایع نکرے اور ایسے وقتون مین کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکہے اور اپنی اولاد اور اقارب وغیرہ

کو بھی سکھاوے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل وعیال وغیرہ کی متوسط حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہوجاوے اور کسی سے سوال کی نوبت نہ پہونچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسانمند بھی نہو اس لئے کہ غیر کا محتاج ہونا شرعًا وعرفًا مذموم ہے سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابرست	رفتن بپایمردی ہمسایہ در بہشت

فصل سیف اور بانک اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ سپہگری کے فنون مین سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور بغایت پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلوارون کے سایون کے نیچے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی ابوبکر کہتے ہین کہ مینے اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے مین یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلوارون کے سایون کے نیچے ہین پس جس کے سایے مین جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اوس کی بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنرون سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر

مبتدیون کے سمجھانے کے لیئے چند قاعدے جو اس فن کے اصل اصول ہین لکھے
جاتے ہین اور اس مبارک فن کے اوصاف مین سے ایک یہ ہے کہ دشمن
کے مقابلے مین بہت کام آتا ہے اس فن کے مشاق پر اگر سو اناڑی آدمی تیغ
تبر جمدہر برچھی سنان وغیرہ سے حملہ کرین تو اوسپر ہرگز غالب نہین ہو سکتے بلکہ خدا
کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا لیکن سیف باز تیر گولا گولی غلے وغیرہ سے
ناچار ہے کہ یہ سب چیزین دور ہی سے اوس کا کام تمام کر سکتی ہین اس فن کے
چار اصول ہین اوّل چالشگر جس کو ہندی محاورے مین پیترا کہتے ہین اسکے
نو آموز کے لیئے بڑا میدان چاہیئے جب حریف سامنے آوے تو اوسکی آنکھہ
سے اپنی آنکھہ ملا رہے اس لئے کہ آنکھہ چمکانے مین وہ اپنا کام کرے گا
پھکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہہ پر نہ ٹھیرے اپنے جسم کو چست و چالاک پھرتی
اور سرعت کے ساتہہ رکھے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچا کے اپنا
وار کرے دوسری ریج اسکی کئی قسمین ہین بعض ان مین سے جو بہتر ہین لکھے جاتے
ہین اوّل ہونتی وریج وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتہہ مین تلوار اور بائین مین سپر لیکر جست و
خیز سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانوون کو کشادہ و خمیدہ اور تلوار و سپر کے دونون
ہاتہون کو دو طرفہ لنبا رکھے اور تلوار کو کبھی کھڑا اور کبھی اوس کے قبضے کو خمیدہ رکھے
کہ اوسکا سر زمین پر ہوپنچے اور کبھی قبضے پر اسی طرح سپر کی گدّی کو پھراتا رہے
اور چوطرفہ دیکھتا رہے پھر پیترا بدل کے دہنے بائین آگے پیچھے جائے اور جسم کو

سمیٹ کر سپر اور تلوار مین چھپا کے حریف پر چوٹ کرے اور اوسکے وار کو خالی دے بلکہ پیترا بدل کے اوسکی چوٹ کی حد سے دور ہوجاوے دوسری قسم امرد پیچ طرق اوسکا یہ ہے کہ پاؤن کے پنجون پر کہڑا ہوکے دونون پانون کو آگے پیچھے برابر زمین پر رکھکے کمر کو ٹھہرا کرے اور سیف و سپر کے دونون ہاتھون کو سر کے مقابل لنبا کرکے لگاتار حریف پر وار کرے اور اوسکی چوٹون کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤ کمہ پیچ بیان اسکا یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتھون کو برابر وکشادہ رکھکے گردن کو دشمن کی جانب جھکا دے اور اوس دونون ہاتھون کو حرکت دیکے خصم پر چوٹ مارے اور اوسکے وار کو خالی دے چوتھی چور پیچ ڈھنگ اسکا یہ ہے کہ حریف کے مقابل میدان مین اپنے اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے رکھے اور اپنے سارے جسم کو چست کرکے سیف و سپر کے دونون ہاتھون کو سینے کی برابر لنبا کرکے پیترا بدلے پھر حریف پر وار کرکے بجلی کی طرح تڑپ کے اوس کے ضرب سے دور ہوجاوے پانچوین علی مدد پیچ یہ پیچ سب پیچون سے نرالی ہے طرفہ یہ ہے کہ اسکے حرکات و سکنات مین ہیئت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی ہوجاتی ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ قبلہ رُخ کہڑے ہوکے بایان پانون اس طرح رکھے کہ ایڑی شمال کی جانب اور انگلیان جنوب کی طرف رہین اور دہنا پانون مغرب کی طرف اس طور سے رکھے کہ ایڑی اوسکے بائین پانون کے ٹخنے کے محاذی رہے اور پیٹھ مشرق کی طرف اور دونون پانون مین نو دس گرہ کا فاصلہ ہووے

اور دا ہنے ہاتھہ کو جسمین تلوار ہے سینے کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے
اور سیدہی ہاتھہ کے بازو کو بائین طرف تھوڑا سا ٹہرا کرکے تلوار کو ترچھا ہاتھہ مین
رکھے اور داہنے پہلو کی طرف سے دشمن کی آنکھہ سے آنکھہ لڑا ئے رہے اور ہاتھہ
کے گٹے کو ملایم رکھے بائین سے قدرے پیچ دیوے اور بائین ہاتھہ کو جسمین سپر ہے
سیدہا لٹکا کر حرکت دیکے کبھی سپر کو آگے لاوے اور کبھی پیٹہہ کے پیچھے لیجاوے
اور دونون زانوؤن کو جھکا رکھے اور سارے جسم کا بوجھہ بائین پانون پر ڈالکے داہنے
پانون کو سبک رکھے اور دشمن کی آنکھہ سے آنکھہ لڑا کے خوب زور سے اوسپر وار
کرے اور بائین پانون کو میخ کی طرح بجاے خود کہڑا رکھے اور دہنے پانون کو نرم
رکھے کہ حملے کے وقت حریف کے آگے آجاوے پہر اوسکی چوٹ بچانے کو اوس کے
بائین پانون کی برابر آجاوے تیسرا قاعدہ چوٹون کا کہ اوسکو داد کہتے ہین اور وہ چھہ
ہین اوّل طمانچہ وہ یہ ہے کہ داہنی طرف سے دشمن کے کلّے پر مارین دوسرا باہرہ
وہ یہ ہے کہ بائین طرف سے حریف کے کلّے اور گردن پر مارین تیسرا کڑک کہ داہنی
طرف سے دشمن کے پانون پر وار کرین چوتہا پالٹ کہ بائین جانب سے دشمن کے
کولے سے پانون تک چوٹ مارین پانچوان سر وہ یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب
لگاوین چھٹا ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ خواہ پٹرو پر سیدہی ضرب لگاوین یہ
چھہ چوٹین اصل ہین اور شاخین اسکی بہت ہین استادون نے تینتالیس چوٹین اور
نکالی ہین اور ہر ایک کا نام علیحدہ مقرر کیا ہے چوتہا قاعدہ چوٹون کی روک کا طمانچے

کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً دہنے پانون کو بائین
پانون سے ملا کے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار دشمن
کا سپر پر پڑے اور بائین پہلو سے حریف کی آنکھہ سے آنکھہ لڑائے رہے اور باہرے
کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائین طرف سے باہری کی چوٹ مارے
تو وہ بہی اسی قاعدے سے روکے اور کرڑک کی روک یہ ہے کہ اگر کرڑک کی چوٹ
مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچہے ہٹ جاوے اور
خالی دے ورنہ سیف کو کرڑک کے مقابل زمین پر کہڑا کرے اور اپنے داہنے پانون
کو پیچہے ہٹاوے تاکہ اوسکا وار تلوار پر پڑے اور پالٹ کی روک کا طرز کرڑک کے
مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ داہنے پانون کو بائین پانون کی برابر
لاکر تلوار کو داہنے کندہے پر رکہکے سپر سر پر لاوے اور کمر اور دونون زانون کو خمیدہ
رکہے اور دشمن کی آنکہون سے آنکہین لڑاکے اوس کی چوٹ سپر پر روکے
اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلی کی طرف وار کیا ہو تو فوراً زمین پر بیٹہہ کے تلوار و
سپر سے ہول کی چوٹ کو روکرے اور جو سینے اور پیٹ پر دشمن ہول مارے تو
پینترا بدل کے دشمن کے پہلو مین بیٹہہ جاوے تاکہ اوسکی ہول خالی جاوے غرضکہ
اس فن مین چستی اور چالاکی اور ہوش و حواس کا درست رکہنا اور اعضا کا قوی
ہونا اور ہر طرف آنکہہ لڑائے رہنا اصل اصول ہے اور مطلب اس سے
یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے اوس کا

کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچوان قاعدہ تلوار کے قبضے کی گرفت کا اساتذہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی تپلی کو پانچون انگلیون سے پکڑین اور اون کے سرون کو آپس مین ہتیلی سے چپکا رکہین اور انگوٹھے کو کلمے کی انگلی پر رکہ کے اس طرح قوت سے پکڑلین کہ ہرگز اوسکو جنبش ہونے پائے اسلئے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتہہ مین ڈہیلا رہے گا تو ہتیلی پر صدمہ پہونچیگا اور دشمن کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتہہ سے نکل جائیگا اور سب سے پہلے قبضے کی گرفت کے قاعدے کو سیکہنا چاہیئے پہر پینترے اور پیچ اور داد اور روک کے ضوابط کو استادان فن اور ماہران کہن سے حاصل کرین اگرچہ تہوڑے سے قواعد اس فن کے بیان بطور اختصار لکہے گئے ہین مگر بے اُستاد کامل کے مہارت ان فنون کی محال ہے اور سوا اس فن کے بانک کا فن بہی انسان کو سیکہنا نہایت ضرور ہے کیونکہ یہ فن بہی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت عمدہ اور کارآمد ہے کامل اُستادون نے چہوٹے ہتہیارون کی ضرب سے محفوظ رہنے کے لئے اس فن کو اختراع کیا ہے جو شخص اس فن مین کمال کرتا ہے وہ سوا گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور ہتیارون کی ضرب کو بکیتی کے ہنر سے باسانی رد کر سکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک کر کے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نہتے بہی مسلح دشمن سے نہین ڈرتے اور رومال موزے جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی

صنعتین اور عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہین کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے
تمام ہتھیار گر پڑتے ہین پیر و ہ تن تنہا سو آدمیون پر جو اس فن سے محض بیخبر
اور ناواقف ہون غالب آتے ہین اصل اصول اس فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت
چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندون کی گرفت کا کمال بہم پہونچاوے پس
اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی پہلوان مثل رستم کے اور اس
فن سے محض بیخبر تو بکیبت اوسکو پیچ پر مڑ ہا کے جیسے بلی چوہے کو پکڑ لیتی ہے
گرفتار کرکے اوسپر غالب اور فتحمند ہوگا اور اس کے ہر حربے سے انشاءاللہ تعالی
محفوظ و مصئون رہیگا اور سیف بازون نے پٹے بازی کے ہنر کو بھی دشمنون کے
حرب ضرب سے محفوظ رہنے اور اونکے دفع کے لئے ایجاد کیا ہے سیف بازی کیتی
پٹے بازی کے فنون کو عقلمندون نے ہاتی سے نکالا ہے یعنی جیسے ہاتی اپنی سونڈہ کو دہنے
بائین سر پر پہراتا ہے اسی طرح پٹے بازو غیرہ بھی اپنے دہنے بائین پٹے وغیرہ کو پہراتے
ہین تاکہ دشمن کے قابو مین نہ آجائین بلکہ خود ہی اوسپر غالب رہین اور پٹے بازی
کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا مشاق ہزار جوان کی صف کو جو سیف بانک
پٹے بازی کے قاعدون سے بیخبر اور ناواقف ہون اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی
جان بچاکے صحیح سلامت نکل جاتا ہے پس شرفا کو چاہیے کہ حریف پر غالب ہونے
اور اپنی جان کی حفاظت کے لیے ان فنون مین بھی ضرور مشاقی حاصل کرین اور
ایسے شریف فنون کے سیکھنے مین جہان تک ہوسکے نہایت کشش و کوشش

کرین اور اپنی اولاد کو بہی ضرور ان عمدہ ہنرون کی تعلیم اور تربیت سے محروم نرکہین اسلئے کہ یہ تمام فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کار آمد ہین اور لڑائی کے وقت دشمنون کے ضرر دفع کرنے کے لئے انہین فنون سے بہت کام نکلتا ہے اور سپہ گری کے بہت ہنر ہین چنانچہ مثل مشہور ہے کہ سپاہی کی چھتیس فن پس اگر سب حاصل نہو سکین تو اون مین سے اعلی اور بہتر فنون سیکہنا تو نہایت ہی ضرور ہے خود بہی سیکہین اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بہی سکہاوین تاکہ ضرورت کے وقت کام آدین اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے اپنی اور اپنے اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے۔

باب دوازدہم

فصل کہانا پکانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ دنیا مین انسان ہو یا جن خواہ حیوان کسیکو کہانے سے چھٹکارا نہین اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس مان باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیان سات آٹھ برس کی ہوجاوین تو پڑہنے سے چھٹی پانے کے بعد اون کو طریقے کہانا پکانے کے ضرور سکہاوین اور اون سے سالن اور سیر آدہ سیر کی پتلی روٹی ہاتہ کی ہر روز پکوا لیا کرین اور جمعے کے دن چند طرح کا کہانا تکلف کا جیسے پلاو کباب کوفتے میٹھے چاول زردہ مطنجن فیرنی قلیہ قورمہ بریانی بورانی پوری کچوری پراٹھا سنبوسہ وغیرہ بہی پکوا لیا کرین اسی طرح مربے مٹہائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب

بھی لڑکیون کو بتانا اور سکھانا ضرور ہے کیونکہ ان مین سے بعض چیزون سے اکثر
اور بعض سے گاہے ماہے کام پڑتا ہے اور مہمانداری مین تو اکثر ایسی چیزون کے
پکانے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبین سیکھنا او
اونکا دھیان اور خیال رکھنا ہر بہو بیٹی کے لیئے نہایت ہی ضرور ہے اس واسطے
کہ کھانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسر نہین ہوتین پس اگر گھر کی بی بی کو کچھہ بھی پکانا آتا
ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچون اور خاوند کا پیٹ تو بھر دے گی نہین تو سب
بچے اور گھر والے بھوکے رہین گے اور بی بی کا خیلاپن سبھون پر ظاہر ہوگا اور
میان بھی بھوک کی جھنجھلاہٹ مین بی بی سے طعن تشنیع کی باتین کریگا اور وہ بھی
بھوک کے غصے مین میان کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتین باعث
لڑائی اور فساد کا ہونگی اور ناحق کی رنجش آپس مین بڑھتی رہیگی غرضکہ جو عورتین کھانا
پکانا نہین جانتین وہ ہمیشہ تکلیف اور ایذا اوٹھاتی ہین اور تمام عورتین اون کو
خیلا سمجھکر اون سے ہنسی اور مذاق کرتی ہین اور جو اچھا پکانا جانتی ہین اون کی اکثر
تعریفین ہوا کرتی ہین اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہین چنانچہ ایسا ہی دیکھنے
اور سننے مین آیا ہے کہ جو آدمی مچھلی کریلے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو اوسکی
ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزین کچھہ ایسی عمدہ اور تحفہ نہین کہ لائق تعریف
کے ہون لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکانے والے

کی مدح کرتے ہین اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہین اور جو کہ کہانا پکانا بہی امور خانہ داری
کا ایک جزو اعظم ہے اس لئے سیکھنا اس کا ہر عورت کو بہت ضرور ہے اگرچہ خدمت
کے واسطے لونڈیان باندیان مامائین کتنی ہی گہر مین موجود ہون اس واسطے کہ زمانہ
ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکسان نہین رہتا پس انسان کو چاہیے کہ راحت
و آسایش کے زمانے مین محنت و جفاکشی سے جی نہ چراے اور خاصکر خانہ داری
کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے کرتا رہے اور احدیون کی طرح اپنے
تئین کاہل اور سست نہ بناوے اس لئے کہ حدیث شریف مین ایسے شخص کی
جس سے کوئی کام دین و دنیا کا نہو سکے مذمت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ ابْنَ السَّبْعِیْنَ فِیْ اَھْلِہٖ
ابْنَ عِشْرِیْنَ فِیْ مِشْیَتِہٖ وَمَنْظَرِہٖ یعنی بیشک اللہ تعالی بغض رکہتا ہے
ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گہر مین تو ستر برس کی عمر کا ہو اور اپنی چال اور صورت
مین بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گہر کا کام کاج نہ کرے سست کاہل پڑا رہے گویا
ستر برس کا بوڑہا ہے اور صورت شکل چال ڈہال مین بیس برس کے جوان کے
مثل ہو تو اللہ تعالی ایسے آدمی کو مبغوض رکہتا ہے کیونکہ آدمی کا بیکار گہر مین بیٹہنا
یا ایسے کام مین مشغول ہونا جسمین دین و دنیا کا کوئی نفع نہو مذموم ہے اور جو شخص
کہ کوئی پیشہ یا کہیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو دوست رکہتا
ہے اوسے چاہتا ہے جیسا کہ حکیم ترمذی و طبرانی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے بندے مومن پیشہ ورکو یعنی جو شخص کہ طلب معاش مین محنت و مشقت گوارا کرتا ہے۔ سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے ان دونون حدیثون کو جامع صغیر مین ذکر کیا ہے اور اوسکی شرح مین اون کو ضعیف بتایا ہے اور کہانا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت مین بہی اس سے چہٹکارا نہوگا پس کہانا پکانے کے سب کام کاج سیکہنا ضرور ہین جیسے برتن مانجنا مصالح پیسنا اور آگ جلانا آٹا گوندہنا روٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کہانون کی ترکیبین بہی سیکہنا چاہین اور کہانا پکانے مین صرف آنچ اور آب و نمک کا دہیان رکہنا لازم ہے اسلئے کہ کہانے کا مزہ دار ہونا انہین چیزون کی درستی پر منحصر ہے جس کہانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلتا بہنتا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے اور جس کا آب و نمک درست نہوا وسمین کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا ہی گہی اور میوہ اور زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کہانا ہرگز خوش ذائقہ نہو گا۔ اور نہ وہ کسی آدمی سے کہایا جاویگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ ایسے کہانے سے کہ جسکا آب و نمک ٹہیک نہو چٹنی روٹی جو آب و نمک سے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اوسے کہا کر خوش اور سیر تو ہوجاوے گی اور چونکہ کہانا پکانے کی ترکیبون سے اکثر لوگ واقف ہین اس لئے اوس کے طریقون اور قسمون کا بیان تفصیل سے نہین لکہا گیا

علاوہ اس کے اس فن مین بہت سی کتابین لوگون نے تالیف کی ہین اور انواع و اقسام کے کھانے پکانے کی ترکیبین اون مین لکھی ہین ہر شخص اون کو دیکھکے اپنے سلیقے کے موافق پکانا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کر سکتا ہے فقط

فصل گنگلہ اور بیڑہ بنانیکے طریقو مین

جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے شہرون مین پان اور ملک مالوہ مین گنگلا اور پان کھانے اور خاطرداری مین اوسکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر لحظہ بھر کے لئے بھی کوئی کسی کے یہان جاوے تو پانچ بیڑے یا تھالی بھر گنگلے سے اوس کی تواضع ضروری کرنا پڑے گی نہین تو بدنامی اور نام رکھائی ہوگی اور اس ملک مین تو گنگلے پان کی تواضع کی یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر مہمان آوے تو اوس کے کھانے پینے کی اتنی فکر نہین کی جاتی جس قدر اوس کے پان گنگلے کا خیال رکھا جاتا ہے اس لئے کہ اگر اوس کی اس تواضع مین کسی طرح کا فتور ہو جاتا ہے تو وہ بھی اسی کے منہ ونیز کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلان شخص کے یہان گئے تھے کسی نے ایک عمل گنگلا یا دو پان بھی نہ دیے اور جو کھانے پینے مین کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بھی اِس قدر اوسکی شکایت نہین کرتا اور سوائے تواضع و خاطرداری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑھے تک خود بھی اس قدر پان اور گنگلا کھانے کی عادی ہین کہ گھڑی بھر بھی اوس سے خالی منہ نہین رہ سکتے علاوہ اس کے کھانا اس کا خالی کئی فائدون سے نہین ایک یہ کہ

اس کے کہانے سے موہنہ خوب صاف ہوجاتا ہے دوسرے زردہ لیعنی تنبا کو پیٹ
کے نفخ اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے مسوڑہون اور دانتون کے درد کو
دور کرتا ہے اور اون کی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتہے موتہہ کی بدبو بہی اس سے
جاتی رہتی ہے پانچوین پان کی دہڑی سے چہرہ بہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے
خلاصہ یہ کہ اس کے کہانے مین بہت سے فائدے ہین اس واسطے مان باپ
کو لازم ہے کہ لڑکیون کو بیڑے اور گنگا بنانے کے طریقے بہی ضرور سکہا دین تاکہ
حاجت کے وقت اس کے بنانے مین دوسرے کے محتاج نہ رہین ترکیب گنگا
بنانے کی یہ ہے کہ چہالیا کتر کے اوسکی دہول اور ردی کو نکال ڈالین اور سیر بہر عمدہ
گول چہالیا کتری ہوئی مین آدہ سیر کتہا دُہلا ہوا کہ دہول اور ردی سے صاف ہو
ملا دین اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اور آدپاؤ لونگ کتری ہوئی اور زیادہ کہانے والے
پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چہوٹی الائچی اور چہٹانک چہٹانک جوز جاوتری ڈالین
اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملا دین اس قدر مصالحہ سیر بہر چہالیا کے گنگے
کو کافی ووافی ہے اور ایسا گنگا نہایت عمدہ ہوتا ہے اور جوان چیزون مین سے
کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے کم مصالح ملایا جاوے تو وہ گنگا اچہا
نہین ہوتا اور اوسکے کہانے سے زبان اور گلے چہل جاتے ہین اور زبان اینٹہہ
جاتی ہے اور اگر گنگے مین زیادہ تکلف کرنا چاہین تو پہلے کتری ہوئی چہالیا کو زعفران
اور شنجرف وغیرہ مین رنگ کے دہوپ مین سکہالین پہر سب مصالحہ اوس اندازے

جو اوپر لکھا گیا اوسمین ملاوین اور اوس سے زیادہ نہ ڈالین نہین تو گٹکا خراب
ہوجائیگا اور اگر اس سے بہی زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چہالیا کو کیوڑے
مین بسا لین پہر زعفران و مشک مین رنگ کے سائے مین خشک کرین جب
سوکہہ جاوے تو اوسمین کیوڑے کا بسایا ہوا کہتا ملا کے وہی سب مصالح اوسی
وزن سے ملاوین اور جو جی چاہے تو سب مصالح کو سونے چاندی کے ورقون
مین منڈہ لین اور اگر تہوڑے سے پستے بہی کتر کے ملاوین تو وہ نہایت ہی تکلف
کا ہوجاوے گا اور ترکیب گٹکا کہانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت
کے موافق گٹکا لیکے انداز سے اوسمین چونا ملا کر خوب ملین جب چونا اور
گٹکا ایک ذات ہوجاوے تو اوسمین کہانے کا تنبا کو جسکو ہمارے یہان
زردہ کہتے ہین انداز کے موافق ملاوین اور اس طرح کے گٹکا کہانے سے
موہنہ کو کچہہ ایذا اور تکلیف نہین ہوتی ہے اور جو بے ملا گٹکا کہایا جاتا ہے
تو اوس سے موہنہ کو تکلیف ہوتی ہے کلّا اور زبان چونے سے کٹ جاتی ہے
پہر کہانا کہانے مین نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملا ہوا گٹکا کہانے مین یہ فائدہ
ہے کہ چونا موہنہ کو نہین لگتا اسلیئے کہ ملنے سے وہ یکسان ہوجاتا ہے کہین
زیادہ کہین کم نہین رہتا کہ جس سے موہنہ کٹنے کا اندیشہ ہو اور اوپر سے چونا
کہانے مین ہمیشہ موہنہ پہٹنے کا اندیشہ رہتا ہے غرضکہ جب گٹکا کہاوے تو
ملکر کہاوے بغیر ملے کبہی نہ کہاوے اور گٹکا کہانے کا رواج ہمارے ہی

ملک مین ہے ہندوستان کے شہرون کے لوگ اسکا بنانا اور کہانا نہین
جانتے وہان پان ہی کہایا جاتا ہے اور بعض اوقات مین گوٹا کہ جسمین بُھنا ہوا
دہنیا اور چہالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کترا اور رنگا ہوا کہوپرا اور چہوٹی الائچی اور
پستے بادام کی ہوائی ملاتے ہین کہایا جاتا ہے اگرچہ یہ بہی بجاے خود مزے دار
ہوتا ہے مگر جیسا عمدہ کتہا ہمارے ملک مین طیار ہوتا ہے ویسا شاید کہین
نہ بنتا ہو اور نہ ہمارے ملک کا سا خوش ذائقہ پان کہین کہایا جاتا ہے اسلئے
کہ ہندوستان کے شہرون مین اگرچہ گلوری بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے
لیکن پہر بہی ہمارے یہان کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہین ہوتی اور
اسکے سوا اوسکے بنانے مین محنت بہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کتہا
تلاش کرکے پانی مین بہگو کر کئی بار بکٹہاپن دور کرنے کے لئے اوس کے پانی کو
بدلنا پہر پکا کے اور کپڑ چہان کرکے گاڑہا گاڑہا صافی مین پہیلا کے کنڈے کی
راکہ پر بچہا کر متعدد وقتون مین بکٹہاپن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لئے پانی
چہڑکنا تاکہ وہ کتہا گلوری مین لگانے کے قابل ہوجاوے خالی دشواری سے
نہین دوسرے گیلے کتہے کے بیڑے مین یہ بہی دقت ہے کہ ہر وقت آرام دان
پان دان پٹاری وغیرہ ساتھ رکہنا پڑتا ہے کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بنا کر
خاصدان وغیرہ مین رکہ لئے جاوین تو کتہا بہ کر تمام پانون کو بدشکل اور خراب
کردیتا ہے اور ڈلی کے بہیگ جانے سے پان کا مزا بہی بُرا ہوجاتا ہے سواے

اسکے ایسے پان کی پیک بہی نہایت رقیق اور پہیکی ہوتی ہے غرضکہ گیلے
کتہے کا پان باوجود زیادتی مشقت کے بدمزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے بیان کے
بیڑے کے کہ وہ نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت بہی اوسکے
بنانے مین کم پڑتی ہے اس واسطے کہ کتہا بہگونے اور بار بار اوسکے پانی بدلنے
اور پکاکر راکہہ پر ڈالنے وغیرہ کی کچہہ دقت اور ضرورت نہین ہوتی اور نہ ہر وقت
پاندان پٹاری کے بوجہہ اوٹہانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لئے کہ بہت سے
بیڑے بہیگی صافی مین لپیٹ کے اگر خاصدان مین رکہہ لئے جاوین تو دن بہر کو
کافی ہون گے اور خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دوسرے روز
بہی کہائے جاوین تو اوس کے ذائقے مین کسی طرح کا تغیر متمیز نہ ہوگا ترکیب بیڑا
بنانے کی یہ ہے کہ پہلے عمدہ اور اچہی ذات کے پان جیسے پہلوا دو لا گنگیری
ڈہونڈہ ہوا کر منگوا دین کر بنج اور کپوری کہ بری قسم کے ہوتے ہین ہرگز نہ لیوین
پہراون کو سہرے پانی مین دہوکر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچہہ ڈالین تاکہ
مٹی اور کرکراہٹ وغیرہ سب دور ہو جاوے اور جہان کہین سڑے گلے ہون اوسکو
اور اونکے کنارون کو قینچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کرلین پہر جتنے پانون
کا بیڑا بنانا منظور ہو اون کو اس ترکیب سے جوڑ کر بنا لین کہ اول دو پان اولٹے
رکہین پہر جتنے پان رکہنے منظور ہون اونپر سیدہے رکہکے اوپر کے پان پر چونا
اس انداز سے لگاوین کہ ہر جگہہ برابر ہو کہین کم اور کہین زیادہ نہو اوسپر کتہا روا وغیرہ

بہی نہو کیونکہ اس سے بہی مونہہ پہٹ جاتا ہے پہر اوسپر سوکہا باریک پسا ہوا
کتہا بُرُبُرا کے پان کو صافی وغیرہ تر کپڑے پر اولٹ دین تاکہ کتہا اوسکی تری
سے سیل کر پان پر خوب جمجاے پہر جب وہ بہیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے
اوس کے چونے کو دیکھ لین اگر سفیدی ہونے کی معلوم ہو تو پہر دوسری بار وہی یا
کتہا چہڑک کے اوسکو جمنے کے لئے تر کپڑے پر اولٹ دین جب وہ جم جائے
اور رنگت اوسکی سنہری سیاہی مارنے لگے تو اوہین چہالیا الائچی بادام زردہ
وغیرہ ڈالکر لیبا لیقہ معروف اوسکو موڑلین اور لونگ لگا کر قینچی سے کتر اور
صاف کر کے کسی صافی مین لپیٹکر خاصدان وغیرہ مین رکہدین اس طرح کے
بنے ہوئے بیڑون مین ایک یہ بہی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چندان
متغیر نہین ہوتے اور گیلے کتہے کے تازے بیڑون سے زیادہ خوش رنگ اور
خوش ذائقہ ہوتے ہین ۔

فصل سینا سکہانیکے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ مان نانی دادی قرابت والی عورتون کو لازم ہے کہ لڑکیان جب
پڑہنے سے فراغت پاوین تو اون کو سواے پکانا سکہانے کے دو ایک گہنٹے
سینے کے اقسام جیسے تیپچی لڑہیاون اور مانجیا وغیرہ بہی ضرور سکہاوین تاکہ
حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور ابتدا مین کوئی پُرانا موٹا
کپڑا دیکر تیپچی بہرنا بتاوین اور جب تک اوسمین ہاتہہ صاف نہو اور دوہرا اوردوہرا کر

اوس کو سلواتے رہین جب فی الجملہ سیون تیبچی کی صاف اور سیدہی آنے لگے تو
پہلے سیدہے سادہے کپڑے جیسے بستنی وست بقچہ تہیلی وغیرہ سلواوین جب
اسمین ہاتہہ خوب صاف ہوجاوے تو بخیا اور ماکڑہیاون وغیرہ کے بنانے مین
محنت اور کوشش کرین جب اس قسم کے سینے مین فی الجملہ ہاتہہ درست ہوجاوے
توپھر اینچ پینچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹوا تلیدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلواوین
پھر اوس کے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیان بتاوین
جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگین تو خود اون لڑکیون اور
چھوٹے بچون کے کپڑے مثل کرتے پائجامے اوڑہنی وغیرہ کے اون سے
سلواوین اس کے بعد فتوحی انگرکھا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلواوین غرضکہ
طرح طرح کے کپڑے سینے کے طریقے بتاوین اور انکی قطع وبرید کے قاعدے
بھی ضرور سکھاوین اس لیئے کہ پہلے اسی سے کام پڑتا ہے اور بہ نسبت سینے کے
مشکل بہی ہے اسکے سوا جس کپڑے کی قطع وبرید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول
اور خوشنما ہوتا ہے اور اوسکا پہننے والا بہی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے
علاوہ اسکے جو شخص قطع وبرید کے ضوابط اور باریکیون سے بخوبی واقف ہوگا خدا
چاہے تو اوس کا کوئی کپڑا خراب نہ ہوگا اور نہ اوس کے کپڑے کے ٹکڑے پارچے
بیکار اور چوری جائینگے اس واسطے ہر انسان خاصکر عورتون کو لازم ہے کہ ہر طرح کے
لباس خصوصاً اپنے اور بچون کے کپڑون کا قطع کرنا ضرور سیکھین تاکہ حاجت کے وقت

دوسرون کی منت نہ کرنی پڑے دیکھو اکثر بیوقوف عورتین اپنے کپڑے قطع کرانے
کے لیئے دوسرون کے پاس لئے پھرتی ہین اور اونکی کیسی کیسی خوشامد اور منت
کرتی ہین علاوہ اسکے اپنے آپ کو خبیلا اور احمق کہلواتی ہین عقلمند اور سلیقے
دار عورتین ہنسی اور مذاق کی راہ سے اونکو مسخرہ بناتی ہین پس اگر تھوڑا سا بھی خیال
کرکے کپڑون کا قطع کرنا سیکھہ لین تو کاہیکو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہونچے
اور کیون خبیلا اور احمق کہلاوین اور قطع کرنا کچھہ ایسا مشکل کام نہین کہ سیکھنے کے
بعد بھی نہ آوے بلکہ تھوڑی سے غور و فکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے
کپڑون مین تو انگرکھے اور زنانے کپڑون مین انگیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بھی چندان
مشکل نہین ذرا سا دہیان رکھنے سے سب طرح کے کپڑون کا بیونتنا آجاتا ہے
پھر لوگ اوسکو تمیزدار اور سلیقہ شعار جانتے ہین اور جب لڑکیان ہر طرح کے
کپڑون کا بیونتنا اور سینا پرونا سیکھہ جاوین تو اوس وقت گوٹے کا کام بھی جیسے
گوٹ چٹکی لہر گوکھرو چنپا کلی وغیرہ سکھاوین کیونکہ ہندوستان مین اسکے پہننے کا
بہت رواج ہے اور جب اس کام سے بھی خوب واقف ہو جاوین تو اونکو ذرا
ریشمی کشیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام بھی سکھاوین کیونکہ اسکے سیکھنے مین
بھی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ اس طرح کے کام مین بہت جی لگتا ہے اور طبیعت
خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج والم اس دھندے سے بہل جاتے
ہین دوسرے یہ کہ اکثر عورتون کی عادت ہوتی ہے کہ گھر مین خالی بیٹھی ہوئی لوگون کے

کہون کے اچھے بُرے ذکر کیا کرتی ہین اور ناحق گناہ مین گرفتار ہو کر اپنی تہوڑی بہت
نیکیون کو ضائع اور برباد کرتی ہین اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیون کا اجر اور
ثواب کہوتی ہین غور سے دیکہو تو یہ سب بُری باتین بیکار بیٹہے رہنے سے ہوتی
ہین اور جو نیک بیبیان کہ فرائض و نوافل اور گہر کے ضروری کام کاج سے فارغ
ہو کے اپنی فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنرون مین صرف کرتی ہین وہ لوگون
کی غیبت اور بُرائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہین تیسرے جو عورتین کہ ایسے
کامون سے واقف ہوتی ہین خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہین رہتین
بلکہ ہمیشہ نہایت فراغبالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہین چوتہے اونکے خاوند بہی
انہین ہنرون کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہین اور باہم اتفاق و محبت بہی خوب
ہوتا ہے اور کبہی جہگڑا اور فساد کہ جو شرعًا و عرفًا مذموم ہے واقع نہین ہوتا اسی لئے
عورتون کو لازم ہے کہ جب گہر کے ضروری کامون سے فارغ ہون تو پڑہنے لکہنے
سینے وغیرہ کے دہندون مین لگے رہین کیونکہ پڑہنے لکہنے کے بعد سینے سے بہتر
کوئی شغل نہین اس واسطے کہ سینے پرونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ
انسان اپنے گہر مین امیرون کی طرح مسند تکیہ لگائے بیٹہا رہتا ہے علاوہ اس کے
اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بہی اچہی طرح سے آبرو کے ساتہہ پیدا کر سکتا ہے اور
اکل حلال کا حاصل کرنا کچہہ غریب ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ امیرون کو بہی ہاتہہ کی
مزدوری سے معاش پیدا کر کے کہانا چاہیئے دیکہو بڑے بڑے بادشاہ جو متقی

اور پرہیزگار تھے وہ اپنے ہاتھہ ہی کے کسب سے کہانے پینے کا صرف اوٹہاتے
تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تھے اپنے ہاتھہ سے ٹوپی وغیرہ سیکر
اوسکی اُجرت سے اپنا کہانا پینا کرتے تھے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے
عالم اور متشرع تھے اپنے ہاتھہ سے قرآن شریف لکھکر اوسکی اُجرت سے اوقات
بسر کرتے تھے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور
صلحاے اُمت رحمہم اللہ بہی ریاضت اور کسب سے اپنی گذر اوقات کرتے تہے
چنانچہ حضرت داوٗد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی
اور کتابت کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریان چراتے تھے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ننھیال مین نجاری کا پیشہ ہوا کرتا تھا اسی طرح
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تھے غرضکہ انسان کسی طرح
کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہو برا اور حقیر نہ سمجھے بلکہ اوس کے
حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاصکر عورتون کے
لئے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑہکر نہین ہے پس نادان احدی
بیوہڑ عورتون کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکہکر کیا کرینگے جو اللہ ہمکو آٹہہ دس آنے
کپڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلائی کے بہی دیدیگا مزدوری کرنے سے
کیا حاصل خیال کرکے ایسے اچھے ہنر کے سیکہنے مین ہرگز دریغ نہ کرین بلکہ ہمیشہ اپنے
اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکہنے مین صرف کرتی رہین اور اپنی اولاد کو بہی علم و ہنر

سکہاتے رہین تاکہ دونون کو نعمتین دونو جہان کی نصیب ہون۔

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیبونمین

جاننا چاہیئے کہ شرع سے عورتون کے حق مین رنگین لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق وشوق بہی ہوتا ہے اس واسطے ماںنانی دادی وغیرہ کو چاہیئے کہ جس طرح لڑکیون کو سب گہر کے کام کاج سکہاتی ہین اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبین بہی ضرور اونکو بتاوین اسلئے کہ عورتون کو اس سے بہت کام پڑتا ہے اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور مزدوری دیکر رنگانے مین مفت کا نقصان ہے پس اگر خود اونکو رنگنا آتا ہو اور گہرہی مین اپنے کپڑے رنگ لیا کرین اور یہ دام جو بازار کی رنگائی مین صرف ہوتے ہین کسی اور گہر کی ضرورت کے وقت کام آجاوین تو کیا اچہی بات ہے سوا اسکے جو عورتین طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہین جیسے سرخ عباسی نارنجی گلابی پیازی شنجرفی فالسائی اُودا نافرمانی بادامی کپاسی کافوری کاسنی خشخاشی دہانی سروئی انگوری آبی آسمانی سنہری چنپئی آتشی گل شفتالو عنابی پستئی کاکریزی بینجنی طاؤسی شربتی صندلی اگرئی وغیرہ اور ان رنگون کی ترکیبون اور طریقون سے خوب واقف ہین وہ عورتین سلیقہ شعار تمیز دار کہلاتی ہین اور گہر گہر اون کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور اونکی کنہون سے خبردار ہوکے کمال حاصل کرنا

یہ بھی بجا ئے خود ایک ہنر ہے اور ہر فن مین جو شرعاً و عرفاً مذموم نہو مہارت پیدا
کرنا خالی نفع سے نہین اگر گھر کے ضروری کامون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ اس فن
مین کمال پیدا ہو تو اتنا ضرور چاہیئے کہ تھوڑی سی لکار آمد ترکیبین رنگ نکالنے اور
ایک رنگ سے دوسرا رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکھ لین
اور یہ بھی معلوم کر لین کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا
ہے اور کن رنگون کو باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزون کا
رنگ کپڑا رنگنے مین کام آتا ہے اور کس چیز کے ملانے سے رنگ مین صفائی اور
آب و تاب زیادہ ہوتی ہے پس جتنی ترکیبین اور رنگنے کے طریقے اور اون کی باریکیان
مجھے یاد ہین اون مین سے بقدر ضرورت کے عورتون کے سیکھنے کے لئے یہان لکھے
جاتے ہین جاننا چاہیئے کہ پہلی وہ چیزین بیان کیجاتی ہین کہ اونکے رنگ رنگنے
مین کام آتے اور اون مین کپڑے رنگے جاتے ہین تفصیل اونکی یہ ہے کسم ہلدی
نیل زعفران ٹیسو تن ہارسنگار ان سب چیزون مین سے اکثر ایسی ہین کہ اون مین
ترشی دینا ضرور ہے اس لئے کہ اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے اور صاف
نہین ہوتے چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ خالص ہو یا دوسرے کے ساتھ ملایا جاوے
بغیر ترشی دئے اچھا نہین ہوتا اور رنگ مین آب و تاب خوب نہین آتی اور ترشی
لیمون کی ہو یا امچور خواہ املی کے سب سے رنگت مین صفائی آتی ہے اور رنگ گھلتا
ہے لیکن لیمون کی ترشی سے رنگ نہایت صاف اور با آب و تاب ہوتا ہے

بخلاف املی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی دینے سے ویسی صفائی اور آب وتاب
نہین آتی علاوہ اس کے ایسی ترشی سے رنگ مین تھوڑی سی سیاہی اور کچھہ
ملگجاہٹ بھی آجاتی ہے اور لیمون دینے سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے
زعفران تن ٹیسو نیل ہارسنگار کے رنگون مین ترشی دینے کی کچھہ ضرورت نہین
اور ترکیب ان سب چیزون کے رنگ نکالنے کی یہ ہے کہ ٹیسو تن ہارسنگار
ان تینون کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور
ہارسنگار کے فقط پھول جوش دئے جاتے ہین اور تُن کے پھولون کو ملکر اوس کے
بیجون کو جوش دیتے این اور زعفران کے جوش دینے کی حاجت نہین فقط رات
کو پانی مین بھگو دینا کافی ہے صبح کو اوس کا رنگ خود بخود نکل آتا ہے نَیل اور ہلدی
سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہین صرف اون کو پیسکر پانی مین بھگو دینا
کافی ہے لیکن نیل کو خوب پیسنا چاہیئے اسلئے کہ ذرا ذرا نیل چھاننے کے بعد بھی
لائق رنگنے کے نہین ہوتا کیونکہ صافی مین سے اوس کے روئے نکل آتے ہین
پھر اوسمین رنگنے سے کپڑے مین ایسے دھبے پڑجاتے ہین کہ دور ہونا اون کا مشکل
ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گھٹائی مین بہت مبالغہ کرنا چاہیئے اور کسم کے
رنگ نکالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول اوسکو کوٹ کے چھاننے کے کپڑے مین
رکھکر اوس کپڑے کے چارون سرون کو جھولی کی طرح لٹکن پر باندھ دین پھر اوسمین
پانی ڈالتے رہین تاکہ اوسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضایع نکرین کسی

برتن مین حفاظت سے رہنے دین اس لئے کہ یہ بہی کئی رنگون مین کام آتا ہے
جب اوس کی زردی جسے پیلاک بہی کہتے ہین نکل چکے تو پہر پانی ڈالکر اوسکو
خوب دہوئین جب اوس مین سے صاف نسوت پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دہونا
موقوف کرین اور اس دہوون کو بہی جسے ڈہل کہتے ہین ضایع نہ کرین کسی برتن مین رہنے
دین کیونکہ یہ بہی اکثر رنگون مین کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پیلاک اور
ڈہل بالکل نکل جاوے اور دہلکر خوب صاف ہو جاوے تو اوسکو اوسی کپڑے
مین باندہکر پہر وغیرہ کسی وزنی چیز سے دبا کر رکہدین جب اوسکا تمام پانی نتہر جاوے
سیر بہر کسم پیچہے چار پیسے بہر دیسی سجی لیبی ہوئی اس طرح سے اوسمین ملا دین کہ کسم
اور سجی دونون ایک ذات ہو جاوین پہر اوس کپڑے مین رکہکے اوسی طرح سے لٹکن
مین جہولی کی طرح باندہکر تہوڑا تہوڑا پانی ڈالتے رہین اور ایک برتن اوس کے نیچے
رنگ لینے کے واسطے رکہدین جب اول رنگ جسے جلیٹہا کہتے ہین اور وہ نہایت
سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اوسکو علیحدہ برتن مین رکہہ چہوڑین پہر دوسرے
رنگ کو جو کچہہ رقیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بہی جو نہایت رقیق اور
بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونون کو جدا جدا برتنون مین رکہہ لین
پس اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گلنار وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی
اور ڈہل مین رنگ کے پچہلے رنگ مین جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے اوس کو
ڈالدین جب کپڑا اُس سب رقیق رنگ کو جذب کرے تو اوسکو بیچ کا رنگ جو اول

سے کم اور پہلے سے تیز ہوتا ہے جذب کرادین اسکے بعد پہلے رنگ مین جسے جھٹا کہتے ہین اوسکو ڈال دین جب اوس کو بہی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ انداز پر آجاوے تو ترشی اور قلب دیکر اوسکو درست کرلین سُرخ اور گلنار عباسی اور فالسائی نارنجی اور نافرمانی یہ سب رنگ بہی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہین لیکن عباسی اور فالسائی اور نافرمانی مین ہیلک اور ڈہل نہین دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی دیا جاتا ہے اور جب سُرخی کسم کی ایک انداز پر آجاوے تو اوس کپڑے مین جسے اودا فالسائی نافرمانی عباسی رنگنا منظور ہو تہوڑا سا نیل بہی دیدین لیکن اودے فالسائی نافرمانی مین نیل زیادہ دیا جاتا ہے اور عباسی مین بہت کم اور نیل دینے کے بعد ترشی اور کلپ بہی دیدین تاکہ اوس کا رنگ صاف اور چمکدار ہوجاوے جاننا چاہیے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہین جیسے گلابی پیازی شربتی لیکن اکثر رنگون مین اس کا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی خشخاشی آتشی شنجرفی سنہری چنپئی گل شفتالو وغیرہ اس لئے کہ یہ سب رنگ شہاب ہی سے رنگے جاتے ہین اور تہوڑا سا میل ہلدی اور نیل کا بہی دیا جاتا ہے کاسنی خشخاشی گل شفتالو مین تو شہاب کا رنگ دیکر تہوڑا سا میل نیل کا بہی دیدیتے ہین اور سنہری چنپئی بادامی آتشی شنجرفی مین شہاب کے ساتھ تہوڑا سا ہلدی کا میل بہی کر دیتے ہین اور سرخ گلنار نارنجی مین شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی بہت تہوڑی اسی طرح عباسی مین شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اور اودے

اور فالسائی اور نافرمانی مین شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل بہ نسبت عباسی
کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ رنگے جاتے ہین جیسے سُرخ گلنار عباسی
اودا نافرمانی فالسائی وغیرہ ان سب مین کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے یعنی اگر ان
رنگون مین ایک جوڑا رنگا جاوے تو سیر بہر کسم صرف ہوگا اور سنری ہلدی مین سوائے
زرد کے اور نرے نیل مین سوائے نیلے کے اور دوسرا رنگ نہین رنگا جاتا ہان
اگر اوسمین کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو دو رنگ بہی رنگ سکتے ہین مثلاً
اگر ہلدی کے رنگ مین نیل کا میل دیدین تو اوس سے سبز دہانی انگوری کپاسی
کافوری پستئی وغیرہ رنگ بنجاتے ہین یا ہلدی مین اگر شہاب کا میل دیا جاوے
تو اوس سے بادامی سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہو چکے رنگے جاتے
ہین اسی طرح نیل مین شہاب دینے سے کاسنی خشخاشی وغیرہ رنگ کہ اون کا
بہی ذکر اوپر ہو چکا ہے رنگ جاتے ہین اسی طرح تن اور ٹیسو اور ہار سنگار
کے رنگون کو بہی سمجہنا چاہیئے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے
ہین اوتنے ہی ان چیزون کے میل سے بہی مثلاً اگر شہاب مین ان کے رنگون
کا میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہین وہی اس سے
بہی رنگے جاوینگے اسی طرح اگر نیل کا میل ان رنگون مین دیا جاوے تو جو رنگ
نیل اور ہلدی سے بنتے ہین وہی ان سے بہی طیار ہو جاتے ہین غرضکہ ان چیزون
کا رنگ ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہ بہی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب

ہلدی نیل ہی سے رنگے جاتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ اون مین ان رنگون کا کچھہ صرف نہین جیسے صندلی اگری کاکریزی وغیرہ کہ ان مین شہاب نیل ہلدی بالکل نہین دیجاتی اسلئے کہ صندلی اور اگری کی زمین گیرو یا تن یا آم کی مستی سے باندہتے ہین پہر صندل متہری وغیرہ خوشبودار مصالح سے رنگتے ہین اور کاکریزی وغیرہ آل کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انگریزی رنگون سے کپڑا رنگنے مین یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند پڑتی ہی کپڑے مین سفید دہبا پڑجاتا ہے دوسرے اس رنگ مین خدا جانے کیا چیز تیزاب سی ملی ہے کہ اوس کے رنگے ہوے کپڑے پہننے سے بدن مین خارش ہوکر دانے نکل آتے ہین اور جہان جہان بدن سے وہ رنگ چہوجاتا ہے وہ سب رنگین ہوجاتا ہے پس اس رنگ مین ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہئین۔

باب سیزدہم

فصل بلوغ کے بیان مین

پندرہ برس کی عمر کو پہونچنا مرد اور عورت دونون کے لئے اعلیٰ مدت بلوغ کی ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتین بلوغ کی ظاہر ہون یا نہون اور ادنیٰ مدت بالغ ہونے کی مرد کے لئے بارہ برس اور عورت کے واسطے نو سال ہین یعنی اگر اس عمر مین وہ دعویٰ بلوغ کا کرین اور کہین کہ ہم بالغ ہوگئے تو اون کے قول کی تصدیق کرنا ضرور ہے اور اون دونون پر احکام شرع شریف کے بالغون کے مثل

جاری کرنے چاہئین جب بلوغ کی کوئی علامت لڑکا لڑکی مین ظاہر ہو تو مان باپ
اور قرابت والون کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کرین اس لئے کہ شرع
شریف مین جیسے بچون کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے
نکاح کر دینے کا بھی حکم آیا ہے اور اس کارِ خیر مین جہان تک ہو سکے عجلت کرین
اس لئے کہ بسبب تاخیر کے اگر اولاد گناہ مین مبتلا ہو جاویگی تو وہ معصیت انہین کے
نامۂ اعمال مین لکھی جاویگی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے۔
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ
بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ یعنی کہا ابو سعید خدری اور ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کے
یہان لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اچھا نام رکھے اوس کا اور اوس کو خوب ادب سکھاوے
یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا و آخرت مین مفید ہون اوسکو تعلیم
کرے پھر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیئے کہ اوس کا نکاح کر دے اس لئے کہ اگر وہ
بالغ ہو گیا اور اوس کا نکاح نہ کیا اور اوس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تو اوس کا گناہ
اوس کے باپ ہی پر ہے یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا
کہ اوس نے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا اسی طرح لڑکی کے حق
مین بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرَاۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُہٗ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْھَا فَاَصَابَتْ ذَنْبًا فَاِثْمُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ یعنی حضرت عمر اور انس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا توراۃ مین لکہا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو ہونچ جاوے اور وہ اوسکا نکاح نکرے یعنی باوجود میسر آنے کفو کے پہر اوس بیٹی سے کوئی گناہ ہوجاوے تو اسکا گناہ اوسکے باپ پر ہے پس ان دونون حدیثون سے واضح ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بلوغ کے بعد اون کے نکاح کرنے مین کسی طرح کی غفلت نکرین ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذے مین بہی گرفتار ہونگے۔

فصل ستر اور پردے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ دین اسلام مین جن اعضا کا چہپانا مرد اور عورت دونون پر فرض ہے تفصیل اونکی یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گہٹنون کے نیچے تک ہے پس سوائے اوسکی بی بی یا لونڈی کے اور کسی کو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکہنا بے ضرورت قوی کے درست نہین اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لئے ناف کے نیچے سے زانو تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بہی اس ستر کا دیکہنا درست نہین اور آزاد عورت سوائے اپنے خاوند کے اور محرمون سے پیٹ اور پیٹہ اور ناف سے زانو تک چہپانا ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور سر اوس کا محرم کے حق مین ستر نہین

یعنی ان اعضا کا دیکھنا محرم کو درست ہے اور اجنبی مرد سے سارا بدن چھپانا ضرور ہے یہان تک کہ سر کے بال بھی ستر مین داخل ہین انکا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت تو ہی کے وقت صرف چہرہ اور دونو ہاتھ اور دونون قدمون کا دکھانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان اعضا مین سے کسی کے عضو پر اگر دھوکے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعًا امین کچھ گناہ نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ سب مسلمانون کی عورتون کو پردہ کرنا بہت ضرور ہے اس لئے کہ احادیث صحیحہ سے ترغیب پردہ کرنے کی ثابت ہے جیسا کہ ترمذی مین وارد ہوا ہے عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَہَا الشَّیْطَانُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا عورت ستر ہے پس جب کہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچھا کر دکھاتا ہے اوس کو شیطان مردون کی نظر مین حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح شرمگاہ کو چھپاتے ہین اسی طرح عورت کو بھی پردے مین رہنا چاہیے اور جیسا ستر کا کھولنا برا ہے ویسا ہی بے پردے عورت کا لوگون کے سامنے آنا مذموم ہے اور جیسا کہ بیہقی کے شعب الایمان مین وارد ہے عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ بات پہونچی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ

دیکھنے والے کو اور اوس کو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصداً کسی اجنبی عورت یا اوس کے ستر کی طرف دیکھے اوسپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے والے پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے اگرچہ پردہ کرنا ازواج مطہرات کے حق مین فرض تھا اور اُمت کی بیبیوںکے حق مین مستحب مگر خواہ مخواہ بدون ضرورت شدیدہ کے بے پردہ اپنے تئین مردون کو دکھانا اور اونسے غلط ملط رکھنا اور جلوت وخلوت مین غیر مرد کے سامنے ہوجانا اور اوسکو اپنے کامون مین شریک رکھنا اس خیال سے کہ ہمپہ پردہ فرض نہین صرف ستر کا چھپانا فرض ہے یہ سب گناہ کبیرہ مین داخل ہے علاوہ اس کے کسی روایت قوی یا ضعیف سے جواز بے پردگی کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جہان دیکھو وہان پردے کی خوبیان اور اوسکے منافع اور بے پردگی کی خرابیان اور اوس کے نقصانات مذکور ہین خصوصاً اس اخیر زمانہ پر آشوب مین کہ سوا‌ے فتنہ وفساد اور بدطینتی اور بدافعالی کے اچھے کامون کی طرف اکثر لوگون کو خیال وتوجہ نہین ہے پس ماں باپ کو چاہیے کہ جب لڑکیان چھہ سات برس کی عمر کو پہونچین تو اون کو باہر پھرنے سے روکین اور غیر مردونسے پردہ کرنے کی تاکید کرین تاکہ چھٹپن ہی سے اون کو پردہ کرنے کی عادت پڑے اور زندگی بھر شرم وآبرو کے ساتھہ شرفا کی طرح اپنے گھر مین خوش اوقاتی کے ساتھہ گذران کرین اور ہر طرح کی تہمت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچکر کونین کی نعمت

حاصل کرین -

فصل اون ناتے دارون اور مذہب والون کی بیان مین جن سے نکاح درست نہین

جاننا چاہیے کہ شرع مین عورتون سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہین مذکور ہین ایک نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سب پندرہ عورتین ہین بارہ ان مین سے ہمیشہ کو حرام ہین کہ اون سے کبھی نکاح درست نہین اور تین ایسی ہین کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اونسے نکاح درست ہو جاتا ہے اوّل یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتین ہمیشہ کو حرام ہین تفصیل اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہین اون مین سے چہ کی کلام مجید کی اس آیت شریف مین جو چوتہے پارے کے اخیر مین واقع ہوئی ہے مذکور ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

یعنی حرام کی گئین تم پر تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری پہوپیان اور تمہاری خالائین اور تمہارے بہائیون اور بہنون کی بیٹیان یعنی بہتیجیان

اور بہانجیان اور وہ مائین تمہاری جنہون نے تم کو دودہ پلایا ہے اور دودہ شریک
بہنین اور تمہاری بیبیون کی مائین اور ربائب یعنی تمہاری بیبیون کی بیٹیان
اور خاوند سے جو تمہاری گودیون مین ہین تمہاری اون بیبیون سے جن سے تم
نے صحبت کی ہے پس اگر نہین صحبت کی تم نے اون سے تو نہین کچہہ گناہ
تمپر اور تمہارے بیٹون کی بیبیان جو تمہارے صلب سے ہین اور یہ کہ اکٹہا کرو
تم دو بہنون کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان
پس اس آیت مین تیرہ عورتون کا ذکر آیا ہے اور باقی دو عورتین جن کی حرمت
حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہین ایک بی بی کی پہوپی اور دوسری
اوسکی خالا پس یہ سب پندرہ عورتین ہوئین ان مین سے صرف تین عورتین ایسی
ہین کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو منع نہین ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ
یہ ہین بی بی کی بہن اور اوس کی پہوپی اور خالا کہ بی بی کے ساتہہ جمع کرنا اون کا
منع ہے اور اوس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نکاح اونسے جائز ہے
جاننا چاہیئے کہ یہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے جن کے سبب سے نکاح حرام ہے
بعض اون مین سے تین طرح پر ہین یعنی علاتی اخیافی حقیقی خود ظاہر ہے علاتی
اوسے کہتے ہین جسکا رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنین کہ جن کا
باپ ایک ہو اور مائین دو ایسے ہی پہوپی اور خالا بہی علاتی ہوتی ہین اور اخیافی
وہ ہین جن کا رشتہ مان کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنین دوسرے باپ کے

کہ ماں سب کی ایک ہو اور باپ دو پھوپیاں اور خالائیں بھی اخیافی ہوتی ہیں اور
یہ علاتی اور اخیافی رشتے بھی نسب ہی میں داخل ہیں یعنی جو ناتے دار حقیقی
رشتے کے سبب سے حرام ہیں وہ علاتی اور اخیافی ہونے سے بھی حرام
ہوتے ہیں اور جیسے ان رشتوں کی عورتیں حرام ہیں ویسے ہی ان رشتوں کے
مرد بھی حرام ہیں یعنی ان سے نکاح باہم درست نہیں تفصیل اون مردوں کی
جن سے نکاح عورتوں کو حرام ہے یہ ہے سگا یا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور
باپ اور سگا بھائی اور سگا داماد اور سگا سسرا اور بھائی کا بیٹا یعنی بھتیجا سگا ہو یا سوتیلا
بہن کا بیٹا یعنی بھانجا سگا اور سوتیلا اور باپ کا بھائی یعنی چچا سگا ہو خواہ سوتیلا
اور ایسا ہی ماں کا بھائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہیں ان سے نکاح جائز نہیں
اور نسبی رشتوں میں دادا نانا اور اون کے باپ یعنی پردادا پرنانا وغیرہ جتنے
اوپر کے ہوں اصول کی وجہ سے سب حرام ہیں اور فروع کی وجہ سے پوتا پرپوتا
نواسا کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہوں سب حرام ہیں سگے ہوں یا
سوتیلے اور ان کی بیبیاں یعنی دادی نانی پردادی پرنانی حقیقی ہوں یا سوتیلی
یہ بھی سب حرام ہیں اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پروتے
نواسے کنواسے کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے اسلیئے کہ یہ سب بیٹوں
کے حکم میں ہیں اور بیٹے حقیقی ہوں یا حکمی اون کی ازواج سے نکاح درست
نہیں ایسا ہی حال خاوند کے رشتہ داروں کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب سے کے

اصول اور فروع کی وجہ سے حرام ہین وہی خاوند کے نسب سے عورت پر
حرام ہین اور ایسا ہی مردون پر بی بی کے اصول اور فروع کی عورتین یعنی
اوسکی دادی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور بی بی کی اولاد یعنی اوس کے
پوتے پروتے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند سے ہون یہ سب اُس
دوسرے خاوند پر حرام ہین عورت کے فروع کے سبب سے جتنے نیچے
درجے کے ہون اس لئے کہ انکے خاوند داماد کے حکم مین ہین اور داماد سے
نکاح حرام ہے ہان بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے
اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہین یعنی اوس لڑکی کا نکاح اُس
سے درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجھنا چاہیئے مگر دودہ کی وجہ سے
حرمت اوس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دودہ پینے کی مدت مین پیا ہو یعنی دو
ڈہائی برس کی عمر مین اس سے زیادہ عمر مین پینا معتبر نہین اور یہ بہی شرط ہے
کہ پانچ بار چھاتی چوسی ہو اور دودہ پیٹ مین گیا ہو اسلئے کہ خالی چھاتی کا
چوسنا معتبر نہین اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور
دو عادل مردون خواہ ایک مرد یا دو عورتون کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے
موافق ایک ہی عورت کی گواہی ثبوت رضاعت مین کافی ہے جیسا کہ
بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حَارِثٍ اَنَّهُ تَزَوَّجَ اِبْنَةً لِاَبِیْ
اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْهُ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ

بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَۃُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِي وَلَا اَخْبَرْتِنِي فَاَرْسَلَ اِلٰى اٰلِ اَبِي اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَۃِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَۃُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ

یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق نکاح کیا اوس نے ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے پھر آئی ایک عورت اور کہا اوس نے کہ بیشک دودہ پلایا ہے مینے عقبہ اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے اوس سے یعنی وہ عورت دودہ شریک بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اونکا باطل ہے پس عقبہ نے اوس عورت سے کہا مین نہین جانتا کہ تحقیق تو نے دودہ پلایا ہے مجھکو اور نہ خبر دی تو نے مجھکو یعنی پہلے اس سے اس امر کی پس بھیجا عقبہ نے یعنی ایک شخص کو ابی اہاب کے گہروالون کی طرف پھر پوچھی اوس شخص نے اونسے یعنی یہ بات کہ دودہ پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس کہا اُنہون نے نہین جانتے ہم کہ دودہ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار ہوکر چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینے مین اور پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح اپنے نکاح مین رکھیگا تو اس کو اس حال مین کہ تحقیق کہا گیا ہے کہ وہ دودہ شریک بہن ہے تیری پس جدا کر دیا اوس عورت کو عقبہ نے

اور نکاح کیا اوسنے سواے اوسکے اور خاوند سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ رضاعت کے ثبوت مین ایک عورت کا کہنا بہی کافی ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے
کہ دودہ پلائی مان کے حکم مین اور اوسکا خاوند باپ کے حکم مین ہے اور اولاد اس
رضاعی باپ کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ مین
بہن بہائی کے حکم مین ہوجاتی ہے غرضکہ حکم دودہ اور نسب کا ایک ہے سب
اصول اور فروع مین اور جس طرح شیرخوار پر رضاعت کے سبب انا کے اور اوسکے
خاوند کے رشتے دار مثل پوتا پوتی نواسا نواسی کے حرام ہین اسی طرح انا اور
اوسکے خاوند پر شیرخوار کے یہ سب رشتے دار حرام ہین چونکہ رضاعت کا حکم
شرع شریف مین مثل نسب کے ہے اس لئے اس کا بہت لحاظ رکہین اور
ہرگز اس باب مین غفلت نہ کرین بلکہ جن عورتون سے اولاد کو دودہ پلوایا ہو
اور جن بچون کو خود پلایا ہو اون کو اور اون کے رشتہ دارون کو خوب یاد رکہین
تاکہ دہوکے سے نکاح محرمات کے ساتہہ نہو جاوے اور مان باپ کی پہوپی اور
خالہ حقیقی ہون یا علاتی خواہ اخیافی ان سب سے بہی تمام عمر کو نکاح حرام ہے۔
اور چچی اور ممانی اور بہاوج سے ان کے خاوندون کے مرجانے یا طلاق کے
بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح پہوپہا اور خالو سے بہی بعد مرجانے یا طلاق
خالہ اور پہوپی کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے مرد نے زنا کیا
اوسکی مان اوسپر حرام ہے اور وہ زانیہ اس زانی کے باپ دادا بیٹے پوتے پر حنفیہ

کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی اوس
لونڈی کی ماں ہمیشہ اسپر حرام ہے اور اوسکی بہن جبتک کہ لونڈی کو اپنے
اوپر حرام نکرے حلال نہین مثلاً آزاد کردے یا بیچ ڈالے یا کسیکو بخش دے یا
کسی سے اوسکا نکاح کردے اور جس مرد کے نکاح مین آزاد عورت ہو اوس کو
لونڈی سے نکاح کرنا درست نہین مگر اوسکی طلاق یا وفات کے بعد درست
ہے اور آزاد عورت کے نکاح پر قادر ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا
مکروہ ہے اور غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہین ہوسکتا ہے اور جس عورت
کو طلاق دی ہو جب تک وہ عدت مین ہو اوسکی بہن سے نکاح نہین ہوسکتا
بعد عدت گذرنے کے درست ہے اور جو عورت عدت مین ہو اوس سے
نکاح جائز نہین بلکہ اس عدت مین صریح پیغام نکاح کا دینا بھی منع ہے
اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ جس سے اوس عورت کو یہ امر
معلوم ہوجاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے اور
عدت طلاق کی تین حیض ہین اور وفات کے چار مہینے دس دن اور
اگر حاملہ ہو تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچا پیدا
ہونے سے عدت پوری ہوجاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتون
سے واضح ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ

بِالْمَعْرُوفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ
خِطْبَةِ النِّسَاءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِي اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلٰكِنْ لَا
تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا
اَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین اپنی
بیبیان انتظار دیوین وہ اپنی جانون کو چار مہینے اور دس دن پھر جب پہونچ چکین
وہ اپنی عدت کو تو نہین گناہ تمپر اوس چیز مین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور
کے اور اللہ خبردار ہے اوس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو اور گناہ نہین تمپر اوس چیز
مین جو پردے مین کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دلون مین معلوم ہے
اللہ کو کہ تم البتہ اون کا دہیان کروگے لیکن وعدہ نہ کر رکھو اون سے چھپ کر مگر
یہی کہ کہدو ایک بات جسکا رواج ہے اور نہ باندہو گرہ نکاح کی جبتک پہونچ
چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل مین
ہے تو اوس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا یعنی
عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت مین ہے تب تک کسی اور کو
روا نہین کہ اوس سے نکاح باندہے یا صاف وعدہ کر رکھے مگر دل مین نیت
رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو مین نکاح کرونگا یا اوسکو پردے مین سُنا رکھے تا اس سے
پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہدے مروّج سی مثلاً عورت کو

کہے کہ تجھکو ہر کوئی عزیز کرے گا یا کہے کہ مجھکو ارادہ نکاح کا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ
اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ یعنی اے نبی جب تم
طلاق دو عورتون کو تو اون کو طلاق دو اونکی عدت پر یعنی عدت تین حیض ہین۔
طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی مین آوے اور اوس پاکی مین
نزدیکی نہ کی ہو اور گنتی رہو عدت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔
یعنی اور جن کے پیٹ مین بچا ہے اونکی عدت یہ کہ جن دیوین پیٹ کا بچا اور
زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیۂ
کریمہ سے ظاہر ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ
اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی زنا کرنیوالا نہین نکاح کرتا مگر زنا
کرنے والی یا بت پرست عورت کو اور زنا کرنے والی عورت کو نہین نکاح
کرتا مگر زنا کرنیوالا یا بت پرست اور حرام کیا گیا ہے یہ ایمان والون پر پس
آیت سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ
سے نکاح کرنا حرام ہے مگر چونکہ اس آیۂ شریفہ کی شان نزول اور معنی مین بہت
اختلاف ہے بعض کہتے ہین منسوخ ہے بعض فرماتے ہین خاص لوگون کے
حق مین نازل ہوئی ہے اسی لئے علما رحمہم اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہین کہ اگر
اونہون نے توبہ کرلی ہو تو اون سے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبد القادر
صاحب مرحوم اس آیت کے فائدے مین یہ ارشاد فرماتے ہین ف مرد

اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے
دو واسطے ایک یہ کہ اوسکا کفو نہین اوسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک
سے دوسرے کو علت نہ لگجاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت
بدکار نہین درست جبتک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے
فقط رافضی اور خارجی مرد ہو یا عورت اوس کا نکاح سنی سے نہین ہو سکتا۔

لہ - علماء کو اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے - کلام مجید مین صاف حکم ہے کہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح جائز نہین اسلیئے ازروے عقاید و احکام اسلام جو اقوام کہ مشرک کی صفت مین داخل ہون اون سے سلسلہ مناکحت قایم نہین ہو سکتا لیکن اسی ذیل مین مسلمانون کے اون فرقون کا داخل کرنا جو خدا و رسول اور قرآن مجید کو مانتے ہین کہان تک درست ہے - اسطرح تو اسلام کا دائرہ بہت محدود ہو جائیگا اور روز بروز تفرقے زیادہ ہوتے جائینگے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی تفرقے مٹین اور آپس مین محبت وہمدردی پیدا ہو۔

سنی شیعہ کے جھگڑون نے افراد سے لیکر سلطنتون تک کو جسقدر نقصانات پہونچائے ہین وہ محتاج بیان نہین اور اون کے مٹانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ اسلام کے تمام پیرو خواہ اون مین کتنا ہی اختلاف عقائد ہو آپس مین سلسلہ مناکحت قایم رکھین اور یہی سلسلہ اونکو سلسلہ اتحاد مین مربوط کر دے گا - اب بھی ہندوستان مین بہت سے ایسے خاندان ہین جہان تعلقات خاندانی اور مناکحت مین شیعہ و سنی کا امتیاز نہین اور اون خاندانون مین ارتباط وہمدردی موجود ہے -

اور محمدیون کا نکاح اہل کتاب کی عورتون اور پارسنون سے جائز ہے رافضی
اور خارجی عورتون سے جب تک وہ سنی نہ ہوجاوین نادرست یعنی اہل
کتاب کی عورتون اور پارسنون کا نکاح بغیر مسلمان ہونے کے مسلمان مرد
سے ہوسکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہین ہوسکتا اور اسی طرح نکاح بت
پرست سے آزاد ہو یا لونڈی درست نہین سورج چاند تارے وغیرہ کے
پوجنے والے بت پرستون مین داخل ہین پس ان سب سے بھی نکاح کرنا منع
ہے اور متعہ کرنا حرام ہے متعہ اوس نکاح کو کہتے ہین کہ جس کی میعاد
مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال
تک اپنے نکاح مین رکھونگا پھر چھوڑ دون گا جیسا کہ آج کل رافضی کرتے ہین پس
ایسا نکاح کرنا حرام ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد
مبارک مین متعہ منسوخ ہوچکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ
مثلاً زید عمرو سے یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھسے کردے
اور مین اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بے مہر کے تجھسے کردون سو یہ حرام ہے۔

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ نکاح کرنا انبیا علیہم السلام کے عمدہ طریقون مین سے ہے جیسا کہ
ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلْحَیَاءُ[ف] وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ

ف اور بعضی روایتون مین بجاے الحیاء کے الحناء واقع ہوا ہے ۱۲

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزین رسولون کے طریقون سے ہین حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح اور بخاری شریف مین عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین عورتون سے نکاح کرتا ہون سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہہ پہیرے وہ مجھسے نہین یعنی وہ میرے طریقے مین نہین ہے اس حدیث شریف سے شادی بیاہ کرنیکی تاکید شدید معلوم ہوتی ہے علاوہ اس کے کئی جگہہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین نکاح کا ذکر بصیغہ امر مذکور ہے اوس سے حکم نکاح کرنے کا سمجھا جاتا ہے خاصکر جو شخص کہ اسباب یعنی قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی مقدرت رکہتا ہو اور سکے لئے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانون کے جو کوئی طاقت رکہے تم مین سے پس چاہیے کہ وہ نکاح کرے بیشک نکاح بہت جہکانے والا ہے نگاہ کو یعنی اوس کے سبب سے اجنبی عورت پر نظر نہین پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے اور جو شخص کہ

روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف مین دینا فرض ہے دیسکتا، تو اوسکو چاہیئے کہ ضرور ہی نکاح کرے مجرد نہ رہے اسلیئے کہ باوجود قدرت کے بے نکاح رہنے کی شرع مین ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعَۃٌ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَمَّنَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ رَجُلٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ ذَکَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَہٗ وَتَشَبَّہَ بِالنِّسَآءِ وَامْرَاَۃٌ جَعَلَھَا اللّٰہُ اُنْثٰی فَتَذَکَّرَتْ وَتَشَبَّھَتْ بِالرِّجَالِ وَالَّذِیْ یُضِلُّ الْاَعْمٰی وَرَجُلٌ حَصُوْرٌ وَلَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ حَصُوْرًا اِلَّا یَحْیَی بْنَ زَکَرِیَّا[۱] یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار آدمی لعنت کرے گئے ہین دنیا و آخرت مین اور فرشتون نے آمین کہی ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے مرد بنایا اور اوس نے اپنے تئین عورت بنایا اور عورتون کے مشابہ کیا دوسرے ایسی عورت جس کو عورت بنایا اور اوسنے اپنے تئین مرد اور مشابہ مردون کے ٹھیرایا تیسرا وہ شخص کہ بھٹکاتا ہے اندھے کو چوتھا وہ شخص جو عمر بھر بن بیاہا رہے اور اللہ تعالی نے سواے یحیی بن زکریا کے کسی کو حصور نہین بنایا اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بُری بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف کا متحمل نہین ہو سکتا تو لونڈی ہی سے نکاح کر لے جیسا کہ اس آیت شریف مین

[۱] امام منذری رحمہ اللہ تعالی نے ترغیب وترہیب مین اس حدیث کو غریب کہا ہے ۱۲

آیا ہے وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا
مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ بَعْضُکُمْ
مِّنْ بَعْضٍ فَانْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا
مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ یعنی اور تم مین سے جس کسی کو مسلمان بیبیون سے نکاح کرنے کا مقدور
نہو تو خیر لونڈیان (ہی سہی) (جو کافرون کی لڑائی مین) تم مسلمانون کے قبضہ
مین آجائین - بشرطیکہ ایمان رکھتی ہون اور اللہ تمھارے ایمانون کو خوب جانتا
ہے (آدم زاد ہونے کے اعتبار سے) تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو پس
(بے تامل) لونڈی والون کے اذن سے ان کے ساتھ نکاح کرلو - اور دستور
کے مطابق اونکے مہر اون کے حوالے کردو - مگر شرط یہ ہے کہ قید (نکاح) مین
لائی جائین (اور) نہ (تم سے بازاری عورتون کا سا تعلق رکھنا چاہتی ہون اور نہ
خانگیون کا سا یعنی فرمایا جبکہ مقدور نہو آزاد عورت سے نکاح کرنے کا اور صبر
مین ڈرتا ہو کہ اوس سے حرام ہوجاوے تو درست ہے کہ کسی کی لونڈی سے
نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح مین شاہد
لازم ہوے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر
نکاح کے نہ رہین اس لیے کہ بے نکاح رہنا پیغمبرون کی سنت کے بھی خلاف
ہے دیکھو اکثر نبیون کی بیبیان تھین اور اولاد بھی ہوئی چنانچہ اس کا ذکر قرآن
شریف مین بہت جگہہ آیا ہے جیسے سورہ رعد کے اخیر رکوع مین اللہ جل شانہ

سے نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ
اَزْوَاجاً وَّذُرِّيَّةً یعنی بیشک بھیجے ہم نے کتنے رسول تجہسے پہلے اور دی
تھین اون کو بیبیان اور اولاد غرضکہ نکاح کی خوبیان اور اوسکے فائدے
کتاب وسنت مین بہت مذکور ہین چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہہ کیا گیا اور بے
نکاح رہنے مین باوجود مخالفت قرآن وحدیث اور طریقے پیغمبرون کے
دینی ودنیوی بہی بہت سے نقصان ہین چنانچہ نکاح نکرنے سے طرح طرح کے
مرض جوشش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہین جیسے پہنسی پہوڑے
دنبل وغیرہ اور بی بی والے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہین اور
سوا اسکے نکاح نکرنے سے اکثر بے احتیاط لوگ امراض متعدی اور بری
عادتون وغیرہ مین گرفتار ہوکر عمر بہر ایذا اور تکلیفین اوٹہاتے ہین اور اکثر مرد وعورت
ایسے ہی مرضون کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے
محروم اور بے نصیب رہتے ہین اور بیچاری بیبیون کو بہی اپنی شامت اعمال
سے ان مرضون مین مبتلا کرکے عمر بہر کی تکلیف اور غم مین گرفتار کرتے ہین لہذا
مان باپ کو چاہیے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کرین
جیسا کہ فصل بلوغ مین گزر چکا پس جہان کہین اپنی اولاد کی بات ٹہیراوین تو ان
شرطون کا ضرور خیال رکہین ایک یہ کہ عورتین اوس جرگے کی چاہنے والیان
ہون اپنے خاوندون کو دوسرے یہ کہ جننے والیان ہون بانجہ نہون اور یہ مضمون

حدیث شریف سے جو ابو داود اور نسائی مین ہے ثابت ہوتا ہے عَنْ مُعْقِلِ بِنْ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھی اپنے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اس لئے کہ تحقیق مین فخر کرون گا تمہاری بہتایت کے سبب سے اور امتون پر یعنی جس کے یہان اپنی اولاد کی شادی مقرر کرین تو اوسکے کنبے والی عورتون مثل خالہ پھوپی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کرین کہ وہ جننے والیان ہین یا بانجھ کثیر الاولاد ہین یا نہین تیسرے عورت کی دینداری اور آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھین مگر دینداری کو سب پر مقدم سمجھین جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار چیز کے سبب سے بسبب اوسکے مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے پس فتحیاب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک مین آلودہ ہون تیرے دونو ہاتھ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب اور مال اور جمال پر مقدم کیا ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے

بھی ثابت ہوتی ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ
مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ
مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ
وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ یعنی نکاح مین نہ لاوٴ
شرک والی عورتین جب تک ایمان نہ لاوین اور البتہ لونڈی ایمان والی
بہتر ہے شرک کرنیوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تم کو اور نکاح نہ کر دو شرک
والون کو جب تک ایمان نہ لاوین اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر
ہے شرک کرنے والے میان سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے
ہین آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم
سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگون کو شاید وہ چوکس ہوجاوین پس اس آیت
سے بھی دین کو سب شروط پر مقدم رکھنا ثابت ہوا اسلئے ہر ایماندار کو
لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطون پر مقدم سمجھے اور ہر حال مین اوسی کو ترجیح
دے چوتھے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے اوس کو دوسرے
شخص کے نیک اور بد کی خبر ہی نہین ہوتی اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری
ومسلم مین آیا ہے عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَكُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اِنِّی حَدِیْثُ عَھْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِکْرًا اَمْ ثَیِّبًا قُلْتُ
بَلْ ثَیِّبٌ قَالَ فَھَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُھَا وَ تُلَاعِبُکَ یعنی جابر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے ہم ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ (و آلہ)
وسلم کی ایک لڑائی مین پھر جب ہم پھرے اور مدینے کے قریب پہونچے مینے
عرض کیا یارسول اللہ تحقیق مین نیا بیاہا ہوا ہون یعنی اگر حکم ہو تو مین پہلے
سے گھر چلا جاؤن فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے
مینے کہا ہان فرمایا کنواری ہے یا خاوند کر چکی ہے مینے کہا کنواری نہین ہے
بلکہ خاوند کر چکی ہے فرمایا کنواری سے کیون نہ نکاح کیا کہ کھیلتا تو اوس سے
اور کھیلتی وہ تجھسے پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہان تک
ہو سکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ اس مین بہت فائدے ہین پانچوین شرط
یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھہ لین تاکہ اوس کا حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے
اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھہ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف
مین بھی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
خَطَبْتُ امْرَاَۃً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ھَلْ نَظَرْتَ اِلَیْھَا ١٠
قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَاِنَّہٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا یعنی کہا مغیرہ بن شعبہ
نے کہ ارادہ کیا مینے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھسے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تونے اوسکو مینے کہا نہین فرمایا پس دیکھ لے تو اوسکو اسلیئے کہ مقرر دیکھہ لینا بہت اچھا ہے آپس مین ہمیشہ اُلفت و محبت رہنے کے لیئے اس سے معلوم ہوا کہ پہنے سے اپنی منگیتر کو دیکھنا بہتر ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے یہان بہیجنا شرعًا درست ہے اسلیئے کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا بہی ضرور خیال رکہنا چاہیئے کیونکہ بدمزاج عورت سے بحد ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گذرتی ہے خاصکر جبکہ مرد نیک اور بی بی بدمزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور وہ گھر گھر نہین رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بنجاتا ہے جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎

زن بد در سرائے مرد نکو	ہم درین عالمست دوزخ او		

ساتوین اوسکی سلیقہ شعاری کا بہی دہیان رکہین کیونکہ نکاح کے فائدونمین سے ایک فائدہ یہ بہی ہے کہ گہر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ ہوگی تو زندگی بہر گہر کی تباہی اور بربادی رہے گی آٹھوین یہ کہ جہان کہین بات ٹہراوین اوس خاندان کی عورتون کا چال چلن بہی ضرور دریافت کرین کہ اوس کنبے کی عورتین کیسی ہین اگر دیندار باحیا شرم والی نیکبخت غریب مزاج اپنے خاوندون کو ہر حال مین عزیز اور دوست رکہتی ہون اور اپنی سسرال والون کو بہی چاہنی والی اور ہر حال مین اونکی شریک اور سب طرح سے اونکی فرمانبرد

اور مطیع ہون اور طلاق یعنے کو جہانتک ہو سکے بُرا اور معیوب جانتی ہون اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گہرانے کی لڑکی سے بلا تکلف منگنی کرلین نوین یہ کہ اس امر کا بہی خیال رکھنا چاہیے کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن بہانجی یا بہتیجی کو منگنی کے وقت یا اوسکے بعد سسرال والون کے سامنے کردین اور اون سے پردہ نہ کرادین یا لڑکیون کی شادی کا خود ہی بے سبب قوی کے بیحد تقاضا کرین یا اپنی معاش کا بندوبست لڑکیون کے واسطے سے چاہین یا کنواری لڑکیون کو شہر بشہر کسبیون کی طرح اپنے ساتھ بیاہ کے واسطے لئے پہرین اور تمام خرچہ لڑکیون کی شادی کا سسرال والون ہی پر رکہین اور اپنی طرف سے ایک حبہ بہی نہ اوٹہاوین بلکہ کچھہ لینے ہی کی اُمید رکہین اور جب شادی کا پیغام بہیجا جاوے تو فوراً منظور اور قبول کرلین ذرا بہی تامل اور تاخیر نہ کرین تو ایسے خاندان مین ہرگز شادی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی جگہہ شادی کرنا خالی فساد سے نہین ہوتا اس لئے کہ لڑکی والے اپنا وقت نکالکر اور موقع پاکے شادی کے بعد طرح طرح کے فساد کرتے ہین اور ہر قسم کے مکر و فریب کرکے بیٹے والون کو سخت حیران اور پریشان کرتے ہین دسوین یہ کہ لڑکا لڑکی ہم عمر ہون اگر دو چار برس چھوٹے بڑے ہون تو کچھہ مضائقہ نہین مگر دس بارہ برس ایک کا دوسرے سے بڑا ہونا نچاہیئے کہ اسمین بہت نقصان ہین پس ماں باپ کو لازم ہے کہ

ہم عمری کا ضرور دہیان رکہین اور یہ ہی چاہیے کہ اولاد کی شادی چہوٹی عمر مین نہ کردین کیونکہ کم عمری مین شادی کرنے سے کئی طرح کے ضرر ہین خاصکر عورت کا تو چہوٹی عمر مین شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے اور ایسی عمر مین شادی کرنے سے ایک یہ بہی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہین ہوتی دیکہو سب ولایتون کے لوگ کبہی چہوٹی عمر مین اپنی اولاد کی شادی نہین کرتے تو اون کی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندیون کے کہ یہ لوگ اکثر چہوٹی عمر مین شادی کر دیتے ہین اور اسی کو اچہا سمجہتے ہین۔ علاوہ اسکے کم عمری کی شادی مین ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچون کی کم عمری کے سبب سے اون کے چال چلن سے آگاہی اور وقفیت نہین ہوسکتی کہ وہ کیسے ہونگے لائق یا نالایق چنانچہ کئی جگہ سننے اور دیکہنے مین آیا ہے کہ مان باپ نے اچہا خاندان دیکہکر اور لڑکے کو لائق سمجہہ کے اپنی لڑکی کی شادی قبل بلوغ کے کردی پہر وہ لڑکا جوانی مین ایسا نالائق نکلا کہ سوائے آوارگی وغیرہ کے کبہی بی بی کی طرف متوجہ نہوا اور نہ اوس کا کوئی حق ادا کیا لڑکی بیچاری عمر بہر میکے مین رہی اور تمام جوانی رنج وغم مین بسر کی مان باپ بہی اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف وایذا مین مبتلا دیکہکے تمام عمر جلتے رہے اور کم سنی مین شادی کرنے سے یہ بہی نقصان ہے کہ مان باپ کے حسب دلخواہ اولاد تعلیم و تربیت نہین پاسکتی اس لئے کہ پہر وہ اپنے شغل اور کہیل کود مین

مصروف رہ کے ماں باپ کی تعلیم پر خوب خیال نہیں کرتے اور
ماں باپ سے جدا ہوجانے کے سبب سے نڈر ہوجاتے ہیں اور والدین
بہی بسبب شادی ہوجانے کے بچون سے بیخبر رہتے ہین اس واسطے اون کو
کچھہ سلیقہ اور تمیز خانہ داری کا حاصل نہین ہوتا جس سے اپنے گہر کا کاروبار
سنبہالین اور لونڈی غلام نوکر وغیرہ پر اپنی حکومت رکہین اور رعب جمائین
بالکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سب سے دبے رہتے ہین اور اسی وجہ سے
اکثر تمام مال و اسباب اونکا تباہ اور برباد ہوجاتا ہے اتفاقاً اگر کچھہ باقی بہی رہا تو
خوشامدی وغیرہ نہین چہوڑتے اور وہ اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کرنیوالون
ہی کو اپنا دوست اور خیرخواہ جانتے ہین اور نصیحت کرنے والون کو دشمن
سمجھتے ہین غرضکہ چہوٹی عمر مین شادی ہونے سے بہت نقصان ہین مصلحت
اور بہتری اسی مین ہے کہ بچون کی شادی بلوغ کے بعد جب اونکو خوب عقل اور
سمجھہ آجاوے اوسوقت کرین دیکہو انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہین کہ وہ
کبھی اپنے بچون کی شادی کم عمری مین نہین کرتے بلکہ تمام زمانہ اون کے لڑکپن
کا علم ہی کی تحصیل مین صرف کراتے ہین جس کے سبب سے ہر فن مین وہ کیسے ہوشیار
اور ہر علم مین یگانہ روزگار ہوتے ہین پہر کیا کیا دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے
ہین بخلاف ہندوستانیون کے کہ تمام عمر اونکی جہالت مین گذر جاتی ہے اور سوائے
کہانے پینے سونے اور لوگون کی برائی اور عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہین آتا

شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتون مین بسر کرتے ہین پورا پورا نماز روزہ جو
ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا عقبی کا خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ
بہی کبہی نہین کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل مین آوے اس لئے کہ اللہ
تعالی کا پہچاننا اور اوسکے احکام سے آگاہ ہونا علم پر موقوف ہے جیسا کہ سعدی
علیہ الرحمہ فرماتے ہین ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت - اور اون کو علم کی
طرف کچہہ رغبت نہین اور نہ ماں باپ اس کا کچہہ خیال کرتے ہین کہ ہماری
اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکہہ لے بلکہ شادی کی ایسی جلدی
کرتے ہین کہ قرآن شریف بہی پورا نہین پڑہواتے اور نہ نماز روزے کے
مسئلون سے واقف ہونے دیتے ہین بلکہ جہان سات آٹہہ برس کی لڑکی ہوئی ماں
باپ خود ہی گہبرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کردیتے ہین کہ کہین اسکی جلد
شادی ہوجاوے تو ہم فارغ ہوجاوین بعضے جاہل مسلمان تو ہنود کی رسم کے
ایسے پابند ہین کہ وہ اپنی اولاد کی چہوٹی ہی عمر مین شادی کردیتے ہین اور اسکو
ثواب جانتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اگر لڑکی جوان ہوجاویگی تو ثواب شادی کا
نہین ملے گا سو یہ کہنا اون کا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف
کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر مین ہوئی تہی
ایک روایت سے اٹہارہ برس کی عمر مین شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے
بائیس برس کے سن مین ہان شرعًا نابالغ کی شادی کرنا منع نہین کیونکہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی سات برس کی عمر مین ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی مصلحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری مین کر دے تو کچھہ مضائقہ نہین لیکن شرع شریف سے اسکی کچھہ تاکید اور فضیلت ثابت نہین ہوتی کہ جس سے ضروری کم عمری مین شادی کر دیجاوے مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعًا منع ہے اگرچہ نکاح درست ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتون کو چھوڑکر خواہ مخواہ ہندوٗن کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری مین کر کے خود بھی مصیبت اور تکلیف مین گرفتار ہون اور اولاد کو بھی ایذا مین ڈالین فقط۔

باب چہاردہم

فصل نکاح کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اوس کا راضی ہونا شرعًا نکاح مین معتبر ہے اور جو نابالغ ہو تو اُسکے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بھائی چچا وغیرہ جو شرع شریف مین اوسکے وارث ہین اون کی رضامندی شرط ہے بغیر اون کے رضامندی کے نابالغ لڑکی کا نکاح نہین ہوسکتا بلکہ اگر وہ چاہین تو خود اپنے اذن سے بغیر پوچھے اوس کا نکاح کر دین کچھہ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی نہین ہے اسی لئے اوسکی شادی کا پیام اوس کے وارث ہی کو دینا چاہیئے - اور بالغ

لڑکی سے اجازت لینا ضرورت ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوس کے اذن کے نہین ہو سکتا اور چپ رہنا یا ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم مین ہے یعنی اگر بالغ لڑکی نکاح کی اطلاع کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا بے آواز کے رو دے جب تک انکار نکرے یہ سب منظوری مین داخل ہین۔ ان صورتون مین نکاح ہو جاتا ہے اور اوس مین کچھہ خلل نہین آتا جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثابت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کی جاوے جوان بیوہ عورت یا طلاق والی یہانتک کہ طلب امر کیا جاوے اوسکا اور نہ بیاہ لیجاوے جوان کنواری عورت یہانتک کہ اذن لیا جاوے اوس سے کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوس کا اذن یعنی کنواری کا اس لئے کہ وہ بہت حیا رکھتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نکرے غرضکہ جوان لڑکی سے اوس کے نکاح کی اطلاع کر دینا ضرور ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تو بالغ لڑکی کا نکاح اوسی کی رضامندی پر موقوف ہے کچھہ وارث کی حاجت نہین جیسا کہ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ اِنَّ جَارِیَۃً بِکْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

تَذَکَّرَتْ اَنَّ اَبَاھَا زَوَّجَھَا وَھِیَ کَارِھَۃٌ فَخَیَّرَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اوسنے یہ کہ اوسکے باپ نے اوسکا نکاح کردیا اور وہ ناخوش تہی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکہے یا فسخ کرڈالے پس اس سے معلوم ہوا کہ جوان عورت پر وارث کو جبر نہین پہونچتا اگرچہ وہ کنواری ہو لیکن یہ جبر نکرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معزز مین شادی کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت مین اوسکے ورثا کی رضامندی شرط نہین اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم مین راضی ہو جاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اِس نکاح سے ناخوش ہون تو ایسے موقع مین ولی کی رضامندی بہی ضرور ہے اور کم سے کم بغیر ایک ولی کے نکاح نہین ہوسکتا اور اگر ولی مانع ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی بہی نکاح درست ہے اس لئے کہ جوان مرد کو خود بہی اپنے نکاح کا پیغام دینا عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد و عورت دونون کو چاہیئے کہ کسی شخص کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کرین اگرچہ دونون کی طرف سے ایک ہی آدمی ہو لیکن وکیل کے ساتہہ دو گواہون کا ہونا بہی ضرور ہے اگر دو مرد گواہی کے لئے نہ مل سکین تو ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی کافی ہے مگر

سب بے گواہ نکاح درست نہین جیساکہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَغَايَا اللَّاتِيْ يُنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زنا کرنے والیان ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین اپنا بے گواہون کے اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑہانے والے کو چاہیے کہ پہلے خطبہ پڑہے پہر ایجاب وقبول کرائے ۵۲ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ

۵۱ یعنی نہایت صحیح یہ بات ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے ۱۲۔

۵۲ سب تعریف واسطے خدا کے ہے مدد چاہتے ہین ہم اوس سے اور بخشش چاہتے ہین ہم اوس سے اور پناہ مانگتے ہین ہم ساتھ اللہ کے اپنے نفسون کی برائیون سے جسکو ہدایت کرے اللہ یعنی توفیق دے ہدایت کی پس نہین کوئی گمراہ کرنیوالا اوسکو یعنی نہ شیطان اور نہ نفس اور نہ کوئی اور جسکو گمراہ کرے اللہ پس نہین کوئی ہدایت کرنیوالا اوسکو اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ محمد بندے اللہ کے ہین اور رسول اوسکے اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیے اوس سے ڈرنا اور نہ مرو مگر مسلمان لوگو ڈرتے رہوا اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا
وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا
يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اور آزاد مرد کو چار آزاد عورتون کا اپنے نکاح مین جمع کرنا درست ہے اس سے زیادہ کا جائز نہین اگر کوئی اون مین سے مرجاوے یا کسی کو طلاق دیدے تو پہر اور بی بی کرنا درست ہے اور شرعی لونڈیون کی کچہہ حد مقرر نہین ہے جتنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۳ - اور اوسی سے بنایا اوس کا جوڑا اور بکھیرے اون دونون سے بہت مرد اور عورتین اور ڈرتے رہو اللہ سے جن کا واسطہ دیتے ہو آپسین اور خبردار رہو ناتون سے اللہ ہے تم پر مطلع یعنی ایک آدم سے حوا بنائی پہر اون سے سارے لوگ اور خبردار رہو ناتون سے یعنی بدسلوکی مت کرو آپسین اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دے تم کو تمہارے کام اور بخشے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہے پر چلے اللہ کے اور اوسکے رسول کے اوس نے پائی بڑی مراد ۱۲

۵ روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی و ابو داؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جامع ترمذی مین ہے کہ سفیان ثوری نے تینون آیتون کی تفسیر کی ہے اور ابن ماجہ نے بعد ان الحمد للہ کے لفظ نحمدہ کا زیادہ کیا ہے اور بعد من شرور انفسنا کے من سیئات اعمالنا کا لفظ بڑہایا ہے ۱۲ -

چاہے رکھے اور جس شخص کے نکاح مین یا دو تین خواہ چار آزاد عورتین ہون اوسکو چاہیئے کہ اپنی بیبیون کی باری وغیرہ کے حقوق مین برابری کرے یعنی اون کے گہرون مین رات کو باری باری سے رہے کسی کے گہر زیادہ اور کسی کے یہان کم نہ رہے ہان اگر کوئی بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات معاف کردے تو پہر مرد کو اختیار رہے چاہے جس بی بی کے گہر رہے عدل نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا اور باری کے برتاؤ مین صرف رات کا رہنا شرط ہے دن کو جہان جی چاہے وہان رہے۔ حاصل یہ کہ جو مرد عورتون کے نان ونفقے وغیرہ مین انصاف کرسکے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتون سے نکاح کرنا درست ہے نہین تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف کروگے عورتون کے حق مین پس نکاح کرو جو خوش لگین تم کو عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار پہر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کروگے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا جس کے مالک ہوئے دہنے ہاتھ تمہارے یعنی لونڈیان یہ بہت نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور جو لوگ قحط سالی مین اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہین یا کسی اور کی اولاد چورا کر دوسرے ملک

مین فروخت کر دیتے ہین یا لاوارث بچے لیکر پال لیتے ہین اور اُن کو اپنا
لونڈی غلام سمجھتے ہین سو یہ شرع شریف مین ہرگز لونڈی غلام نہین بلکہ سب
آزاد ہین انپر کوئی حکم لونڈی غلام ہونے کا شرعًا جاری نہین ہو سکتا اور جائز
ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اوسکی مالکہ کا اپنے نکاح مین اور
مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری یا آتش پرست کی عورتون
سے آزاد ہون یا لونڈیان جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی دین پر رہین اور مرد اپنے
دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے مرد سے ہرگز نہین ہو سکتا اور
بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی عورتون سے نکاح نکرین جب تک وہ محمدی
نہو جاوین اور خاصکر دار الحرب مین تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہان
تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتون سے نکاح کرین اور دین والیون سے
نکرین۔ تے پالک اور اوسکی بی بی سے نکاح کرنا درست ہے اس لئے کہ متبنیٰ
متبنیٰ کرنیوالے کا شرعًا بیٹا اور وارث نہین ہوتا اور نہ اوسکی بی بی اسکی بہو
ہوتی ہے جیساکہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ سے جو سورہ احزاب کے
پہلے رکوع مین واقع ہوئی ہین صاف ظاہر ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۤءَكُمْ اَبْنَاۤءَكُمْ
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۔
یعنی اور نہین کیا تمہارے لے پالکون کو تمہارے بیٹے یہ بات ہے اپنے
مونہہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سوجہاتا ہے راہ یعنی کفر کی

وقت جو کوئی جورو کو مان کہتا تو ساری عمر وہ اوس سے جدا ہو جاتی اور جو کسی
کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالی نے یہ دونون حکم بدل دیئے جورو کو
مان کہنا پارہ قد سمع اللہ مین مذکور ہے اور لے پالک کا حکم آگے آتا ہے ان
دو کے ساتھ تیسری بات یہ بھی ستا دی کہ ایسی باتین کہنے کی بہتیری ہین اونپر
عمل نہین ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہین پہاتی چیر کے دیکھو
تو کسی کے دو دل نہین اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا
آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ
بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا یعنی پکارو لے پالکون
کو اونکے باپ کا کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہان پہر اگر نہ جانتے ہو
تم اونکے باپون کو تو تمہارے بہائی ہین دین مین اور رفیق ہین تمہارے اور
گناہ نہین تمپر جس چیز مین تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ
بخشنے والا مہربان یعنی اگر بہول کر مونہہ سے نکل جاوے لے پالک کو کہ وہ
فلان کا بیٹا ہے تو اس مین گناہ نہین مگر جانکر کسی کے بیٹے کو اور کا بیٹا کہنا نچاہئیے
کہ یہ گناہ کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ
آپ کی لے پالک حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تہین پہر اون سے
طلاق ہو کے اللہ تعالی کے حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح

ہین آئین اُس کا پورا پورا حال قرآن مجید اور حدیث شریف مین لکھا ہی پس لازم
ہے کہ سب مسلمان ے پالکون کو اپنا بیٹا اور وارث نہ جانین اور نہ اونکی بیبیون
کو بہو سمجھین بلکہ شرع مین وہ غیرون کی طرح اجنبی ہین اونکا کوئی حق اور حصہ نہین
مسجد اور مجمع مین نکاح کرنا اعلان کے لئے مستحب ہے اور شوال کے مہینے
کو نکاح کے لئے بُرا نہ جانین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح
اور زفاف اسی ماہ مین ہوا تھا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح اور
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا زفاف بہی دونون عیدون کے بیچ مین
ہوا تھا پس یہ مہینا نکاح کے لئے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز بُرا نہ جانین
اگر خاصکر یہ بُرا ہوتا تو ایسے مبارک لوگون کا نکاح اس مہینے مین کیون ہوتا
اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن
کو کسی امر کے لئے بد اور نحس نجانین کیونکہ یہ سب اللہ تعالی کے مقرر کئے ہوئے
ہین کسی مین بُرائی اور نحوست نہین ہے قرآن مجید اور حدیث شریف سی کسی دن
اور ماہ وغیرہ کی بُرائی نہین ثابت ہوتی جس سے وہ بُرے سمجھے جاوین بلکہ ایسی
باتون کا تو خیال کرنا شرک مین داخل ہے اللہ تعالی ہر مسلمان مرد اور عورت
کو شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچاوے اور اپنے حفظ و امان مین رکھے
آمین ثم آمین — اکثر جاہل اور ناواقف لوگ شادی بیاہ مین بہت سا روپیہ
واہیات اور رسم خرافات رسمون اور بیہودہ کامون اور منہیات مین خرچ کرتے

ہین اور اُسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہین اگر اپنے پاس نہین ہوتا تو قرض دام
لیکر اپنے دل کی خواہشین جو خلاف مرضی خدا و رسول ہین پوری کرتے ہین پہر
قرض کی ادائی مین زندگی بہر طرح طرح کی تکلیف و ایذا مین گرفتار رہتے ہین اسلئے
ضرور ہے کہ شادی وغیرہ مین اپنے مقدور کے موافق خرچ کرین قرض لیکر
نہ اوڑادین کیونکہ قرض لینے مین بہت سے نقصان ہین ایک یہ کہ اس سے
آدمی اکثر زیر بار اور تنگدست ہو جاتا ہے دوسرے سود دینے کے سبب سے
گناہ کبیرہ مین گرفتار ہو جاتا ہے۔ تیسرے زندگی مین اگر قرض ادا نہو سکا اور
اوس کے وارثون نے بہی اوسکی طرف سے ادا نہ کیا یا خدانخواستہ نیت مین
فساد آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہو تو یہ قرض دوزخ مین داخل ہونے کا
باعث ہوگا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین قرضدار کے بارے مین
بہت سخت وعیدین آئی ہین کہ تفصیل اونکی تفسیر و حدیث کی کتابون
مین موجود ہے چوتھے نکاح کرنے والا بیاہ کرتے ہی قرضدار ہو جاتا ہے یعنی
عورت کا مہر اوس کے ذمے واجب ہو جاتا ہے پہر اگر شادی کے لئے بہی
قرض لے گا تو دو قرضون کی ادائی مین نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر
کی مہر کی فصل مین آوے گی۔

فصل اولیاے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ شرع مین ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہین

اگرچہ فاسق غیر متہتک ہو اور ولایت چار چیزون سے ثابت ہوتی ہے ایک
قرابت سے اسمین عصبات اور ذوی الارحام داخل ہین - دوسرے ملک سے
جیسے مالک ہونا مولی کا اپنے غلام لونڈی کو تیسرے ولا سے چوتھے امامت
سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا
ہے غیر پر چاہے وہ مانے یا نمانے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لئے ہے
ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ انکا نکاح بدون اجازت ولی کے نہین ہوسکتا
اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کردے اگرچہ
ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلائے اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی
کی صحت نکاح کی شرط ہے عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہین
اوس کا نکاح بدون رضاے ولی کے بہی ہوسکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو
جبر نہین پہونچتا اور ترتیب اولیا کی نکاح مین اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبات
کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ بصورت نہونے اور کسی وارث کے سب مال
لے لیوے اور حصے دار کے ساتھ باقی مال اوس کو ملے جیسے باپ اور
بہائی عینی ہو یا علاتی دادا چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا پوتا پروتا وغیرہ اور جو
عصبون مین سے کوئی نہو تو ولایت مان کے لئے ہے پہر دادی پہر بیٹی پہر
پوتی پہر نواسی پہر پوتے کی بیٹی یعنی پروتی پہر نواسی کی بیٹی یعنی کنواسی
کے لئے یعنی جہان تک نیچے درجے کی ہون پہر نانا پہر سگی بہن پہر سوتیلی

بہن جس کا باپ ایک ہو یعنی علاتی پہر ماں کی اولاد جن کو اخیافی کہتے ہین
مرد ہون یا عورت پہر ان سب قسم کی بہنون کی اولاد کو اگر ان مین سے کوئی نہو
تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پہپیون کو پہر مامؤن کو پہر
خالاؤن پہر چچا کی بیٹیون کو اور اسی ترتیب سے ان سب کی اولاد کو یعنی پہلے
پہپیون کی اولاد پہر ماموون کی پہر خالاؤن پہر چچازاد بہنون کی اولاد کو اگر انمین
سے بہی کوئی نہو تو والی مولی الموالاۃ ہے یعنی جس کے ہاتھ پر نابالغ لڑکے
کا باپ اسلام لایا اور وہ اوس کے باپ کا وارث ہوگیا پس مولی الموالاۃ
کو اوس کے نکاح کرنے کی ولایت پہونچتی ہے اگر یہ بہی نہو تو ولایت حاکم کو
ہے پہر اوس شخص کو ہے جسکو حاکم نے قاضی بناکے نابالغون کے نکاح کی
کی اجازت دی ہو پہر قاضی کے نائبون کو اور ان مین سے ایک ولی کا ہونا کافی
ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح مین یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ مسلمان
ہو اس لئے کہ غلام اور دیوانے اور بچے اور کافر کو ولایت نہین ہے اسی طرح مسلمان
کو کافر پر ولایت نہین مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر یا مسلمان بادشاہ
خواہ اوسکے نائب کو سبب[۱] عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہو سکتی ہے
اور وصی کو مطلقاً ولایت نہین ہے ہان اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ
بصورت نہونے کسی قریب کے ولی ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب

[۱] جیسے بادشاہت اور حکومت ۱۲۔

حنفیہ کے ہے علماے محدثین فرماتے ہین کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے
باطل ہے جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
روایت کیا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِکَاحَ
اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیساکہ امام احمد
اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا
اِمْرَأَۃٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّہَا فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ
بِہَا فَلَہَا الْمَہْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِہَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ
وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اوس کا باطل ہے پس
نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوس کا باطل ہے پھر اگر اوس عورت سے
خاوند ملا تو اوس کے لئے مہر ہے اِس سبب سے کہ فائدہ اوٹھایا اوس سے
پھر اگر ولی آپس مین جھگڑین تو بادشاہ اوسکا ولی ہے جس کے واسطے کوئی ولی
نہین سواے اس کے اور بہت حدیثین ہین جن سے نہ صحیح ہونا عورت کے
نکاح کا بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہین کہ اسی باب مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور

ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن سے روایت ہے پس اونہون نے تیس صحابی بیان کئے یعنی اس باب مین تیس صحابی سے روایت ہے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا ضرور ہے اور نکاح باندھنے والا سواے اوسکے اور کوئی نہو اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے کرے اوس کا نکاح باطل ہے۔

فصل مہر کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ مہر واجب ہے اس لیئے کہ قرآن شریف مین وارد ہے وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً یعنی اور دے ڈالو عورتون کو مہر اونکے خوشی سے اور فرمایا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا یعنی تو نہ پھیر لو اوس مین سے کچھ اور فرمایا وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا یعنی اور کیونکر اوس کو لے سکو اور پہونچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکین تم سے عہد گاڑھا یعنی جب مرد عورت تک پہونچا تو اوس کا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اوسکے چھوڑے نہین چھوٹتا اور عہد گاڑھا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے مین آئی ورنہ اوسکا مال نہین اور فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ یعنی اور گناہ نہین تمپر کہ نکاح کر لو اون عورتون سے جب اونکو دو اونکے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح بدون مہر کے جائز نہین رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا مین تمیز ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ
مُسَافِحِيْنَ یعنی یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید مین لانے کو نہ
نفس پرستی کو یعنی زبان سے ایجاب وقبول درمیان مین آوے اور مال دنیا
قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا
ثابت ہے اور مہر کی دو قسمین ہین ایک معقول آمین بعض علما کے نزدیک
خلوت سے پہلے کچھہ دینا ضرور ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ خلوت سے پہلے
عورت کو اوسکے مہر مین سے کچھہ دینا مستحب ہے واجب نہین اس لئے کہ
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
قَالَتْ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ اُدْخِلَ امْرَأَةً عَلٰى
زَوْجِهَا قَبْلَ اَنْ يُّعْطِيَهَا شَيْئًا یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا نے کہ حکم دیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کرون
مین ایک عورت کو اوس کے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اوسکو کچھہ دیوے
اور اس مہر معجل مین یہ بھی شرط ہے کہ جب عورت یا اوس کے ورثہ زر مہر طلب
کرین تو فوراً اون کو دینا چاہیے اور اوسکی ادائی مین تاخیر نکرے اور حاکم بھی
ایسے مہر کی ادائی مین مہلت نہین دلا سکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب
کے وقت اوس کی ادائی مین مہلت ہوسکتی ہے اور حاکم بھی اوسکی ادائی قسطون
کے ساتھہ کرا سکتا ہے اور اسکو مہر موجل کہتے ہین مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی

حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہین فرمائی کہ اوس سے گھٹانا بڑہانا
منع ہو اس لئیے کہ قلت کے بارے مین ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰی فِیْ صَدَاقِ
اِمْرَأَتِہٖ مِلْءَ کَفَّیْہِ سَوِیْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ یعنی بیشک نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دیا اپنی بی بی کے مہر مین دونون ہاتہ بہر کر
ستو یا کہجور پس تحقیق حلال کرلیا اوسنے اوس عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احمد
اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی
اِنَّ امْرَأَۃً مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ عَنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ
یعنی بنی فزارہ کے قبیلے مین سے ایک عورت نے دو جوتیون پر نکاح کیا پس
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعوض
دو جوتیون کے راضی ہوگئی اوس نے کہا ہان تو جائز رکہا آپنے اوس کا نکاح
اسی طرح اور حدیثون سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہین
اور کثرت مہر کی بہی کوئی حد شرع شریف سے ثابت نہین ہوتی اسی لئے
اللہ تعالی نے وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا ارشاد فرمایا ہے یعنی اور دیچکے ہو
ایک کو ڈہیر مال لیکن بہت بہاری مہر باندہنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے
اوسط مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً یعنی بہت بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم ہو محنت مین یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم مہر باندہنا موجب برکت کا ہے گو لاکھون کرورون کے مہر کی صریح ممانعت نہین آئی مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق مہر باندہے اور جہان تک ہوسکے کم کرے اور اوسکی ادائی کی نیت رکہے کیونکہ اگر نکاح کے وقت ادا کرنے کی نیت نہوگی تو نکاح ہی نہ ہوگا ابن ماجہ نے ابو عجفاء سلمی سے روایت کیا کہ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تُغَالُوْا صَدَاقَ النِّسَاءِ فَاِنَّہَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ اَوْلَاکُمْ وَاَحَقَّکُمْ بِہَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا اَصْدَقَ امْرَأَۃً مِنْ نِسَائِہٖ وَلَا اُصْدِقَتْ امْرَأَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنْ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ اُوْقِیَّۃً ـ یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتون کا مہر اس لئے کہ یہ زیادہ مہر باندہنا اگر دنیا مین عزت یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تہے اوسکے ساتہہ آپ نے اپنی بیبیون مین سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہین باندہا اور نہ آپکی صاحبزادیون مین سے کسی کا اس سے زیادہ مہر باندہا گیا سوا اسکے مہر کی کمی مین ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو جو شخص ارادہ نکاح

کا کریگا کرے گا اوسپر مشکل نہوگا اور لوگ بہت نکاح کرینگے اور فقراکو بھی نکاح
پر قدرت ہوگی اور کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور مین
آویگی بخلاف اس کے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوا مال والون کے اور
کوئی نکاح پر قادر نہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہین بے نکاح رہینگے پھر وہ
مکاثرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل
نہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر خلوت کے فوراً ہی طلاق دیجاوے
تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہوا وس کا آدہا عورت کو دینا فرض ہے
اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہوا اور نکاح ہوگیا اور
خلوت بھی کسی وجہ سے نہ ہونے پائی اور خاوند مرگیا تو ایسی صورت مین اوس
عورت کو مہر مثل دلوایا جائیگا یعنی اوس عورت کے باپ کی طرف سے جو
عورتین رشتہ دار ہین اونکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلاً جو مہر اوسکی پھوپیون
اور بہنون اور چچا کی بیٹیون کا ہوگا وہی اوس عورت کو بھی دلایا جائیگا جیسا کہ
ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ
يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَاۤئِهَا لَا وَكْسَ
وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ
قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِىْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ اِمْرَاَةٍ مِّنَّا

بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے
ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لئے کچھہ مہر مقرر نہ کیا اور نہ اوس سے
خلوت کی یہان تک کہ وہ مرگیا پس فرمایا ابن مسعود نے لیعنی مہینا بہر کے بعد
اجتہاد کرکے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتون
کے یعنی مہر مثل دینا ہوگا نہ کم نہ زیادہ اور اوسپر عدت وفات کی ہے یعنی
وفات کی عدت پوری کرے اور اوس کے لئے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ
بہی ملے گا پہر معقل بن سنان اشجعی کہڑے ہوئے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے
ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے بروع واشق کی بیٹی کے حق مین
کہ ایک عورت تہی ہم مین سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات
سے خوش ہوئے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس
آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِنْ
بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا یعنی گناہ نہین تمپر اوس چیز مین کہ تم
اوس کے ساتہہ رضامند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے
حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالی مرد کو آسودہ اور
غنی کردے اور بی بی اپنے مہر مین زیادہ کرنا چاہے اور خاوند بہی اوسپر رضامند
ہو تو بشرط دونون رضامندی کے مہر مین زیادتی ہوسکتی ہے سوائے اسکے

عنایتاً جتنا مال چاہے دے مثلاً ایک خزانہ بی بی کو بخشدے لیکن اولی و افضل
ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوس کا ادا کرنا دشوار نہو اور
کسی طرح کی ناخوشی دل مین نہ آوے اور بہاری مہر کی کراہت سے بھی محفوظ
رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کرکے سبکدوش ہو جاوے اسلیئے
کہ مہر بھی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے
اوس سے رہائی نہین ہوسکتی اور اسکی معافی مین عورت ہی کو اختیار رہے
چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوسپر کسی کو جبر نہین پہونچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف
سے عفو کرسکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہو تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے
محروم رہتے ہین ایک حبہ بھی کسی کو نہین ملسکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد
جو مال بچے اوس مین سے ورثہ کو ترکہ ملے گا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند
سے یہ کہے کہ جب تک تو میرا مہر ندے گا مین تیرے پاس نہ آؤن گی تو وہ
اس انکار سے گنہگار نہوگی اور اگر عورت مرگئی اور اوس نے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے
ورثہ مہر کے مستحق ہین اون کو مرد کے مال مین سے بقدر دین مہر کے دلایا جاویگا
غرضکہ دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہین ملتی پس چاہیئے
کہ اپنی استعداد کے موافق تھوڑا مہر باندہین اور جلدی سے ادا کرکے دنیا و آخرت
کے مواخذے سے نجات پاوین

فصل آداب خلوت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دولہن بیاہ کے گھر مین لاوے تو
پہلے اوس کا ماتھا پکڑ کے یہ دعا پڑہے[۱] اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا
وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ اور یہ دعا
ابوداود وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے
پڑہنے کا یہ ہے کہ حق تعالی اسکی برکت سے عورت کی برائی کو دور کرتا ہے
اور بہلائی کو پہیلاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی غلام یا کوئی جانور سواری
کا خریدے تو اوسکا بہی ماتھا پکڑ کے یہی دعا پڑہے اور شرعۃ الاسلام مین
لکھا ہے کہ بعض علما یہ فرماتے ہین کہ جب دولہن کو گھر مین لاوے تو سنت
یہ ہے کہ اوس کے دونون پاؤن دہو کر اوس پانی کو گھر کے کونون مین چہڑک
دے اس عمل سے اللہ تعالی اوسکے گھر مین برکت دیگا[۲] اور خاوند کو چاہیے کہ
خلوت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا پڑہ لیا کرے تا کہ اس کی برکت سے شیطان
دور رہے اور اولاد نیک بخت پیدا ہو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَ
جَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون اے اللہ دور رکھ

[۱] اے اللہ بیشک مین سوال کرتا ہون تجہسے اوس عورت کی خیر کا اور اوس چیز کی خیر کا جسپر تو نے
اوسکو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہون مین ساتہہ تیرے اوسکی برائی سے اور برائی اوس چیز سے
جسپر تو نے اوسکو پیدا کیا ۱۲

[۲] مگر حدیث مرفوع صحیح صریح سے یہ بات ثابت نہین ہے ۱۲ -

ہم کو شیطان سے اور دور رکہہ شیطان کو اوس سے جو تو ہم کو دے اس
دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

باب پانزدہم

فصل عورتون کے دوسرے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالی نے نماز روزے حج زکوۃ وغیرہ کے احکام قرآن شریف مین سب مسلمانون کے لیئے مقرر فرمائے ہین اسی طرح بیوہ عورتون اور طلاق والیون کے نکاح کر دینے کا حکم بہی اپنی کتاب عزیز مین بیان فرمایا ہے جیساکہ دوسرے پارے کے چودہوین رکوع مین ارشاد ہوا ہے وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی اور جب طلاق دی تم نے عورتون کو پہر پہونچ چکین وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو اون کو کہ نکاح کر لین وہ اپنے خاوندون سے جب راضی ہوجاوین آپس مین موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین یقین رکہتا ہے اللہ پر اور پچہلے دن پر اسی مین سنوار زیادہ ہے تم کو اور ستہرائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کو طلاق ہوجاوے تو اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت

شارع نے طلاق والی کے لئے معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنیکا اختیار ہے
کسی وارث کو اوسکا منع کرنا نہین پہونچتا کیونکہ اللہ تعالی نے عورت کے اولیا
کو صاف یہ حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی کرنا چاہے اوسکو نہ روکو بلکہ اونکو
رغبت دلائی ہے کہ نکاح ثانی کر دینے مین تمہارے لئے بہت سنوار اور
نہایت ستھرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہ بھی فرمائی یعنی یون ارشاد کیا کہ یہ
حکم اوس کے لئے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوس پر عمل نکرے بلکہ اس کو ننگ و
عار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہین اور اسی رکوع مین نکاح ثانی
کے باب مین یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ
یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین عورتین وہ انتظار دلوین
اپنی جانون کو چار مہینے دس دن کا پھر جب پہونچ چکین وہ اپنی عدت کو تو
تم پر گناہ نہین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے
کام کی خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت
کو اوس کی عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے
اوس کے ورثہ مین سے میکے کے ہون یا سسرال کے کسی کو ممانعت نکاح

کی نہین پہونچتی اور اٹھارویں پارے سورۂ نور کے چوتھے رکوع مین صراحت
سے ارشاد فرمایا ہے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ
یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یعنی اور بیاہ دو تم رانڈون کو اپنے
اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ مفلس ہون گی اللہ
اونکو غنی کر دیگا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا پس اس
آیت مین اللہ تعالی نے بیوہ عورتون کے والیون کو صاف یہ حکم فرمایا کہ اونکا
دوسرا نکاح کردو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید سمجھی جاتی ہے
اس لیئے کہ اول تو اللہ تعالی نے اس آیت شریف مین صیغہ امر کا جو وجوب
پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہ بھی فرمایا کہ جو مفلس ہونگے اللہ
اون کو غنی کر دیگا یعنی نکاح ثانی ایسا عمدہ فعل ہے کہ اللہ تعالی اوس کی برکت
سے محتاجی دور کر دے گا تیسرے من فضلہ کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ
بیوہ عورتون کے نکاح ثانی کرنے سے پروردگار کی عنایت خاص متوجہ
ہوتی ہے اور اس آیت سے بھی جو سورۂ تحریم کے پہلے رکوع مین ہے
فضیلت نکاح ثانی کی ثابت ہوتی ہے عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ
اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ
ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا یعنی ابھی اگر نبی چھوڑدے تم سب کو اس کا رب بدلے مین
دے اوسکو عورتین تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیان نماز مین کھڑی رہتیان

تو یہ کرتیان بندگی بجالاتیان روزہ دار بیاہیان اور کنواریان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی بیبیوںمین کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون سے رنجیدہ ہوئے تھے اللہ پاک نے آپکی بیبیونکی چشم نمائی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کروگی تو وہ تمہارے بدلے مین اوسکو بہتر سے بہتر بیبیان عنایت کریگا جنمین وہ صفتین ہونگی جو بیان ہوئین اور اونکی صفتون مین یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ وہ بیاہیان ہون اور ظاہر ہے کہ بیاہیان نہین ہوسکتین جب تک اون کا دوسرا نکاح حلال نہو پس اس آیت سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتین اللہ کے نزدیک اچھی ہین مثل کنواری کے بیوہ مین بھی پائی جاتی ہین اور عزت وشان مین اللہ پاک کے نزدیک کنواریان اور بیاہیان دونون برابر ہین بلکہ اس آیت شریف سے بیاہیون کی فضیلت کنواریون پر زیادہ ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے کنواریون سے پہلے بیاہیون کا ذکر فرمایا باوجودیکہ کنواریون کا درجہ بیاہیون سے پہلے ہے علاوہ اس کے بیاہیان کنواریون سے خوب تجربہ کار اور زیادہ عقل والیان ہوتی ہین اور اکثر حاملہ بھی جلد ہوجاتی ہین جب ان آیتون سے بیوہ کے دوسرے نکاح کرنے کا حکم اور اوسکی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانون کو چاہیے کہ اپنی رانڈون کو نکاح ثانی کی ترغیب دیا کرین اور ہمیشہ اوس کے کرنے کی خوبیان اور نہ کرنے کی

برائیان جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہین اونکے سامنے
بیان کیا کرین تاکہ وہ اوسکو عیب نہ سمجھین اور برا نہ جانین اور جب کفو ملجاے
تو بلا تامل نکاح ثانی کردین جیساکہ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْنَ اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ
لَھَا کُفُوًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزین نہ دیر
کیجاوین نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اوسکا اور جنازہ جب حاضر
ہوجاوے اور رانڈ جب کہ پاوے تو اوس کے لئے کفو اور اسی مضمون
کی اور بہی کئی آیتین اور حدیثین ہین اختصار کے لئے اسی قدر پر کفایت
کی گئی اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے اور اس باب مین
تو متعدد آیتین اور بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین پہر اپنی ہواے
نفسانی اور جہالت ونادانی کے پیرو ہو کے قرآن مجید اور حدیث شریف
کے حکمون سے موہنہ موڑنا اور بت پرستون کی رسم کے موافق بیوہ اور
طلاق والیون کو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت
نے موافق حکم خدا ورسول کے دوسرا خاوند کرلیا ہو اوسکو ذلیل وخوار جاننا
صریح قرآن شریف کی آیتون کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے موہنہ پہیرنا ہے
اور کلام الٰہی کے ایک حرف کا بہی جھٹلانا اور اوس سے انکار کرنا بالاتفاق

کفر ہے پس نادان اور جاہل مسلمانون کو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیون
کو نکاح ثانی سے نہ روکین دیکھو سواے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
کے اور سب بیبیان خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک
مین دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تھین چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ
تعالی عنہا جو سیدۃ النسا حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی مان اور سب بیبیون
مین افضل ہین دو نکاح کے بعد آپکے نکاح سے مشرف ہوئین اسی طرح حضرت حفصہ
اور حضرت زینب حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ حضرت سودا اور حضرت جویریہ
حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن سب دو دو تین تین نکاح کے بعد آپکے
نکاح مین آئی تھین علاوہ اس کے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور
صاحبزادیون کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح کر دیا تھا
اور ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے
ہین پہر ان بیبیون سے زیادہ کون شریف اور صاحب عزت و عفت ہے
جو اپنی پارسائی اور عزت کی وجہ سے نکاح ثانی کو برا سمجھے اور دوسرا نکاح کرنے
والی کو حقیر اور ذلیل وخوار جانے پس ایمان والون کو لازم ہے کہ اپنی جہالت
و نادانی کو چھوڑ کے قرآن شریف کے حکمون اور سنت نبوی کے مطیع ہون
جملہ اہل کتاب کے نزدیک بھی نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی
ولایت مین سواے ہندوستان کے اس امر کو معیوب بھی نہین جانتے اور

جو اسکو برا جانتے ہین وہ لوگ ویسا ہی پہل پاتے ہین اس واسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتون کو بے نکاح گہر مین بٹہا کر طرح طرح کی آفتون اور مصیبتون اور انواع و اقسام کی بے غیرتیون اور بے شرمیون اور رسوائی اور ذلتون مین گرفتار ہوتے ہین اور وہ بیچاریان بہی اپنا پتا مار کے ورثا کی جان پر صبر کر کے چپ بیٹہی رہتی ہین اور ہر طرح کی مصیبت اوٹہاتی ہین یا شیطان کے اغوا سے برباد ہو کر خود ذلتین اٹہاتی ہین اور مان باپ اور کنبے کی تحقیر و تذلیل کا باعث ہوتی ہین - اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا جلد نکاح کر دینا بہتر ہے اوس کو بٹہا نہ رکہنا چاہیئے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی نے سال بہر عدت بیوہ کی معین فرمائی تہی جیسا کہ دوسرے پارے کے پندرہوین رکوع کی اس آیت سے ظاہر ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ - یعنی اور جو لوگ کہ مرجاوین تم مین سے اور چہوڑ جاوین عورتین وصیت کر دین اپنی عورتون کے لئے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکال دینا پہر اوسی پارے کے چودہوین رکوع مین اس بڑی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن مقرر فرمائے لہذا سب ایمان والون اور ایمان والیون کو لازم ہے کہ جن مصلحتون سے کنواری لڑکیون کا جلد نکاح کر دیتے ہین اونہین مصالح سے عدت کے بعد اپنی رضامندی اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیون کا بہی جلد نکاح ثانی کر دیا کرین اسلیئے کہ

یہ سب مصلحتین جیسے اولاد ہونا اور لڑکی کے نان نفقے اور دکھہ بیماری اور اوس کے نیک و بد سے ماں باپ کا بیفکر ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہین اسی طرح بیوہ اور طلاق والیون کے واسطے بہی ہین پس وارثون کو چاہیے کہ اون کا نکاح ثانی بہت جلد کر دیا کرین تا کہ قطع نسل نہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ بہی دنیا کی مصیبتون اور آخرت کے مواخذے سے نجات پاوین۔

فصل ولیمے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ ولیمہ اوس کہانے کو کہتے ہین کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف سے کہلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعاً جائز ہے اکثر علما کے نزدیک مسنون ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضون نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت اسکا بعد عقد کے اور بعضون نے بعد خلوت کے لکھا ہے اپنے مقدور کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکہا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر نشان زردی کا یعنی اونکے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی

ہوئی تھی پس فرمایا یہ کیا ہے عبدالرحمن نے کہا تحقیق مینے نکاح کیا ایک
عورت سے گٹھلی[۵۱] بھر سونے پر آپ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے ولیمہ کر یعنی
کھانا پکا کر لوگونکو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو اور جو اتنا بھی نہ ہوسکے تو جس قدر
میسر ہو اوسی پر کفایت کرنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث بخاری مین وارد ہوا ہے
عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنی
صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے اونہون نے کہا ولیمہ کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض[۵۲] بیبیون کا دو مد جو پر اس سے
معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہو تو تھوڑا ہی کھانا پکا کر کھلا وے زیادہ کی کچھ ضرورت
نہین مگر ولیمہ کی سنت کو ضرور ادا کرے چھوڑے نہین اور جو مقدور رکھتا
تو جتنا چاہے کھانا کھلا وے زیادہ کی کچھ ممانعت نہین ہے لیکن اسراف
نکرے اور اپنی ناموری کے واسطے قرضدار نہ ہوجاوے ولیمے کی دعوت
قبول کرنا واجب ہے اور دعوتین جن کا کرنا شرعًا درست ہے اُنکا قبول کرنا سنت
ہے جہان تک ہوسکے اس دعوت کو رد نکرے بلکہ جب کوئی اس دعوت
مین بلا وے تو ضرور ہی جاوے ہان اگر کوئی بات اوس جگہہ خلاف شرع ہو
جیسے ناچ گانا بجانا سہرہ وغیرہ تو پھر وہان جانا جائز نہین اور نکاح مین پہلے دن

---

[۵۱] یعنی بقدر گٹھلی کھجور کے سونے کا مہر باندھا ۱۲ [۵۲] شاید یہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھین ۱۲۔

کہانا کہلانا اور قبول کرنا اوسکا واجب ہے یا سنت موکدہ ہے بحسب اختلاف
علما کے اور دوسرے دن کا کہانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لئے
ہوتا ہے کہ لوگ تعریف کرین جیساکہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ
یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہانا پہلے دن کا حق ہے اور
کہانا دوسرے دن کا سنت ہے اور کہانا تیسرے دن کا سنانا ہے اور جو کوئی سناوے
سناویگا اللہ اوسکو یعنی میدان حشر مین اوسکو رسوا اور فضیحت کریگا کہ اسنے سنانے
دکہانے کے لئے کیا تہا اور طریقہ دعوت مین جانے کا یہ ہے کہ جو شخص پہلے بلاوے
اوس کے ہان پہلے جاوے پہر جس کا گہر زیادہ قریب ہو اوسکے یہان جاوے

فصل بیان بی بی کے حقوق اور آپسمین اچہا برتاؤ کرنے کے بیانمین

ایماندار عورتون کو چاہیئے کہ امور شرعیہ مین اپنے خاوندون کی نہایت اطاعت
کرین اور اون کو خوب راضی رکہین جہانتک ہوسکے اونکی ناخوشی اور خلاف
مرضی باتون سے بچین اس لئے کہ خدا و رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت
کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب مین اگرچہ بہت حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر تہوڑی سی اس جگہہ لکہی جاتی ہین عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ

إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى
فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا
یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف
بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سورہے تو
صبح تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہین روایت کیا اس
حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور انہین دو کی ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے
ہاتھ مین میری جان ہے نہین ہے کوئی آدمی کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے
کی طرف پھر وہ انکار کرے اوسپر مگر خفا ہوتا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان مین
ہے یہان تک کہ راضی ہو خاوند اوس کا اوس سے وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَ
صَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ
أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت
عورت اپنی پانچون نمازین پڑھے یعنی اوقات طہارت مین اور روزے

رکھے ماہ رمضان کے یعنی ادا اور قضا اور اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھے یعنی
حرام سے اور اپنی خاوند کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز مین اوسکی فرمانبرداری
چاہیے پس چاہیے کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہیے
روایت کیا اسکو ابونعیم نے کتاب حلیہ مین وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ
لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
یعنی کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اگر مین کسی کو حکم کرتا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنے کا تو بیشک عورت کو
حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ
مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
جو عورت کہ مرے اس حال مین کہ اوس کا خاوند اوس سے راضی ہو داخل ہوگی وہ
جنت مین روایت کیا اسکو ترمذی نے یعنی جو خاوند کہ عالم متقی ہو اوسکی رضامندی
کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضامندی کا وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ
فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی طلق بن علی

رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس
وقت بلاوے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت روائی کے لئے تو چاہیئے کہ
اوسکے پاس آوے اگرچہ تنور پر ہو یعنی اگرچہ ضروری کام مین مشغول ہو روایت کیا
اسکو ترمذی نے ۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ
مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ
اِلَيْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ
یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپ نے فرمایا نہین ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا مین مگر کہتی ہے
اوس کی بی بی حورعین[۱] مین کی نہ ایذا دے تو اسکو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی
رحمت جنت سے تجھے دور کرے تو وہ تیرے پاس مہمان ہے قریب ہے کہ
وہ تجھسے جدا ہو کے ہمارے پاس آئیگا یعنی بہشت مین روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے پس ان سب
حدیثون سے یہ ثابت ہوا کہ خاوندون کے حق بیبیون پر بہت ہین اور
اونکی رضامندی اللہ ورسول کی خوشنودی کا باعث ہے اور اونکو ناراض
رکھنا اور اونکی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا ورسول کی

[۱] یعنی بڑی آنکھون والی عورتین ۱۲

خفگی مین گرفتار رہونا ہے اور جس طرح خاوندون کے حق عورتون پر ہین اسی طرح عورتون کے حق بہی خاوندون پر ہین اِس باب مین بہی بہت حدیثین آئی ہین چند حدیثین بیان لکھی جاتی ہین عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْقُشَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ زَوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَہَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَکْسُوْہَا اِذَا اکْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْہَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَہْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ یعنی حکیم ابن معاویہ قشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہین اونہون نے کہا کہ عرض کیا مینے یارسول اللہ کیا حق ہے ہم مین سے ایک شخص کی بی بی کا اوسپر آپ نے فرمایا یہ کہ کہلاوے تو اوسکو جب کہ تو کہاوے اور پہناوے اوسکو جب کہ تو پہنے اور نہ مار اوس کے مونہہ پر یعنی جب بدکاری اوس سے ظاہر ہویا فرائض کو چہوڑ دے تو اوس کے مونہہ پر نہ مارے اور کسی جگہہ مارے تو مضائقہ نہین اسلئے کہ مونہہ پر مارنا ممنوع ہے اور نہ کہہ کہ برا کرے تجہکو اللہ یعنی اوس کے فعل کو برائی کی طرف نسبت نکر یا اُس کو گالی ندے اور جدا نہ ہو اُس سے مگر گہر مین یعنی اگر عورت سے جدا رہنے مین کوئی مصلحت ہو تو اوس کے بچہونے سے جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گہر مین چلا جاوے روایت کیا اسکو احمد اور ابوداود اور ابن ماجہ نے ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُہُمْ

بِاَھْلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کامل تر مومنون کا ایمان ہین وہ
ہے کہ جس کا خلق سب سے اچھا ہو اور اپنی بی بی کے ساتھہ بہت نرمی کرتا ہو
یعنی اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے پس ان
حدیثون سے معلوم ہوا کہ مردونکو چاہیئے جیسا کہ آپ کہائین پیئین پہنین ویسا ہی
اپنی بیبیون کو بہی کہلائین پلائین پہنائین دربار بیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کرین
بلکہ جہان تک ممکن ہو اونکے ساتھہ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک
سے زندگی بسر کرین بدمزاجی اور سختی نہ کیا کرین جیسا کہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم مین کا بہتر تمہارا
ہے اپنے اہل کے لئے اور مین تم سب سے بہتر ہون اپنے اہل کے لئے پس
اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالی اور خلق کے نزدیک وہ شخص
ہے جو اپنے اہل کے ساتھہ بہلائی اور سلوک کرتا رہے پس انسان کو لازم ہے
کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھہ پیار اور محبت کا برتاو رکہے اور ادنی ادنی باتون مین
جو خلاف مرضی اوس سے ظہور مین آوین نہ اولجھا کرے بلکہ اکثر طرح دیتا رہے
کیونکہ اکثر عورتون کے مزاج مین غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے مرد بہی اگر

اون کے ساتھ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت مین ہے بہت جلد برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہین اور اونکے دل مین کینہ اور دشمنی بیٹھہ جاتی ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہین رہتا پھر مفت مین گھر کی تباہی ہوتی ہے جیساکہ بخاری ومسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّ اِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَ اِنْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اونہون نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتون کے حق مین وصیت بھلائی کی اس لئے کہ بیشک عورتین پیدا کی گئی ہین پسلی سے کہ وہ ٹیڑہی ہے اور مقرر بہت ٹیڑہی چیز پسلی مین اوپر کی جانب ہے پس اگر چاہے تو کہ اوسکو سیدہا کرے تو توڑدیگا اوسکو اور اگر چھوڑدے اوسکو اپنے حال پر تو ہمیشہ ٹیڑہی رہے گی پس قبول کرو وصیت کو عورتون کے حق مین ف عورتین پسلی سے پیدا کی گئی ہین یعنی حضرت حوا کہ سب عورتون سے پہلے اور سب کی اصل ہین حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے اوپر کی جانب سے پیدا ہوئی ہین اور وہ بہت ٹیڑہی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر اوسکو سیدہا کرنا چاہین تو ٹوٹ جاویگی اور جو اوسکو اپنی حالت پر رہنے دین تو ہمیشہ

ٹیڑھی رہے گی اسی طرح عورتون کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت مین بداعمال
اور کج اخلاق واقع ہوئی ہین مرد اگر چاہین کہ اچھی طرح اونکو سیدہا کرین اور
ہر بات مین اپنی طبیعت کے موافق کرلین تو یہ ممکن نہین اسلئے کہ اونکی درستی
مین اگر زیادہ درشتی کیجاوے تو طلاق کی نوبت پہونچیگی پس بہتر یہ ہے کہ
جب تک کوئی ایسا امر اونسے سرزد نہو کہ اوسکی وجہ سے کسی گناہ مین گرفتار
ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگذر کرتے رہین اور دنیا کے
کامون مین بہت غصہ وغیرہ اونپر نہ کیا کرین بلکہ اکثر اونکے ساتھ خوش خلقی
اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آوین اور ہر امر مین کج خلقی اور ترشروئی اور بدمزاجی
نہ کیا کرین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے
ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتون کی برداشت کرتے
تھے اس باب مین بہت سی حدیثین صحاح کی کتابون مین وارد ہین ایک
اون مین سے یہ ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ
نِسَآئِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ
الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِھَا یَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَۃُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَۃِ
ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَۃِ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ
ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَۃٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا فَدَفَعَ

الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ اِلَى الَّتِي كَسَرَتْ صَحْفَتَهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِي بَيْتِ
الَّتِي كَسَرَتْ فِيهِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اونہون نے
تہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس بس اور کسی بی بی نے
ایک رکابی مین کہانا بہیجا تو جن بی بی کے گہر مین آپ تشریف رکہتے تہے اونہون
نے خادم کے ہاتہہ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتھ سے گر کے ٹوٹ گئی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کیے پہر اکٹھا کرنے لگے اون ٹکڑون مین اوس کہانے
کو جو رکابی مین تہا اور کہنے لگے تمہاری مان نے غیرت کی پہر خادم کو روک رکہا
یہان تک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے پاس سے جن کے گہر مین آپ تہے پہر
سالم رکابی اون بی بی کے پاس بہیجدی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تہی اور ٹوٹی رکابی کو اِن
بی بی کے گہر مین رہنے دیا جن کے گہر مین وہ ٹوٹی تہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری
نے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیون کے ساتہہ کس طرح حلم
سے پیش آتے تہے اور کس قدر اونکی باتون کا تحمل فرماتے تہے اس لئے مسلمانون
کو چاہیے کہ اپنی بیبیون کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کرین اور
ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کرین تاکہ بیبیان اون سے راضی
اور خوش رہین اور حدیث شریف سے بہی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ
ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ

عَلٰى رِجْلَىَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَۃِ

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ بیشک وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر مین تہین اونہون نے کہا پس دوڑی مین آپ کے ساتہہ اپنے پاؤن پر پس آگے بڑہگئی مین آپ سے پہر جب مین موٹی ہوگئی تو دوڑی آپ کے ساتہہ پس آپ مجہہ سے آگے نکلگئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑہجانا بدلے اوس آگے نکلجانے کے ہے یعنی کہ پہلے تو مجہسے آگے بڑہگئے تہے پس اس حدیث شریف سے بہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیون پر صاف ظاہر ہے غرضکہ ان حدیثون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہون اور اونمین کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ عائد نہ ہوتا ہو ایسی باتون مین اونہین کی خوشی کو مقدم جانین اور جہان تک ممکن ہو اپنی بیبیون کو خوش وخرم اور راحت وآرام کے ساتہہ رکہین اور زندگی بہر نرمی اور خوش خلقی کے ساتہہ برتاؤ کیا کرین تاکہ روز بروز آپس مین محبت والفت بڑہتی رہے اور کسی طرح کی رنجش وبے لطفی درمیان مین نہ آوے اور دونون کی زندگی آرام وچین سے بسر ہوجاوے اور میان بی بی کے حقوق کا بیان علیحدہ رسالے مین لکہا گیا ہے اوسکے دیکہنے سے مفصل حال معلوم ہوگا۔

فصل نان نفقے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث مین نہین آئی ہے فقط قید
معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہین کہ جو برتاؤ نان نفقے کا
اوس کے شہر قوم قبیلے محلے مین مشہور و معمول و مروّج و دستور ہے اوسکے موافق
دیوے اوس مین کمی نکرے باوجود قدرت کے مقدار معروف مین کوتاہی کرنا
منظور نرکہے یہ مطلب نہین ہے کہ جتنا بی بی مانگے اوتنا ہی اوسکو دے اور
نان نفقہ دینے مین اعتبار شوہر کی مقدرت وحال کا ہے جسقدر اوسکو مقدور
ہوا وس مین قصور نکرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ مین کچھہ دخل
نہین ہے مثلاً ایک شخص کی دو بیبیان ہین ایک غریب دوسری مالدار ہے
تو اوسکو چاہیئے کہ نان نفقے مین دونو کو برابر رکھے ایک کو دوسری پر فضیلت
ندے ورنہ خلاف عدل ہوگا جس کا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان و نفقے
سے صرف روٹی کپڑا دینا مراد نہین بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بہی مرد پر
واجب ہے اس کے سوا اور سب ضروری حاجتون کا مثل پان زردے
وغیرہ کے بہی خیال رکہنا چاہیئے اور دوا وغیرہ بہی نفقے مین داخل ہے اور جو
مرد نان نفقہ عورت کو ندیوے اوسکی اطاعت بہی عورت پر واجب نہین یعنی
اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نکرے تو اوسپر کچہہ گناہ نہین اور مصارف نان
و نفقے کے تو مردپر یہان تک ضروری ہین کہ اگر خاوند بالکل ندیوے یا دینے مین

کچھ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال
سے چھپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ سے
ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ
اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ
یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ مقرر کہا ہند عتبہ کی
بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابو سفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور
لالچی آدمی ہے نہیں دیتا مجھکو اس قدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری
اولاد کو یعنی جو اوس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اوسکا دیا ہوا اور وہ چیز کہ
لوں مین اوس کے مال سے اس حال مین کہ وہ نجانے یعنی اوس سے چھپا کر
لیلوں پس فرمایا آپ نے کہ لیلے اسقدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری
اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے
معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے
روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے۔ اور نان
نفقہ نہ دینے کی صورت مین اگر عورت چاہے تو خاوند سے اوسکی تفریق بھی
ہوسکتی ہے یعنی حاکم بجبر اوسکو جدا کرا سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اوسکے خاوند
پر جب تک واجب ہے کہ وہ اوسکے نکاح مین ہے اور رجعی طلاق والے کا

بھی واجب ہے جب تک وہ عدت مین ہے ہان بائنہ کی زمانۂ عدت کا اوسپر لازم نہین اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دی ہون پر عدت مین رجوع نہ کی ہو یا ایک بینونت یعنی جدائی کی نیت سے دی ہو یا جسکو تین طلاق دئے ہون اور رجعی مطلقہ اوسے کہتے ہین جسے ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دئے ہون پس جب تک تیسری طلاق نہ دے یا عدت کا زمانہ نہ گذر جاوے وہ عورت اوس کے نکاح مین ہے اس مدت کا نان ونفقہ شوہر کو دینا چاہیئے اور موت کی عدت مین نفقہ دینا لازم نہین مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہون تو اون کو ولادت تک نفقہ دینا چاہیئے چھوٹی اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار والدین پر اور محتاج مان باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگون مین سے اگر کسی کو نفقہ نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور باقی قرابت والون کا نفقہ اسپر واجب نہین اگر کسی کو بطریق صلۂ رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہین ہے۔

باب شانزدھم

فصل طلاق کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ طلاق ابغض مباحات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو مباح چیزون

مین سے طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیسا کہ ان حدیثون سے صاف ظاہر
ہے ابوداؤد مین ہے عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون
مین کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دارقطنی مین ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ
اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا
عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ یعنی معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا مجھسے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے معاذ نہین پیدا کی اللہ تعالی نے کوئی چیز روے
زمین پر یعنی مستحبات مین سے کہ بہت پیاری ہو اوسکی طرف آزاد کرنے سے
یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالی کو نہایت پسند ہے اور نہین پیدا کی اللہ تعالی
نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی حلال چیزون مین سے کہ بہت بُری ہو اوسکے
نزدیک طلاق دینے سے پس ان دونون حدیثون سے ناخوشی اللہ تعالی
کی طلاق سے اور اوسکا ابغض مباحات ہونا ثابت ہوا اسلئے مردون کو چاہیے
کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نکرین اور ادنی ادنی قصور اور ذرا ذرا سی باتون پر برہم
ہوکے مفارقت کو گوارا نکرین بلکہ حتی المقدور عورتون کی خطاؤن سے درگذر

کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچوین پارے کے تیسرے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے
وَالّٰتِی تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ
فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا یعنی اور جن عورتون کی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو اون کو
سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پہر اگر تمہارے حکم مین آوین تو نہ تلاش کرو
اون پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد
کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو چاہیئے اوسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی عورت
بدخوئی کرے تو مرد پہلی بار سمجھاوے دوسری مرتبے جدا سووے لیکن اوسی گہر
مین پہر آخر درجے مین مارے بہی لیکن موہنہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ ضرر پہونچے
عورت کو پہر اگر بظاہر عورت مطیع ہوجاوے تو کرید نہ کرے اوسکی تقصیرون پر
اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط
پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق
نہ دیدے بلکہ جب ان تینون درجون سے اوسکا حال گذر جاوے تو مجبوری
سے اوسکو چہوڑ سکتا ہے اور ان تین امرون مین سے ایک بات سے بہی جب
تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیئے اس لئے کہ بے ضرورت شدیدہ کے مرد کا
طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت
ہوتا ہے عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ

فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون ضرورت قوی کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اوسپر جنت کی بو حرام ہے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے یعنی جبکہ حشر کے میدان مین مقربان الٰہی کو جنت کی خوشبو پہونچیگی تو یہ عورتین بسبب اس معصیت کے اوس سے محروم رہینگی پس عورتون کو چاہیے کہ اس وعید کا لحاظ کرکے بلاضرورت اپنے خاوندون سے طلاق نچاہین اور اونسے بدخوئی نہ کیا کرین اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتون کو منافق فرمایا ہے جیساکہ نسائی کی حدیث مین وارد ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہون نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتین اپنے خاوندون کی نافرمانی کرنے والیان اور اون سے خلع چاہنے والیان وہ ہین منافق پس عورتون کو چاہیے کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہین تاکہ منافقون مین نگنی جاوین اور مردون کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے پرہیز کرتے رہین اسلئے کہ مباحات مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی ناپسند

یز نہین ہان اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون طلاق کے
بارہ نہو تو مجبوری کی حالت مین مکلف مختار کو شرعًا طلاق دینا جائز ہے۔
ر طلاق کے مقدمے مین نہایت احتیاط کرنا چاہیے اسلئے کہ یہ ہنسی سے
ی واقع ہوجاتی ہے اور نیت کے ساتھ اشارے سے بھی پڑجاتی ہے
سی طرح اگر کسی کو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کردے اور وہ بدون اسکی طلاع
کے اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی ہی کو طلاق کا اختیار دیدے
ر وہ خود طلاق کو اختیار کرے تو ان صورتون مین طلاق واقع ہوجاوے گی
ر جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو چاہیے کہ سنت کے
وافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطین ہین ایک یہ کہ حائضہ نہو وجہ اسکی یہ ہے
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض کی حالت مین طلاق دی تو
ن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر خفا ہوئے دوسرے یہ کہ نفاس مین نہو
س لئے کہ سنی طلاق طہر مین ہوتی ہے اور نفاس طہر نہین تیسرے یہ کہ ایسے
ہر مین طلاق دی ہو کہ اوسمین خلوت نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر مین طلاق نہ
ی ہو کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل مین جو اب
اہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس مین دیگئی یا ایسے طہر مین کہ اوس مین
لوت کی ہے یا ایسے طہر مین کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے
وس حمل مین جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دینا حرام ہے

اوراس کے وقوع مین علما کا اختلاف ہے راجح عدم وقوع ہے اور طلاق سنی
مین شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری ومسلم کی ہے عَنْ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَأَۃً لَّہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَذَکَرَ ذٰلِکَ
عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّظَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِیُرَاجِعْہَا ثُمَّ یُمْسِکْہَا حَتّٰی تَطْھُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ فَتَطْھُرَ
فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَہَا فَلْیُطَلِّقْہَا طَاھِرًا اَنْ یَّمَسَّہَا فَتِلْکَ الْعِدَّۃُ الَّتِیْ اَمَرَ
اللّٰہُ اَنْ تُطَلَّقَ لَھَا النِّسَاءُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُرْہُ فَلْیُرَاجِعْھَا ثُمَّ لِیُطَلِّقْہَا طَاھِرًا
اَوْحَامِلًا یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طلاق دی اُنہون
نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت مین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ اس کام کے سبب سے
خفا ہوئے پھر فرمایا کہ عبداللہ اوس عورت کی طرف رجوع کرے یعنی مثلاً یون
کہے کہ مینے اوسکو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اس لئے فرمایا کہ حیض مین
طلاق دینے کے گناہ کا تدارک ہوجاوے پھر اوس عورت کو اپنے پاس روک
رکھے یہان تک کہ وہ پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر پاک ہوجاوے یعنی دوسرے
حیض سے پھر اگر اوس کا طلاق دینا چاہے تو پاکی مین خلوت کرنے سے پہلے
اوسکو طلاق دیدے پس یہ وہ عدت ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف
مین عورتون کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے یَاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ یعنی اے نبی جب تم
طلاق دو عورتون کو تو اون کو طلاق دو اونکی عدت پر اور گنتے رہو عدت اور
ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا یعنی عدت پر طلاق دینا یہ ہے کہ طلاق والی
کے لئے مدت عدت کی تین حیض ہین پس حیض سے پہلے طلاق دینا چاہیے تاکہ
سارا حیض گنتی مین آوے اور اُس پاکی مین قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے
موافق تین طلاقین دینا چاہے تو تین طہر مین تین طلاقین دے ایک ہی بار تینون
نہ دے اس لئے کہ یہ جائز نہین اور جو کسی شخص نے خلاف سنت تینون طلاقین
ایک ہی دفعہ دین تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک
طہر مین دو یا دو طہر مین تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اوس کا
گنہگار اور بعض علما کے نزدیک اس طرح کی طلاق مین رجوع کرنا واجب ہے
اور رجعی طلاق مین دو طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف مین
آیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی
طلاق دو بار ہے پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی دو طلاق
تک مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے اور جب تین طلاق دے تو وہ بی بی
اوس کے نکاح مین نہین رہ سکتی اور نہ وہ مرد پھر اوس سے نکاح کر سکتا ہے
ہان عدت گذرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے نکاح مین آوے اور
وہ دوسرا خاوند نکاح اور خلوت کے بعد اوس عورت کو طلاق دے اور اوس

طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا خاوند اوس سے نکاح کرسکتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنی پھر اگر اوسکو طلاق دیا تو اب اوسکو حلال نہیں وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح کرے کسی خاوند سے اوس کے سوا سے پھر اگر وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اوسکو طلاق دے تو گناہ نہیں ان دونوں پر یہ کہ پھر ملجاویں اگر خیال رکھیں کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے اور یہ دستور باندہے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتے بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندہ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی خلوت نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح میں مرد کا خلوت کرنا اوس عورت سے ضرور ہے ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطرداری کے لئے نکاح کرکے بغیر صحبت کے طلاق دیدے اسلئے کہ وہ عورت نرے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوسکتی - اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پھر کسی دوسرے سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کرے بعد خلوت کے اسکو طلاق دیدینا سو یہ امر ہرگز درست نہیں اگرچہ حنفیہ کے نزدیک خلوت ہونے کی صورت میں تو پہلے خاوند پر حلال ہو جاویگی مگر حدیث شریف میں ان دونوں آدمیوں پر

لعنت آئی ہے جیسا کہ ترمذی مین آیا ہے عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے اونہون نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حلالہ کرنے والی پر اور اوس شخص پر جس کے لئے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے
پس آدمی کو چاہیئے کہ ایسا کام کیون کرے کہ لعنت کا طوق گردن مین پڑے
بلکہ جہان تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لئے کہ بعض
وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے مین طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو نادم اور
پشیمان ہوتا ہے پھر ندامت کچھہ فائدہ نہین دیتی پس عاقل کو چاہیئے کہ اگر ایسی
ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اس لئے کہ
تین طلاق کے بعد پھر عورت سے رجوع نہین ہو سکتی پھر طرح طرح کی مشکل اور
دشواری ہوتی ہے اور شرع مین آزاد عورت کے لئے تین طلاق کی حد مقرر ہے
اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق کے بعد
نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح سے
باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لئے تین طلاق کے بعد مقرر
ہین وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہین اور جو شخص بغیر خلوت
کے عورت کو طلاق دے اوسکو لازم ہے کہ آدہا مہر اوس کا دیدے جیسا کہ
قرآن مجید کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ

اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یعنی اور اگر طلاق دو اون کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو اون کا حق تو لازم ہوا اوسکا آدہا جو کچھ ٹھیرالیا تھا مگر یہ کہ درگذر کرین عورتین یا معاف کرے جس کے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بہلا دو بڑائی رکھنی آپس مین تحقیق الله جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹھیر چکا تھا پہر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو آدہا مہر دینا لازم ہوا لیکن جو عورتین بالکل مہر معاف کردین تو پہر کچھ دینا لازم نہین اور اگر مرد درگذر کرے جو مختار رہتا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر خوشی سے عورت کے حوالے کردے تو بہت بہتر اور انسب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مرد کو بڑائی دی ہے اور اوسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنیکا پس اوس کو چاہیئے کہ مہر دینے مین اپنی بڑائی رکھے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت کو بدون خلوت اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اوسکو کچھ مہر دینا لازم نہین لیکن موافق اپنے مقدور کے کچھ خرچ دینا ضرور ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ یعنی گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو اونکو یا نہ مقرر کیا ہو کچھ اون کا حق اور

اور اون کو خرچ دو وسعت والے پر اوسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اوس کے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والون پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے حال مین مہر دینا لازم نہین لیکن مرد کو اپنے مقدور کے موافق اوس عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ نہو سکے تو ایک جوڑا ہی اپنی وسعت کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کردے اور یہ دینا مکارم اخلاق اور حُسن سلوک سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے یعنی اگرچہ خلوت نہین ہوئی اور مہر مقرر نہوا مگر احسان بہرحال نہایت عمدہ چیز ہے اور اللہ احسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین

فصل ۲ خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ خلع طلاق نہین بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ فرمایا اس کے بعد افتدا یعنی خلع کا ذکر کیا پھر اسکے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ارشاد فرمایا سو اگر خلع کو جو اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ سے مراد ہے طلاق کہین تو وہ طلاق کہ اوس کے بعد عورت پہلے خاوند پر بغیر دوسرے نکاح اور خلوت اور طلاق کے حلال نہین ہو سکتی چوتھی طلاق ہوگی اور طلاق تین ہوتی ہین نہ چار دوسری وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین خلع کیا تو آپ نے اوسکو ایک حیض

تک عدت مین بیٹھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہین ہے اس لئے
کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ اوسکو تین حیض کی عدت کا حکم فرماتے نہ ایک کا بس
جو عورت کسی وجہ شرعی سے خلع کرنا چاہے تو وہ دکو اُس سے کچھہ مال دلوانا
یا اوسکے مہر سے کچھہ معاف کرانا چاہیئے اس لئے کہ خلع تھوڑے بہت مال پر
جائز ہے مگر جو مال عورت کو مرد کی طرف سے ملا ہے اوس سے زیادہ نہ دلوانا
چاہیئے اور خلع بدون رضا ے شوہر نہین ہو سکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت
مین بشرطیکہ کسی طرح سے باہم اتفاق ممکن نہ ہو تو بایجاب حاکم خلع ہو سکتا ہے
جیسا کہ بخاری شریف مین آیا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَأَةَ
ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي
الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ
حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ
الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مقرر آئی عورت
ثابت بن قیس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر کہا اے رسول خدا کے غصہ نہین کرتی
مین ثابت بن قیس پر اُسکی خلق اور نہ دین مین لیکن مین برا جانتی ہون کفر کو اسلام مین یعنی مین اوسکی
بدخلقی اور دین کے نقصان کی وجہ سے اوس سے جدائی نہین چاہتی لیکن
میری طبیعت اوس سے خوش نہین اور مجھے اوس سے طبعی نفرت ہے سو مین

ڈرتی ہون کہ اوسکی نافرمانی جو خلاف مقتضاے اسلام ہے کہین مجہہ سے ظہور مین نہ آوے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا پہیر دیگی تو اوسپر اوس کا باغ یعنی جو اوسنے تجہے مہر مین دیا تہا وہ بولی ہان پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لیلے اور اوسکو ایک طلاق دیدے جو کہ اس حدیث شریف سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلع کرانا عورت سے مرد کو باغ دلواکر صاف ظاہر ہے اس لئے حاکم کو چاہئے کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپسمین کسی طرح اتفاق ممکن نہ ہو تو مصالحۃ عورت سے مرد کو کچہہ مال دلاکر یا اوس کا مہر معاف کراکے خلع کرادے اور ایک طلاق دلوادے اسکے بعد اگر وہ دونون آپسمین راضی ہوجاوین اور نکاح کرنا چاہین تو ان کا نکاح ہوسکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہین ہے اور ایلا شرع مین اوسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کہاوے کہ مین اپنی سب یا بعض بیبیون کے پاس نجاؤنگا پہر اگر چار مہینے سے کم کی مدت ٹہیرائی تو اوس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اس لئے کہ صحیحین وغیرہ مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیون سے ایک مہینے کا ایلا کیا تہا پہر اوسکے بعد اونکے پاس تشریف لے گئے اور جو چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اوس کے گذرنے کے بعد خاوند کو اختیار ہے چاہے بی بی سے میل کرلے یا طلاق دیدے جیساکہ دوسرے

پارے کے بارہوین رکوع مین آیا ہے لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی جو لوگ قسم کہا رہتے ہین اپنی عورتون سے اون کو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر ملگئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹہیرایا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ چار مہینے گذرتے ہی طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد خاوند مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ یُوْقَفُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَلَا یَقَعُ عَلَیْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَیُذْکَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی جب چار مہینے گذر جاوین تو توقف کیا جاوے یہان تک کہ خاوند طلاق دے اور اوسپر طلاق واقع نہ ہوگی یہان تک کہ طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت ابو الدردا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیون سے اور چار مہینے گذرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اس مین علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس مدت کے گذرنے سے فوراً طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور

اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق دیدے ورنہ حاکم طلاق دلادے اور امام اعظم رحمہ اللہ
کے نزدیک چار مہینے گذرتے ہی بائن طلاق واقع ہوگی اور سعید بن مسیب
اور ابو بکر بن عبد الرحمن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور ایلا کی
مدت مین بھی علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہین
ہوتا اور دلیل اون کی اوپر کی آیت شریف ہے مگر وہ اونکے مدعا کے مفید
نہین اس لئے کہ آیت مین توقیت نہین ہے بلکہ اوس مین اوس مدت کا بیان
ہے کہ جس کے بعد ایلا کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ یہ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلا کیا پھر اوس کے
بعد اپنی بیبیون پر داخل ہوئے جیسا کہ پہلے گذر چکا پس اگر ایلا چار مہینے سے
کم مین جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کیون واقع ہوتا اور
ایک جماعت اہل علم کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا جائز ہے اور یہی حق
ہے اور جو چار مہینے کے اندر رجوع کریگا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قسم کا
کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ یمین کا تین روزے رکھنا یا دس محتاجون کو کھانا کھلانا
یا اونکو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے اور ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی سے کہے کہ
تو مجھپر میری مان کی پیٹھ کے مانند ہے یا مینے تجھکو اپنی مان کی پیٹھ کے مانند
ٹھیرایا یا اس کے مثل کہے جیسا کہ قرآن شریف کے اٹھائیسوین پارے کے
پہلے رکوع مین وارد ہوا ہے اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ

أُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ
وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ یعنی جو لوگ مان کہہ بیٹھین تم مین سے اپنی عورتون
کو وہ نہین اونکی مائین اون کی مائین وہی جنہون نے اون کو جنا اور بیشک
وہ بولتے ہین ایک ناپسند بات اور جہوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا
پس اس طرح کے کہنے سے طلاق نہین ہوتی اور خاوند پر کفارہ لازم ہوجاتا ہے
یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھ مسکینون کو کہانا کہلاوے
اور جو یہ بہی نہ ہوسکے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکہے پہر خاوند کو اپنی
بی بی کے پاس جانا حلال ہے اور کفارہ دینے مین اسی ترتیب کا لحاظ رکہنا
چاہیے دلیل اسکی یہ آیت ہے جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع مین ہے۔
وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ
شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
یعنی اور جو مان کہہ بیٹھین اپنی عورتون کو پہر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے یعنی یہ
لفظ کہا ہے قطع تعلق کے لئے لیکن اگر پہر تعلق رکہنا چاہین تو آزاد کرنا ایک
بردہ پہلے اس سے کہ آپسین ہاتہہ لگاوین اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور
اللہ خبر رکہتا ہے جو کچہہ تم کرتے ہو پہر جو کوئی نپاوے تو روزے دو مہینے کے

لگاتار پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کہانا دینا ہے ساٹھ محتاج کا یعنی اگر پکا کر کہلاوے تو سالن روٹی دو وقتہ پیٹ بھر کہلاوے اگر اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہوں یہ اس واسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور اوسکے رسول کا اور یہ حدیں باندہی ہیں اللہ کی اور منکروں کو دکھ کی مار ہے اور اسی ترتیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمہ بن صخر کے قصے میں بیان فرمایا ہے

عَنْ اَبِی سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ وَیُقَالُ لَہٗ سَلَمَۃُ بْنُ صَخْرٍ الْبَیَاضِیُّ جَعَلَ امْرَاَتَہٗ عَلَیْہِ کَظَھْرِ اُمِّہٖ حَتّٰی یَمْضِیَ رَمَضَانُ فَلَمَّا مَضٰی نِصْفٌ مِّنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَیْھَا لَیْلًا فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَۃً قَالَ لَا اَجِدُھَا قَالَ فَصُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ اَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِفَرْوَۃَ ابْنِ عَمْرٍو اَعْطِہٖ ذٰلِکَ الْعَرَقَ ھُوَ مِکْتَلٌ یَاْخُذُ خَمْسَۃَ عَشَرَ صَاعًا اَوْ سِتَّۃَ عَشَرَ صَاعًا لِیُطْعِمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ نَحْوَہٗ قَالَ کُنْتُ امْرَءًا اُصِیْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا یُصِیْبُ غَیْرِیْ وَفِیْ رِوَایَتِھِمَا اَعْنِیْ اَبَا دَاوٗدَ وَالدَّارِمِیَّ فَاَطْعِمْ وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا۔

یعنی روایت ہے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور اونکو سلمہ بن
صخر بیاضی بھی کہتے ہین اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی مان کی پیٹھ کے مثل ٹھیرایا
یہان تک کہ رمضان گذر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بھر تک تو مجھپر میری مان
کی پیٹھ کے مانند حرام ہے پھر جب آدھا مہینا رمضان کا گذر چکا تو واقع ہوئے
سلمان اپنی عورت پر ایک رات پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت شریف مین حاضر ہو کے یہ حال بیان کیا تو آپ نے اونسے فرمایا
کہ ایک بردہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہین آپ نے
فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ یعنی اس مدت مین کبھی روزہ ناغا نکر اور
رات کو بھی عورت سے خلوت نہ کر سلمان نے کہا مین روزے نہین رکھ سکتا
آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلا اونہون نے کہا مجھے اس کا مقدور
نہین پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمرو صحابی سے فرمایا
کہ یہ کھجورون کی زنبیل سلمان کو دیدے تاکہ یہ ساٹھ محتاجون کو کھلاوے اس
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ظہار کرنیوالا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھ سکتا
ہو تو امام کو چاہیے کہ مسلمانون کے صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور ظہار
کرنے والا اگر محتاج ہو تو اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر اوس کفارے مین سے
صرف کر سکتا ہے اس لئے کہ اس حدیث کی ایک روایت مین لفظ مسکینا کے
بعد یہ بھی آیا ہے ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهٖ عَلَيْكَ وَعَلٰى عِيَالِكَ یعنی مسکینون کے

کھلانے کے بعد جو بچے اوسکو اپنے اور اہل وعیال کے صرف مین لا اور جو
ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہین جاتا مگر اوس وقت کے گذر جانے
سے اور ظاہر قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود ہی سے واجب
ہوتا ہے تو ظہار موقت کے وقت گذرنے کے بعد صحبت کا ارادہ کرنا عود
نہ ہوگا پس کفارہ اوسمین واجب نہوگا اور جو کفارہ کیا موجب قول منکر اور زور
ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونون مین کفارہ واجب ہوگا اس لئے کہ ظہار
کرتے ہی قول منکر وقوع مین آچکا اور جو ظہار موقت مین وقت گذر جانے سے
پہلے بیوی کے پاس جائے اور مطلق مین کفارہ دینے سے آگے تو پہلی صورت
مین مرد کو چاہیئے کہ وقت مقرر کے گذرنے تک اور دوسری صورت مین کفارہ
دینے تک پہر صحبت نکرے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ
عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهٖ فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ
فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى
ذٰلِكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ بَيَاضَ حَجْلِهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِيْ
اَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَاَمَرَهٗ اَنْ لَّا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ
وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى
اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ مُسْنَدًا وَّمُرْسَلًا وَقَالَ النَّسَائِيُّ الْمُرْسَلُ

اَوْلیٰ بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ یعنی روایت ہے عکرمہ سے اونہون نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا
پہر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے خلوت کرلی پہر اوس نے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس آ کے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس
کام پر آمادہ کیا اوسنے عرض کیا یارسول اللہ مین چاندنی مین اوسکی پازیبون کی
کی سفیدی دیکھتے ہی اوسپر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ روک سکا یہ
سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دئے اور اوسکو حکم دیا کہ کفارہ
دینے سے پہلے اوس سے قربت نکرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
نے اور نقل کی ترمذی نے مثل اسکے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے
اور ابوداؤد اور نسائی نے مانند اس کے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے
مرسل نزدیک ہے ساتھ صحت کے مسند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے
خلوت کرے گا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق
ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزے غلام کے لئے
ظہار کے کفارے مین آزاد کی طرح بالاتفاق دو مہینے کے ہین اور ظہار بی بی
سے ہوتا ہے لونڈی سے ابتداءً نہین ہوتا اگرچہ بقاء صحیح ہے اور لعان اصل
مین ایسی مضبوط قسمون کو کہتے ہین جو خاوند کو تہمت کی حد سے بری اور زنا
کا لوث عورت پر ثابت کرتی ہین اور عورت پر اوس کے سبب سے تنگی اور

سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اوسے تہمت کی حد ماری جاتی ہے
اور ایسی مؤکد قسمین ہین کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہین اور جو انکار کرے
تو اوسپر بھی تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت
لگاوے اور وہ اوس کا اقرار نکرے اور خاوند اپنے تہمت لگانے سے نہ پھرے
تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچوین بار
یہ کہے کہ لعنت خدا کی اوس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پھر عورت گواہی دے چار بار
کہ بیشک مرد جھوٹا ہے اور پانچوین بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اوس
عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورہ نور کے
پہلے رکوع مین مذکور ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ
شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ
بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ یعنی اور جو لوگ عیب لگاوین اپنی جوروون کو اور نہو ن
اون کے پاس گواہ سواے اپنی جانون کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار
گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اللہ کی
پھٹکار ہو اوس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو اسی طرح اس کے بعد عورت سے پانچ مرتبے
گواہی دلوانا چاہیے کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس
آیت سے معلوم ہوتا ہے وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ - یعنی اور عورت سے یون مار ٹلتی ہے کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی نام کی مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اللہ کا غضب ہووے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر عجلانی اور اونکی بی بی اور ہلال بن اُمیہ اور اونکی عورت کے درمیان مین لعان کا حکم فرمایا تھا اور جب مرد وعورت لعان کر چکین تو حاکم کو چاہیئے کہ اون دونون مین جدائی کرادے پھر یہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہوجاویگی جیسا کہ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَلَاعِنَانِ اِذَا تَفَرَّقَا لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن میان بی بی کے درمیان مین لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبھی جمع نہ ہونگے یعنی اون دونون مین باہم نکاح ہرگز جائز نہوگا اور مرد جس قدر مہر دیچکا ہے وہ بھی اوس کو واپس نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عورت مرد لعان کرنے والون سے کہ حساب تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونون مین
سے جھوٹا ہے یعنی نفس الامر مین اور ہم ظاہر کے موافق حکم کرتے ہین تیرے
لئے کوئی راہ نہین اس عورت پر یعنی کسی طرح جائز نہین کہ تو اس عورت کے
ساتھ رہے بلکہ تجھ پر یہ ہمیشہ کو حرام ہو گئی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا
مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا جاتا رہیگا فرمایا نہین کچھ مال تیرے لئے یعنی تیرا
مہر دیا ہوا کچھہ پھر نہین سکتا اس لئے کہ دو حال سے خالی نہین جو تو اوسپر سچ بولتا
ہے تو وہ مال اوسکی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے مین ہے اور جو جھوٹ
بولتا ہے تو پھیر لینا مہر کا اوس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے
لئے یعنی جب صدق کی حالت مین نہ پھیر سکا تو کذب مین بطریق اولی نہ پھیرنا
چاہیے اور لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت
ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے -
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاعَنَ
بَیْنَ رَجُلٍ وَّامْرَأَتِہٖ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِھَا فَفَرَّقَ بَیْنَہُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ
بِالْمَرْأَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور اوسکی بی بی کے درمیان مین لعان کا
حکم فرمایا پس وہ شخص اوس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعنت کے

سبب سے لڑکی کا نسب اوس شخص سے منقطع ہوگیا پہر آپ نے اون دونون مین جدائی کردی اور لڑکی کو عورت کے ساتہہ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور جب عورت زنا کا اقرار نکرے اور مرد تہمت لگانے سے باز نہ ہے تو حاکم کو چاہیئے کہ مرد اور عورت دونو کو نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات فرمائی کہ مقرر عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پہر عورت کو نصیحت کی اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرے تو شبہہ نہ ہونے کی صورت مین اوسے بیاہ والے زانی کی حد ماری جائے گی اور جو مرد جھوٹ بولنے کا اقرار کرے تو اوسپر تہمت کی حد لازم آئے گی پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ ان سب باتون سے نہایت احتیاط رکہے تاکہ دنیا کے معائب اور آخرت کے مصائب سے محفوظ رہے۔

فصل عدت کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ عدت کی تین قسمین ہین ایک طلاق کی دوسری خلع کی تیسری وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیسا کہ سورۂ طلاق کے پہلے رکوع مین اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ مین بچا ہے اون کی عدت یہ ہے کہ جن دیوین پیٹ کا بچہ اور جب مطلقہ عورت کو حیض آتا ہو اوسکی

عدت تین حیض ہین جیساکہ سورۂ بقر کے اٹھائیسوین رکوع مین آیا ہے۔
وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی اور طلاق والی عورتین
انتظار کرواوین اپنے تئین تین حیض تک اور جو نہ حاملہ ہو نہ اوسے حیض آتا
ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھیا جسے حیض نہین آتا یا ایسی عورت جسکا حیض
کسی بیماری کے سبب سے آنے کے بعد منقطع ہوگیا تو ان سب کی عدت
تین مہینے ہین جیساکہ سورۂ طلاق کے پہلے رکوع مین واقع ہوا ہے وَاللَّائِي
يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَ
اللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ یعنی اور جو عورتین نا امید ہوئین حیض سے تمہاری
عورتون مین اگر تم کو شبہہ رہ گیا تو اونکی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی
جن کو حیض نہین آیا اور خلع والی کی عدت ایک حیض ہے جیساکہ خلع کی
فصل مین گذرا اور جس عورت کا خاوند مرجاوے اور حاملہ نہو تو اوسے چاہیئے
کہ چار مہینے دس دن عدت مین بیٹھے جیساکہ سورۂ بقر کے تیسوین رکوع مین
وارد ہوا ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ
بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین اور چھوڑ جاوین وہ بیبیان
انتظار کرواوین اپنے تئین چار مہینے اور دس دن اور جو حاملہ ہو تو بچا
جننے تک عورت مین رہے جلدی پیدا ہو یا دیر مین جیساکہ سورۂ طلاق کی آیت
مین گذرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کھولکر بیان

فرمادیا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثین صحیحین مین موجود ہین اور جو عورت وفات کی عدت مین ہووے چاہیئے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نکرے یعنی مسی نہ ملے رنگا اور گوٹہ لگا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے مہندی اور سرمہ نہ لگاوے جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ وَلَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اونہون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوگ نکرے کوئی عورت کسی مردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن اور نہ پہنے یعنی عدت مین رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب[1] کا اور نہ سرمہ لگاوے اور نہ خوشبو ملے مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا قسط یا اظفار[2]

---

[1] عصب یمن کی ایسی چادرون کو کہتے ہین کہ پہلے اونکا سوت اکٹھا کر کے جگہہ جگہہ اوس کو تاگون سے باندھکر رنگ دیتے ہین پھر اوسکی چادرین بنتے ہین تو جس جگہہ سوت باندھا گیا تھا وہ سفید رہجاتی ہے اور باقی رنگین جیسے آجکل رنگ برنگی لنگیان بُنی جاتی ہین ۱۲۔

[2] قسط و اظفار ایک قسم کی خوشبو ہے عرب کی عورتین حیض سے پاک ہونے کے بعد شرمگاہ مین اوس کا استعمال کرتی ہین تاکہ بدبو دور ہو جاوے ۱۲۔

کا درست ہے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے اور نہ رنگے یعنی بالون کو اور ہاتھون کو مہندی سے غرضکہ جس عورت کا شوہر مرجاوے اوسے سب آرائش کی چیزون کا برتنا وفات کی عدت مین منع ہے اور سوگ سواے عدت وفات کے طلاق وغیرہ کی عدت مین نہین ہے اس لیئے کہ اس مین کوئی دلیل وارد نہین ہوئی اور نہ عورتون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک مین اسکو کیا پس جو اوس کے وجوب کا مدعی ہو اوسکو چاہیئے کہ دلیل پیش کرے اور علماے حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو تین طلاقین دی ہون یا ایک بائنہ اوسپر سوگ واجب ہے رجعی طلاق والی پر نہین اور جو عورت وفات کی عدت مین ہو اوسے یہ بھی چاہیئے کہ جس گھر مین خاوند کے مرنے یا اوسکی موت کی خبر آنے کے وقت تھی اوسی مین عدت پوری ہونے تک رہے کہین باہر نجاوے اور نہ کسی کی شادی غمی مین شریک ہو جیساکہ فریعہ کی حدیث مین کہ جسکو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہے قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِی فِی طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَہٗ فَاَدْرَکَھُمْ فِی طَرِیْقِ الْقَدُوْمِ فَقَتَلُوْہُ فَاَتَانِیْ نَعْیُہٗ وَاَنَا فِیْ دَارٍ شَاسِعَۃٍ مِّنْ دُوْرِ اَھْلِیْ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقُلْتُ اِنَّ نَعْیَ زَوْجِیْ اَتَانِیْ فِیْ دَارٍ شَاسِعَۃٍ مِنْ دُوْرِ اَھْلِیْ وَلَمْ یَدَعْ نَفَقَۃً وَّلَا مَالًا وَرِثْتُہٗ وَلَیْسَ الْمَسْکَنُ لَہٗ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَاِخْوَتِیْ لَکَانَ اَرْفَقَ

بی فی بعض شانی قال تحوّلی فلمّا خرجت الی المسجد او الی الحجرة
دعانی او امرنی فدعیت فقال امکثی فی بیتک الذی اتاک
فیه نعی زوجک حتی یبلغ الکتاب اجلہ قالت
فاعتددت فیہ اربعة اشہر و عشرا وفی بعض الفاظہ انّہ ارسل
الیہا عثمان بعد ذلک فاخبرتہ فاخذ بہ یعنی فریعہ کہتی ہین کہ میرا خاوند اپنے غلامون
کو ڈہونڈہنے گیا تھا قدومؔ کی راہ مین اونکو پایا اونہون نے اوسکو مارڈالا جب
اوسکی موت کی خبر پہونچی تومین اپنے میکے کے محلے سے ایک دور گہر مین تہی پہر
مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوکے
یہ حال بیان کیا اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور مین ایک
ایسے گہر مین ہون کہ وہ میرے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند نے
نہ نفقہ چہوڑا ہے اور نہ کچہہ مال کہ مین اوسکی وارث ہوتی اور نہ اوسکا کوئی گہر ہے
سوا اگر مین اپنے میکے والون اور اپنے بہائیون کے پاس جا رہون تو مجہے
راحت ہوگی آپ نے فرمایا جا رہ پہر جب مین مسجد یا حجرے کی طرف چلی تو
آپ نے مجہے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پہر مین بُلائی گئی آپ نے فرمایا کہ
تو اوسی گہر مین رہ جسمین تجہے تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی یہان تک
کہ تو اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہوجاوے فریعہ کہتی
ہین کہ مین نے اوسی گہر مین چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی اور

ہ ایک جگہہ کا نام ہے کہ مدینے سے چہہ میل پر واقع ہے اسکی دال مین تخفیف و تشدید دونون درست ہین ۱۲

اسی حدیث کے بعض الفاظ مین یہ بہی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فریعہ کے پاس آدمی بہیجا فریعہ نے یہی قصہ بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکے قول پر اعتماد کیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت مین ہو اوسے چاہیئے کہ جس گہر مین اوسکا خاوند مرا یا اوسکے مرنے کی خبر پہونچی ہو اوسی مین عدت گذرنے تک رہے اوس سے باہر نجاوے اور یہی صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ بہی مروی ہے کہ بسبب ... عذر کے عورت کو اوس گہر سے نکلنا جائز ہے جیساکہ علماے حنفیہ کہتے ہین کہ وفات کی عدت والی رات دن مین نکلے اور اکثر رات اپنے گہر مین رہے اور یہ بہی کہتے ہین کہ رجعی اور بائنہ طلاق والی جس گہر مین طلاق واقع ہوئی ہے اوسی مین عدت پوری کرے اُس گہر سے باہر نجاوے اور لونڈی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے اور بعض علما کے نزدیک اوسکی عدت دو حیض ہین مگر جو حدیثین ان کی دلیل ہین اون مین علماے محدثین نے کلام کیا ہے اور اونکو ضعیف ٹہیرایا ہے۔

فصل اون امور کے بیان مین جن سے بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہین ایک اونمین سے کفر یا ارتداد

ہے جیسے میان بی بی دونو کافر تہے ایک اون مین سے مسلمان ہوگیا تو کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میان بی بی دونون مسلمان تہے عیاذاً باللہ ایک اونمین سے مرتد ہوگیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت مین بہی نکاح ٹوٹ جائیگا ہان اگر دونون یکبارگی کافر ہوجاوین پہر ساتھ ہی اسلام لاوین تو نکاح اونکا بدستور قایم رہیگا اور جو مسلمان میان اور بی بی یہودی یا نصرانی ہو پہر مجوسی ہوجاوے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائے گا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ مجوسیہ کتابیہ کے حکم مین ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی عورت کے ساتھ صحیح ہے ایسے ہی مجوسیہ سے بہی درست ہے عورت کا مجوسی ہوجانا نکاح کو مضر نہین اور جو میان بی بی دونون مجوسی تہے ایک اون مین سے دارالحرب مین مسلمان ہوگیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد حسب قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اوس کا نکاح ٹوٹ جاویگا اور یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہان مجوسیہ کتابیہ کے حکم مین ہے یعنی اوس کا نکاح نجائیگا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاریٰ کی عورتون کے لئے ہے ان کے مردون کے واسطے نہین یعنی اگر مجوسیہ یا کتابیہ مسلمان ہوجاوے اور انکے مرد اپنے ہی دین پر قائم رہین تو یہ عورتین اونکے نکاح مین نہ رہین گی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملک ہے جیسے میان

بی بی کا یا بی بی میان کی مالک ہوگئی تو اس صورت مین نکاح جاتا رہے گا
یہ قول علمائے حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے
مملوک ہونے سے نکاح نہین ٹوٹتا بلکہ اوس کے اختیار پر موقوف رہتا ہے
تیسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامرد ہونا ثابت ہوا یا برص جذام وغیرہ مین مبتلا
نکلا تو ان عیبون کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت
نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفو کے ساتھہ جس سے اوسکے خاندان کو عار
لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کرلیا تو اس صورت مین وارثون کو پہونچتا ہے کہ اوسکا
نکاح فسخ کرادین اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہ ہوا
پانچوان یہ کہ میان بی بی مین سے کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی
حرمت ثابت ہوتی ہے تو اس صورت مین حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا
لیکن محدثین کے نزدیک نہین گیا چھٹا رضاع جیسے ایک شخص کی دو عورتین
ہین ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو دودہ پلایا تو
چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاویگا ساتوان کفار کی رسمون کو شادی بیاہ مین برتنا
اور ادن کو اچھا جاننا اور اونکے کرنے مین نفع اور نہ کرنے مین ضرر سمجھنا سو ایسی
رسمون کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ سید آدم بنوری رح
اپنی کتاب مین نقل کرتے ہین کہ نکاح مین بعض چیزین کفر ہین اور بعض مین
کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہین پھر جو کوئی اونکو برتے تو زوجیت کا علاقہ

درمیان مین سے جاتا رہتا ہے اور وہ نکاح اسلام کا نہین رہتا اور جو بچہ
اوس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اوسکا نسب بہی ثابت نہین ہوتا ایک
کنگنا باندہنا کہ یہ صریح کفر ہے بنانیوالا اور اس فعل سے راضی ہونیوالا دونو
کافر ہوجاتے ہین دوسرے جلوہ دینا کی طرح طرح کی فضیحتون اور رسوائیون
پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہ کے سر پر پان بہن یا اور عورتون کا آنچل ڈالنا اور
دولہن کے سر پر دستار رکہنا یہ فعل لعنت کا موجب ہے اس لئے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس مرد کو جو اپنے تئین عورت کے مثل بناوے
اور اوس عورت کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونہ کو ملعون فرمایا ہے
چوتہے دولہن کے انگوٹھے کو دودہ پانی سے دہوکے دولہ کو پلانا یہ رسم
گبرون کی ہے اسمین کفر کا خوف ہے پانچوین مصری کی ڈلیان عورت کے
بدن پر رکہنا اور دولہ کا اون کو اپنے موہنہ سے اوٹھانا اس فعل مین باوجود فسق
اور آتش پرستون کی رسم ہونے کے چوپایون کے ساتھ بہی مشابہت ہے
چھٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہ کے گلے مین ڈالنا اور مشاطہ کا اوسکو
تخت پر لٹا کر اوس کے ہر ایک عضو یہان تک کہ ستر کو بہی ناپنا اور عورتون
کا ان افعال کو دیکھکر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہین ساتوین مسجع مقفی لگانیان
دینا مسجد اور محراب شملے اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزون کی اہانت
کرنا کفر ہے آٹھوین دولہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسمون سے

ہے اوراسمین کفر کا خوف ہے نوین مرد کی آنکھہ مین کاجل لگانا یہ باتفاق مکروہ
ہے دسوین دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتون کالباس پہنانا یہ بھی بدعت
سیئہ ہے یہان تک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور آرسی مصحف کی رسم جو
ہندوستان کے دیار مین مروج ہے اسکی بھی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے
ثابت نہین ہوتی یہ بھی بدعت ہے اسکو چھوڑنا چاہیئے اس کے سوا اور
بہت سی خرافات رسمین ہین جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ مین کرتے ہین -
جیسے صندل سے ڈھول کو چھاپنا اور اوسپر سرخ ناڑا باندہنا رتجگا کرنا اور
اوسمین سنجیریان بھرنا اور رحم کے لڈو اور کھم بنانا اور اونپر پھولون کا سہرا باندہنا
اور صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا کونڈا بھرنا اور اوسپر پھول ڈالنا اور سرخ
رومال سے اوسکو چھپانا اور مرد کی چھانون سے اوسکا بچاؤ کرنا اور دو خصمی
اور حمل والی کو اوسکے کھانے سے روکنا سوہاگنون کا کونڈا کرنا اور اون کو سمین
اوڑہنیان اوڑہانا اور چوڑیان پہنانا لگن رکھنا باھمن سے ساعت پوچھنا
ساچق کے دن میوے اور شیرینی سے مٹکیان بھرنا اور اون کو کاغذ کے
تختون پر رکھکے روشنی آتش بازی باغ بہاری باجون کے ساتھ دولہن کے
گھر لیجانا دولہن کے گھر سے مہندی کے ساتھ کاغذ کی مہندی لانا اور سبز
مہندی گوندھکر اوسکو چوکھٹ بناکے اوسکو پنی وغیرہ سے منڈہنا اور اوسپر
چار بتیان روشن کرکے مالیدے اور لڈو سے خوان بھرکے باغ بہاری ع

کے تختون اور روشنی کے ساتھ سالی کے ہمراہ دولہ کے گھر اوسکو بھیجنا پھر وہان
پہونچکے دولہ کو چوکی پر بٹھانا اور اوسکی سر پر پھول وغیرہ کا سہرا باندہ کے
اوسکے ہاتھ پانون مین مہندی لگانا اور ملیدے کے سات نوالے دولہ کو
کھلانا اور ڈومنیون سے سہندی گوانا منڈہا باندہنا برت بہرنا تیل چڑہانا موسل
مین لال ناڑا باندہنا دولہن کے سرپر مائیون کی اربل باندہنا اور اوس مین بیٹھنے
کی جگہہ سیر دو سیر گیہون رکھکے اوسپر مسند بچھاکر دولہ کو بٹھانا اور ڈومنیون سے
سہرا سہاگ گوانا برات کی رات دولہ کو سنوارکے اوس کے سرپر سہرا باندہنا
اور دولہ کی بہن کا آکے اوسکی آنکہہ مین کاجل لگانا پھر اپنا نیگ لینا دولہن
کے گھر جاکے دولہ سے چکی پسوانا لونگین چھدوانا دولہ کا جوتا اوسکی سالی سے
چھپوانا دولہن کے گھر پہونچکے دہنگانے کی رسم کرنا کلس کا روپیہ دینا نکاح کے
بعد دولہ دولہن کے پانون جوڑکر مہندی لگانا پھر اوس وقت ڈومنیون سے
ٹونے گوانا اور سمدہنون کو چھڑیان مارنا اور اونکو گالیان گوانا رخصت کے
وقت دولہ سے پانی کٹوانا دولہن کے سرکا اربل دولہ کے ایک ہاتھ سے
کھلوانا دولہ کے ایک ہاتھ سے سہاگ پڑے کا تج سل بٹے پر پسوانا دولہن
کے پاںجامے مین دولہ سے ازاربند ڈلوانا دولہن کی جوتی دولہ کے سر سے
چھوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا نبات چنوانا ساس کا دولہ کے کان مین آکے
سہاگا لگانا دولہ دولہن کے سرپر رخصت کا سہرا باندہنا دولہن کے بھائی

سے اوسکے ڈوپٹے کے چارون آنچل بندہوانا رخصت کے وقت دولہن
کے غسل کے پانی کا شربت بناکے دولہہ کو پلانا دولہن کو گہر مین لائیکے بعد بکرا منگاکے ذبح
کرنا اور اوسکا خون دولہن کے پانون کے انگوٹہون مین لگانا دولہن کے ہاتہہ سے چانول کہیر پکوانا
اور اوسکے پانون پر پانون رکہکے انار توڑنا دولہہ دولہن کو برابر کہڑا کرکے دونون کے مونڈہے ٹاکنا
دولہن کے ہاتہہ سے دولہہ کو کہیر کہلوانا صبح کو ہلچا گوانا اور لوگون سے بہیک مانگ کے
ہلچا کا پکوان پکانا یہ دولہن کے میکے سے باجون کے ساتہہ تنبول آنا اور
دولہہ کا سلام کے لئے سسرال جانا نکاح کے چوتہے دن چوتہی کرنا اور
دلہن کی گود میوے سے بہرنا پہر میراثن سے وہ میوہ اور پہولون کی گیندین دولہن
کے ہاتہہ سے دولہہ کی طرف اور دولہہ سے دولہن کی طرف سات بار پہکوانا
تالاب یا ندی پر جاکے خواجہ خضر کا دودہ دلیا کرنا اور چہوٹی چہوٹی ناوین بناکے
اونپر رنگ برنگ کی اوڑہنیان ڈالنا پہر اون مین روشنی کرکے دولہہ دولہن
کے سہرے اور پہولون کو رکہکے دریا مین بہانا اور دولہہ دولہن کے آنچل جوڑ کر
باندہنا اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجاکے اکہٹا کہڑا کرنا اور ڈومنیون سے
کہچڑیان اور بدہائے گوانا پہر اونکو کچی کہچڑی کے خوان بہر کے دینا اور جب
لڑکی حمل سے ہو تو پانچوین ساتوین نوین مہینے پچواسا ستواسا نوماسا کرنا
اور اس تقریب مین میکے سے جوڑے کا آنا اور زچا کو جوڑا پہنا کے مسند پر
بٹھانا اور زرد کپڑے پر روپیہ رکہکے دودہ کا دیکہنا اور نوماسے کی گود بہرائی

مین زچا کو جوڑا پہنا کے دائی کے سامنے لٹانا اور اوسکے ہاتہہ سے زچا کے پیٹ پر تیل ملوانا اور بچہ پیدا ہونے کے چھٹے روز چھٹی کرنا اس کا بیان چھٹی کی فصل مین گذر چکا دوبارہ لکہنے کی ضرورت نہین یہ سب رسمین جو بیان ہوئین بعض ان مین سے صریح کفر ہین اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور بعض بدعت ہین یہ ساری غیر قومون کے میل جول سے مسلمانون مین پہیل گئی اور بے علمی کی وجہ سے جاہل مرد اور عورتون نے ان کو دین ٹہیرالیا بلا تکلف شادی بیاہ وغیرہ مین ان کو خوشی خوشی کرتے ہین اور ان کے کرنے کو مبارک سمجہتے ہین یہ نہین جانتے کہ کفر و شرک و بدعت مین گرفتار ہوکے ایمان سے ہاتہہ دہوتے ہین اور ابدالآباد کا عذاب اپنے سر لیتے ہین اور نکاح کا رشتہ میان بی بی سے توڑتے ہین اور اولاد کو بے نسب بناتے ہین یعنی جب نکاح ہی نرہا تو پہر نسب کہان بلکہ اولاد زنا کی ٹہیری یہی وجہ ہے کہ اکثر اولاد صالح اور نیک نہین پیدا ہوتی اس لئے کہ حرام کی اولاد سے خیر و برکت کی اُمید معلوم پس سب مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ جن افعال اور رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اوس مین کسیطرح کا فتور آتا ہے اون کو خوب سمجہہ لین اور اوس سے پرہیز کرتے رہین تاکہ دنیا کی رسوائیون اور آخرت کے عذاب سے نجات پاوین۔

باب ہفتدہم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اوسکے اجر کے بیان مین

مسلمانون کو چاہیئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت وعافیت کی دعا مانگا کرین اس لئے کہ تندرستی سے بڑھکر دنیا مین کوئی نعمت نہین تمام دین ودنیا کے کام اسی پر موقوف ہین اگر دنیا بھر کی نعمتین آدمی کے پاس موجود ہون اور ایک صحت نہو تو سب ہیچ ہین اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر صحت وعافیت کے دنون مین نہین سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ مین مبتلا ہوتا ہے اوس وقت اوسکی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے دکھ درد مین گھبرانے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی ایذا سے بیتاب ہوجاتا ہے انصاف سے دیکھئے تو اکثر صحیح رہتا ہے اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے مین اس نعمت عظمیٰ کا کبھی شکر ادا نہین کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی ناشکری کرنے لگتا ہے اور اوس کا متحمل نہین ہوتا پس انسان کو چاہیئے کہ جب کبھی بیمار یا کسی رنج وغم مین گرفتار ہو تو راضی برضائے مولیٰ ہوکے اوس پر صبر کرے جزع فزع نکرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج وملال دل مین نہ لاوے اس لئے کہ

مسلمان کو بیماری و رنج و الم کی جو تکلیفین پہونچتی ہین اور وہ اونکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھکر اوس پر صبر کرتا ہے تو اس سے اوس کے گناہ جھڑتے ہین اور اجر کے درجے بڑہتے ہین جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اوسکو کسی مصیبت وغیرہ مین گرفتار کرتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُہَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ خَطَایَاہُ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین پہونچتا مسلمان کو کوئی رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم یہان تک کہ اوسے کانٹا چبھویا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اوس کے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج و ملال یا کوئی صدمہ اور تکلیف پہونچے اور وہ اوس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اوس کے چھوٹے چھوٹے گناہ بخشدیتا ہے اور صحیح مسلم مین بروایت جابر رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

عَلٰی اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَکِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْھَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّھَا تُذْھِبُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ کَمَا یُذْھِبُ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے پہر فرمایا کہ تجہے کیا ہوا ہے کہ تو کانپتی ہے اوسنے عرض کیا تپ ہے نہ برکت دے اللہ اوسمین پس آپ نے فرمایا نہ برا کہہ تپ کو اس لئے کہ بیشک وہ بنی آدم کے گناہ اس طرح دور کرتی ہے جیسے بہٹی لوہے کے میل کو ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کَانُوْا یَرْجُوْنَ فِیْ حُمّٰی لَیْلَۃٍ کَفَّارَۃً لِّمَا مَضٰی مِنَ الذُّنُوْبِ یعنی حسن کہتے ہین کہ امید رکہتے تہے یعنی صحابہ ایک رات کی تپ مین کہ وہ گذرے ہوئے گناہون کے لئے کفارہ ہے اور ابو الدرداء[۱] رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کی تپ سال بہر کے گناہ مٹا دیتی ہے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کسی مرض یا مصیبت مین گرفتار ہو تو اوسکو برا نہ کہے بلکہ اوسپر صبر کرے اس لئے کہ اللہ تعالی صبر کرنے سے بسبب اپنی رحمت واسعہ کے اوس کے گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت مین بڑے بڑے مرتبے عنایت فرماویگا اور اوسکی رحمت تو اپنے بندون پر اسقدر ہے کہ جب کوئی اونمین سے بسبب

[۱] یہ روایت ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکہی ہے مخرج کا نام نہین بتایا ۱۲-

بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اور ادو وظائف کے ادا کرنے سے معذور رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اوس کے نامۂ اعمال میں ویسا ہی ثواب لکھتا ہے جیسا کہ صحت و حضر میں اوس کے لئے لکھتا تھا چنانچہ یہی مضمون بخاری شریف میں آیا ہے۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ کُتِبَ لَہٗ بِمِثْلِ مَاکَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اوس کے سبب سے اپنے نوافل اور وظائف ادا نہیں کر سکتا تو لکھا جاتا ہے اوس کے لئے مانند اوس چیز کے کہ عمل کرتا تھا گھر میں تندرست یعنی بے پڑھے اوسکو نفل اور وظیفے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا کَانَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ حَسَنَۃٍ مِّنَ الْعِبَادَۃِ ثُمَّ مَرِضَ قِیْلَ لِلْمَلَکِ الْمُوَکَّلِ بِہٖ اُکْتُبْ لَہٗ مِثْلَ عَمَلِہٖ اِذَا کَانَ طَلِیْقًا حَتّٰی اُطْلِقَہٗ اَوْ اَکْفِتَہٗ اِلَیَّ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار ہو جاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہیں کر سکتا تو کہا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اوس فرشتے سے جو اوس کے ساتھ

مسافتہ معین ہے یعنی کہ لکھا اوس کے واسطے مانند اوسکے عمل کے جس وقت
وہ تندرست تہا یہان تک کہ صحیح سالم کردون مین اوسکو یا ملالون اوسکو
اپنی طرف یعنی مرجاوے اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَایَزَالُ الْبَلَآءُ بِالْمُؤْمِنِ
اَوِالْمُؤْمِنَۃِ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْہِ مِنْ خَطِیْئَۃٍ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ بدبختی رہتی ہے بلا ایماندار
مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد مین یہان تک کہ وہ اللہ سے ملاقات
کرتا ہے یعنی مرجاتا ہے اس حال مین کہ اوسپر کوئی گناہ نہین یعنی بلاؤن کے
سبب سے اوسکے سب گناہ بخشدے جاتے ہین اور امام مالک نے
بہی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے محمد بن
خالد سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ نِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ
مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃٌ لَّمْ یَبْلُغْھَا بِعَمَلِہٖ ابْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ
ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبْلِغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ
یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اون کے دادا سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوس کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے

ایسا مرتبہ کہ نہین پہونچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو
اللہ اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد مین پھر اوسکو اوسپہ صبر عطا کرتا ہے یہان تک
کہ پہونچاتا ہے اوسکو اللہ اوس رتبے پر جو مقدر ہوا تھا اوس کے واسطے اللہ
کی طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتون پر صبر کرنا ایسی عمدہ
چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت وعبادت سے نہین پہونچ سکتا وہ
اس کے سبب سے اوس مرتبے کو پہونچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان ایماندار
کو چاہیئے کہ کسی طرح کے رنج وغم ایذا وتکلیف دکھ درد مین ہرگز نہ گھبراوے
اور جزع فزع اور شکوہ شکایت ہی نکرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر راضی
رہے اور ہر وقت اپنے گناہون سے ڈر کے توبہ اور استغفار کرتا رہے
تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالی جلد صحت وعافیت عطا فرماوے اور عمل خیر کی توفیق دے

فصل بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکھنا عمدہ
بات اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری خصوصًا
بیماری مین اون کی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات
ہے اس لئے کہ مان باپ اولاد کی جنت ونار ہین جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ یعنی ایک آدمی نے

عرض کیا یارسول اللہ کیا حق ہے ماں باپ کا اپنی اولاد پر فرمایا وہ دونون
تیری جنت دوزخ ہین یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے
اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیون نہو اونکی اطاعت تو اولاد
پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالی نے سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے شروع
مین اپنی عبادت کے ساتھہ ہی والدین کے ساتھہ بہلائی کرنا ارشاد فرمایا ہے
وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ كِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا
كَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ
صَغِیْرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ
فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا یعنی اور چکا دیا تیرے
رب نے کہ نہ پوجو اوس کے سوا اور ماں باپ سے بہلائی کبھی پہونچ جاوے
تیرے سامنے بڑہاپے کو ایک یا دونون تو نہ کہہ اون کو ہون اور نہ جہڑک
اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جہکا اونکے آگے کندہے عاجزی کر کے
پیار سے اور کہہ اے رب اونپر رحم کر جیسا پالا اونہون نے مجھکو چہوٹا تمہارا رب
خوب جانتا ہے جو تمہارے جی مین ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے
والون کو بخشتا ہے یعنی اگر دل مین آوے کہ بوڑہے ماں باپ سے یہ معاملہ
نباہنا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جبکی نیت نیکی پر ہی اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے

تو اللہ بخشنے والا ہے پس ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ ماں باپ کے
ساتھ احسان اور سلوک سے پیش آنا اولاد پر فرض ہے اس لئے کہ جس طرح
ان آیتوں مین اور صیغے امر کے ارشاد فرمائے ہین اسی طرح بالوالدین سے پہلے
لفظ احسنوا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر وجوب کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد
کو چاہیئے کہ سب کامون مین جو خلاف شرع نہون اونکی فرمانبرداری کو مقدم
جانے اور سعادت دارین اور موجب نجات سمجھے خاصکر ماں باپ مین سے
جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو چاہیئے کہ ہر وقت اونکی خدمت مین
حاضر رہے اونکے علاج معالجے اور کھانے پینے اور اوٹھانے بٹھانے
کا خود ہی نہایت خیال رکھے تاکہ کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اون کو نہونے
پاوے اور جس طرح سے خدمت کرنیمین اونکی خوشی کا اور رضامندی معلوم
ہو اوسی طرح سے اونکی خدمتگزاری کرتی رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نکرے
کہ اون کو ناگوار گذرے یا اون کے دل کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اس لیئے
کہ ماں باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے
روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ
وَسَلَّمَ قَالَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ
یعنی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا رضامندی اللہ کی والد کی رضامندی مین ہے

اور ناخوشی اللہ تعالی کی باپ کی ناخوشی مین ہے اِس حدیث شریف مین
نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور مان بہی اسی حکم مین داخل ہے بلکہ اوس کا
حق تو باپ سے بہی زیادہ ہے جیسا کہ اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے
اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت کرنے مین
تکلیف ہوگی زیادتی عطوفت ورافت کی راہ سے اوس سے خدمت
نہ لین اور اوسکو خدمت کرنے سے منع کرین تو بہی اوسکو لازم ہے کہ اونکی
بیماری کی حالت مین ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لئے اشارہ
کرین یا حکم دین تو فوراً اوسکو بطیب خاطر بجالاوے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود
ہی نہایت اہتمام رکہے نرے آدمیون پر نہ چہوڑ دے اِس لئے کہ ہر آدمی
سے اوسکی احتیاط ہونا مشکل ہے۔ اور مان باپ کے سوا خاوند کی خدمت
بی بی کو اور بی بی کی خدمت خاوند کو کرنا بہت ضرور ہے یعنی ان مین سے
جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو چاہیئے کہ اوسکی بیمارداری اچہی طرح کرے
اور کسی کام اور خدمت مین دریغ اور کوتاہی نکرے اور نہ اوس کے کرنے مین
اپنی حقارت سمجہے بلکہ اوسکی خدمت رغبت اور خوشی سے کرے اسلئے
کہ یہ خدمت میان بی بی کے حقوق مین داخل ہے اور عزیز وا قارب کی
بیماری وغیرہ مین تیمارداری اور خبرگیری صلہ رحم سے ہے جتنا جو عزیز قریب
ہو اوتنا ہی اوس کا ہر حال مین شریک ومعاون رہے اور غیرون کے

ساتھہ بیماری مین سلوک کرنا اور اونکی ہرطرح سے خبر رکھنا موجب اجروثواب
کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری مین ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے ایک
یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اوٹھاوے بٹھاوے لٹاوے تاکہ کسی طرح کی ایذاو
تکلیف اوسکو نہ پہونچے اسواسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا بدن اور سب
قوی ضعیف ہوجاتے ہین ذراسے صدمے سے بہت تکلیف پہونچتی ہے
دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کیسکو شور وغل نکرنے دے اور نہ کوئی چیز ایسے زور
سے پہینکے کہ اوسکے کھٹکے اور دھمک سے اوسکو ایذا پہونچے تیسرے اوسکی
دوا غذا وغیرہ مین دیر اور غفلت نکرے جو وقت اوسکا مقرر ہوا اوسی وقت
کہلاوے پلاوے چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور اوس کے
قریب بیٹھہ کے اوسکے اشارے کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چیخنا چلانا نہ پڑے
اور اشارے سے اوسکا کام نکلجاوے پانچوین یہ کہ اگر کسی ضرورت کے واسطے
آپ کہین جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیرخواہ آدمی کو اوس کے پاس
چہوڑجاوے تاکہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے اور اوس کو کسی طرح کی تکلیف
نہونے پاوے غرضکہ بیمار کی خدمت نہایت غور وفکر سے کرے اور جو کوئی
بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گہر آجاوے تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی دوا علاج
وغیرہ مین مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت سے بہی دریغ نہ کرے اور
تندرست ہونے تک آرام وچین سے اوسکو اپنے یہان رکہے جب تک

وہ رہے اچھی طرح سے اوسکی خاطرداری اور تشفی کرتا رہے اور کام کاج سے
فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اوسکے پاس جاکے اوسکی تسلی
اور تسکین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اوسکا دل نہ گھبراے بلکہ ہر طرح
سے اوسکی دلجمعی ہو جاے اور وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ میرا یہان کا رہنا گھر والے
پر بار ہے اور میرے رہنے سے اوسکو تکلیف پہونچتی ہے غرضکہ بیمار کی خدمتگزاری
اور خاطرداری وغیرہ مین کسی طرح کی کوتاہی اور بے پرائی اور کج خلقی اور بد
دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل ہو اوس کے
استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبرگیری کرتا رہے اس لئے کہ
بیمارون کی تیمارداری وغیرہ مین سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر کی بات
ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ یگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر ایک کے دکھ درد مین جس
طرح سے ہوسکے بلاتامل شریک ہو جایا کرے یعنی خدمتگزاری اور خاطرداری
اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اوسکی مدد کرے کیونکہ بیمار کی خبرگیری
مین کئے فائدے ہین ایک یہ کہ دکھ درد موت زندگی ہر آدمی کے ساتھ
لگی ہوئی ہے دنیا مین اس سے کوئی خالی نہین پس اگر انسان کسی کی دکھ
بیماری مین شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت مین کام آوے گا اور جو
وہ کسی کے بڑے وقت کام نہ آویگا تو اوسکا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا
گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا مین تو اکثر خوش خلقی اور ملنساری ہی سے کام

نکلتے ہین یہ ایسے عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بہی یگانہ ہوجاتا ہے دوسرے
یہ کہ کسی کو نفع پہونچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنے سے آخرت
مین عمدہ عمدہ درجے ملین گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ راضی
اور خوش رہتے ہین حاضر و غائب اوسکو دعاے خیر سے یاد کرتے ہین پس
ہر انسان کو چاہیئے کہ جہان تک ہوسکے دوسرے کے مصائب اور ایذا
اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت
و آرام پہونچانے کی فکر کرے اس لئے کہ حدیث حسن مین وارد ہوا ہے۔
خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ[ل]

فصل عیادت کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقوق مین سے ہے
جنہین آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیئے جیسے بہوکے کو کہانا
کہلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مردے کو نہلانا کفن پہنانا جنازے
کے ساتھ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت مین اگرچہ بہت حدیثین
وارد ہوئی ہین مگر تہوڑی سی اس جگہہ لکہی جاتی ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثوبان
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَرْجِعَ یعنی رسول اللہ

[ل] امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر مین فرمایا ہے کہ اس حدیث کو قضاعی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بہائی کی عیادت
کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری مین رہتا ہے یہان تک کہ پہر آوے
یعنی وہ بیمار پرسی کے لئے جانے سے جنت اور اوسکے میوے کے کہانے
کے لائق ہوجاتا ہے اور ترمذی اور ابوداؤد مین آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ
یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ
عَادَہٗ عَشِیَّۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہین عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان
کسی مسلمان کی اگلے دن مین یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اوس کے
لئے رحمت ومغفرت کی دعا کرتی ہین یہان تک کہ وہ شام کرے اور نہین
عیادت کرتا ہے پچھلے دن مین یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت ومغفرت
مانگتے ہین اوسکے واسطے ستر ہزار فرشتے یہان تک کہ صبح کرے اور رہوتا
ہے اوس کے لئے جنت مین ایک باغ اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مَنْ عَادَ مَرِیْضًا نَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتَ
مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا
یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھکو یعنی دنیا و آخرت مین اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا
آخرت مین اور بناوے تو جنت مین ایک مکان یعنی بہشت مین تجھے بڑا
مرتبہ نصیب ہو اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
عَادَ مَرِیْضًا لَّمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِیْہَا
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت
کرتا ہے وہ ہمیشہ دریاے رحمت مین پیٹھتا رہتا ہے یہان تک کہ بیٹھ جاوے
یعنی بیمار کے پاس پھر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت مین ڈوب جاتا ہے پس
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی نہایت عمدہ چیز اور بڑے اجر
کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے مین تو بہت ہی ثواب ملتا ہے
اور غیر دین والون کی بیمار پرسی بھی شرعًا جائز اور خالی ثواب سے نہین
جیسا کہ بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَهُوْدِیٌّ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ
فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی انس رضی اللہ عنہ

روایت ہے اونہون نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کی خدمت
کیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہوگیا پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
لئے اوسکے پاس تشریف لائے اور اوسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور
اوس سے فرمایا کہ مسلمان ہوجا اوسنے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اوسکے پاس
تھا اوس کے باپ نے کہا ابو القاسم کا کہا مان لے پس وہ مسلمان ہوگیا پھر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب
تعریف اوس اللہ کے لئے ہے جس نے اوسکو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام
لانے کے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر
کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور فاسق کی عیادت جائز ہونے مین
علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پرسی مین بھی کچھہ
مضائقہ نہین کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے
اور بھی کئی باتین سمجھی جاتی ہین ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے
دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اوسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے
اگر بیمار کافر ہو تو اوسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت
کے بہت ہین ایک اون مین سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھہ
کھڑا ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْعِیَادَۃُ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلاً وَاَفْضَلُ

اَلْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افضل زمانہ عیادت کا مقدار اوس زمانے کی ہے کہ درمیان دو دوہ دوہنے او نٹنی کے اور سعید بن مسیب کی روایت میں مرسلا وارد ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اوس میں جلد اوٹھہ کھڑا ہو اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ عیادت مین بہت نہ بیٹھنا چاہیئے مگر جس شخص کے بیٹھنے سے بیمار کو تشفی اور تسکین ہوتی ہو یا وہ اوس شخص سے خدمت لینے مین کسی طرح کا تکلف نہ کرتا ہو تو اوس کو بیمار کے پاس زیادہ ٹھیرنا چاہیئے تاکہ اوسکا دل بہلے اور اور راحت وآرام پہونچے - دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کے سامنے تسلی کی باتین کرے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰى مَرِيْضٍ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ بِنَفْسِهٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لئے بیمار کے پاس آؤ تو طمع دو اوسکو زندگی کی یعنی یون کہو کہ رنجیدہ نہو کچھہ ڈر نہین ابھی اچھا ہوجاویگا اللہ تیری عمر مین برکت دے اس لئے کہ یہ کہنا تقدیر کی بات کو نہین پھیرتا اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس شور وغل نہ مچاوے جیسا کہ رزین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے -

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّۃُ الصَّخَبِ فِی الْعِیَادَۃِ عِنْدَ الْمَرِیْضِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا کَثُرَ لَغَطُہُمْ وَاخْتِلَافُہُمْ قُوْمُوْا عَنِّیْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہون نے کہا سنت سے ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت مین نزدیک بیمار کے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بہت ہو مل اور اختلاف صحابہ مین اُٹھہ کہڑے ہو میرے پاس سے چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت کو جاوے تو اوس کے لئے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے پڑہے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْہِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی ہم مین سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا داہنا ہاتہہ اوس پر پہیرتے پہر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیون کے اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہین کوئی شفا مگر تیری شفا وہ شفا کہ نہ چہوڑے کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چارون قل پڑہکے مریض پر دم کرے جیسا کہ بخاری ومسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ قَالَتْ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ
وَمَسَحَ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ
الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ وَامْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ
قَالَتْ كَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ یعنی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے
اپنے اوپر معوذات اور پہیرتے اپنے اوپر ہاتہ اپنا یعنی جہان تک پہونچ سکتا
ہاتہ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوئے اوس بیماری مین کہ وفات کیے
گئے اوسمین تو مین دم کرتی تہی حضرت پر معوذات وہ معوذات کہ حضرت
دم کرتے تھے اور پہیرتی مین ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یعنی اسطرح کہ
مین معوذات پڑہتی اور حضرت کے ہاتہون پر دم کرتی اور اون کے دونو ہاتہ
اون کے بدن مبارک پر پہیرتی اور مسلم کی ایک روایت مین یہ آیا ہے
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب کوئی آپکے گہر والون مین سے
بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے اوسپر معوذات **ف**
معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہین لفظ
جمع باعتبار آیتون کے کہا یا اقل جمع کے دو ہین یا دو سورتین یہ اور تیسری
قل ہو اللہ ان تینون کو معوذات کہنا تغلیبًا ہے اور معتمد یہی بات ہے
بعض نے کہا قل یا بہی اسمین داخل ہے اور بیمار کے حق مین عیادت

کے وقت یہ دعا پڑہنا بہی جو ابوداود اور ترمذی مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لیئے نہایت مفید ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُہٗ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان کہ پوچہے بیمار مسلمان کو پہر کہے سات بار سوال کرتا ہون مین اللہ بزرگ رب عرش عظیم سے کہ شفا دے تجہکو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہوا جل اوسکی یعنی یہ مرض لاعلاج ہے اگر اوسکی موت نہین آئی ہے تو اس دعا کے پڑہنے سے مرض الموت کے سوا اوسکی سب بیماریان جاتی رہتی ہین پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اوس کے لیئے دعا کرنا بہی ضرور ہے اور جو مناسب سمجہے تو بیمار سے اپنے بہی واسطے دعا کرائے کیونکہ اوسکی دعا اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْلَکَ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے تو اوس سے کہہ کہ وہ تیرے لیئے دعا کرے اسواسطے کہ اوسکی دعا فرشتون

کی دعا کے شامل ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لئے جاوے تو کہے لَا بَأْسَ طَهُورٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی کچھہ ڈر نہین اگر اللہ چاہے تو یہ مرض تیرے گناہون کو دور کردیگا اور تو پاک صاف ہوجاویگا جیسا کہ بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُهٗ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَّعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ كَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ كَبِیْرٍ تُزِیْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گنوار کے پاس عیادت کے واسطے تشریف لائے اور آپ جب کسی بیمار کے عیادت کے لئے تشریف لیجاتے تو فرماتے لا باس طہور ان شاء اللہ تعالی پس آپ نے یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یون نہین بلکہ تپ ہے کہ بڑے بوڑھے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبرون سے ملا دیگی یعنی مار ڈالیگی پس آپ نے فرمایا ہان اب یون ہی ہوگا عیادت کے وقت ان لفظون کے کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے اور کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس گنوار کے کفران نعمت پر خفا ہوئے اس لئے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر و شکر کا طریقہ بتلایا اور اُسنے اس نعمت کی قدر نجان کے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اب

یون ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے اسواسطے کہ کفران نعمت کی سزا محرومی کے سوا اور کچھ نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت نکرے ورنہ وہ اوس نعمت سے محروم رہیگا دوسرے یہ کہ ادنٰی ادنٰی آدمی کی عیادت کرنے مین کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بسبب کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک مین تہا ایک ادنی گنوار کی بیمارپرسی کے واسطے تشریف لے گئے چہٹا ادب یہ ہے کہ بیمار کے پاس ایسی باتین نکرے کہ جس سے اوسکو غصہ آوے یا کسی طرح کا رنج پہونچے اور اُس کے سامنے روئے پیٹے بہی نہین کہ اوس سے وہ ہراسان ہو بلکہ ہمیشہ اُسکو تشفی دیتا اور ہمت دلاتا رہے تاکہ اوسے فرحت ہو پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے بیمارون کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو

فصل موت کی آرزو کرنے کی ممانعت مین

مسلمانون کو چاہیئے کہ قضاے آلٰہی سے جب کسی رنج و غم یا دکھہ بیماری مین مبتلا ہون تو ہرگز اپنے لیئے موت کی تمنا نکرین اس لیئے کہ حدیث شریف مین اسکی ممانعت آئی ہے جیساکہ بخاری شریف مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی کے بڑہنے سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالی کی رضامندی چاہے یعنی توبہ کرے اور لوگون کی اون کی حق ادا کرے اور صحیح مسلم مین بہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُہٗ اِلَّا خَیْرًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا نہ مانگے مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک جبکہ وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہوجاتی ہے یعنی زیادہ بہلائی کرنے کی اور بیشک نہین زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بہلائی کو اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ ہَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِیْدٌ وَاِنَّ مِنَ السَّعَادَۃِ اَنْ یَّطُوْلَ عُمْرُ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِنَابَۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اسلئے کہ جانکنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیک بختی سے ہے یہ کہ زیادہ ہووے عمر بندے کی اور نصیب کرے اوسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری

اکی طرف حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت کے پہونچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہان تک ہو سکے صبر کرے اپنے مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر مین لکھا ہے وہ ضرور ہی ہونا ہے چاہے صبر کرے یا نکرے مگر صبر کرنے سے مصیبت آسان ہوجاتی ہے اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالی کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے وَ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی ملتا ہے ٹہیرنے والون ہی کو اونکا نیگ ان گنتی اور وارد ہوا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ یعنی بیشک اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور بے صبری سے مصیبت کی ایذا اور تکلیف بڑہتی ہے اور اجر سے محرومی نصیب ہوتی ہے پھر صبر کے اجر کو مفت ہاتہ سے دینا کون عقلمندی کی بات ہے ہان اگر ایسی ہی موت کی آرزو کرنیکی ضرورت پیش آوے تو اس طرح کہے جیسا کہ بخاری و مسلم مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ہرگز نہ آرزو کرے کوئی تم مین کا مرنے کی اوس ضرر سے کہ اوسکو پہونچے یعنی بدنی ہو یا مالی پس اگر ہے ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیے کہ کہے اے اللہ زندہ

رکھہ مجھکو جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو یعنی مرنے سے اور موت
دے مجھکو جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جینے سے اس حدیث
سے اگرچہ ضرورت شدید کے وقت ان لفظون کے کہنے کی اجازت
ثابت ہوتی ہے لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولی و افضل ہے اس واسطے
کہ موت کسی کے اختیار مین نہین کہ جب چاہے آجاوے اوسکا تو ایک
وقت مقرر ہے اوس سے پہلے ہرگز نہین آسکتی - دوسرے یہ کہ موت
کی آرزو دنیا کے رنج وغم ایذا اور تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لئے کیجاتی ہے
اور انجام کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہان کیا معاملہ ہوگا
راحت پاویگا یا تکلیف خدا نخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب
مین گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت مین پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفون اور مصیبتون
کو بھول جاویگا اور یہ آرزو کریگا کہ کاش دنیا مین اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا
تو اس بلا مین نہ مبتلا ہوتا پھر یہ آرزو اوس وقت کچھہ فائدہ نہ دیگی اور جو اللہ
تعالی کے فضل وکرم سے اوس عالم مین اچھا معاملہ ہوا تو بھی موت کی تمنا کرنے
کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف مین مبتلا ہونیکا
خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہان جسقدر نیک عمل کریگا
اوتنا ہی وہان ثواب پاویگا دنیا کی چندروزہ زندگی کو گو کتنی ہی بلا و مصیبت
سے کٹے غنیمت جانے جہان تک اچھے کام ہوسکین کرتا رہے اور موت

تو خود ہی آنے والی ہے پہر اوسکی تمنا کرنے مین کیا فائدہ پس ایمان والون کو چاہیے کہ دکہہ درد اور ایذا و تکلیف سے گہبرا کے ہرگز موت کی تمنا نکرین اور نہ کبہی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پر لاوین بلکہ ہر حال مین اپنے مالک کی رضا پر راضی اور شاکر رہین اور اپنے جینے مرنے کو اوسی کی خوشی اور رضا پر چہوڑ دین اپنی راے کو دخل دیکے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجہین اور ہر وقت اپنے گناہون سے توبہ اور استغفار کرتے رہین تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون۔

باب ہیجدہم

فصل موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوس وقت کی تدبیرون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چہٹکارا نہین انسان اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے مگر آخر کو موت اوسے نہ چہوڑے گی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کہینچے اور امید زندگی کی منقطع ہو جاوے تو اپنے چہوٹے بڑے گناہون سے توبہ کرے اور اللہ تعالی سے اونکی مغفرت چاہے اس لئے کہ اللہ تعالی اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کہلا ہے بند نہین جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے مالک کی

طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل وکرم سے اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے
اور اوسکے گناہون سے درگذر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیے کہ جو بندون
کے حق اوسکے ذمے ہون جیسے قرضہ یا امانت یا غصب وغیرہ
اونکو فوراً ادا کرے یا اونکے مالکون سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق
عباد سے بدون ادائی یا معافی کے خلاصی نہین ہوسکتی اور جو اوسوقت
کسی وجہ سے یہ نہو سکے تو اپنے وارثون کو وصیت کرجاوے تاکہ وہ اوسکی
طرف سے ادا کردین اور یہ بھی واجب ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ
جو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیک گمان رکھے اس لیے کہ اللہ
پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جنت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث
غریب مین وارد ہوا ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
عَلٰی شَابٍّ وَهُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنِّیْ
اَخَافُ عَلٰی ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ
عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا یَرْجُوْ وَاٰمَنَهٗ مِمَّا یَخَافُ رَوَاهُ
اِبْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ یعنی روایت ہے انس
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان
پر اور وہ جانکنی کی حالت مین تہا پس آپنے فرمایا تو کس طرح پاتا ہے اپنے
آپکو یعنی تو اپنے دل کو اس وقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الہی کا امیدوا

ہے یا اوس کے غصے سے ڈرتا ہے اوس نے کہا مین امید رکہتا ہون اللہ تعالی سے اے رسول خدا کے یعنی مین اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا ہون اور باوجود اسکے بیشک مین اپنے گناہون سے ڈرتا ہون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین جمع ہوتے خوف و اُمید بندے کے دل مین بیچ مانند اس وقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید رکہتا ہے یعنی رحمت اپنی اور اسکو امن مین رکہتا ہے اوس چیز سے کہ ڈرتا ہے یعنی عذاب سے اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور بیمار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی سے مایوس ہوجاوین اور موت کی نشانیان اوسپر نمودار ہوجاوین مثلاً ناک کا بانسا ٹیڑہا ہوجاوے کنپٹیان بیٹہہ جاوین مردنی مونہہ پر چہا جاوے پانون ایسے سست ہوجاوین کہ کہڑے کرنے سے بہی کہڑے نہوسکین سارے بدن کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیئے کہ اوسکی اس غیر حالت کو دیکہہ کے اپنے تئین سنبہالین اور دل کو مضبوط رکہین اور اوس کے پاس بیٹہکے روئین پیٹین نہین اور نہ کوئی ایسی بات اوس کے سامنے کہین جس سے اوسکو ہراس اور زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت مین اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی تکلیف ندین خصوصاً وہ دوائین جنکا کہانا پینا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ تو ہرگز نہ کہلائین پلائین اور پرہیز سے بہی اوسکو معاف رکہین بلکہ جو وہ مانگے

اوسے دین اور تسکین کے لیئے شربت انار مین کیوڑا ملا کے پلاوین اور آب زمزم جو نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق مین ڈالتے رہین اور اوسکا مونہہ قبلے کی طرف کردین اس طرح سے کہ سر شمال کی طرف اور پانون جنوب اور مونہہ قبلے کے سمت ہو جاوے اس لیئے کہ ہندوستان کا قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابو قتادہ رضؓ سے روایت کیا ہے اِنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ اَوْصٰی اَنْ یُّوَجَّهَ اِلَی الْقِبْلَةِ اِذَا احْتُضِرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ یعنی براء بن معرور نے وصیت کی کہ اونکا مونہہ قبلے کی طرف کردین جبکہ موت کا وقت قریب آجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہونچگیا اسلام کے طریقے کو یعنی اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر مین اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح کرین علماے حنفیہ کہتے ہین کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چت لٹا دین کہ مونہہ اور پانون سب قبلے کی طرف ہو جاوین اور محدثین یہ کہتے ہین کہ داہنی کروٹ پر لٹا دین اور یہی اولیٰ ہے اس واسطے کہ قبر مین اسی طرح لٹاتے ہین اور سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ روضۂ ندیہ مین اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورۂ یٰسین پڑھکر اوس کو سناوین جیسا کہ احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑہو تم سورہ یسین کو اپنے مردون پر مراد مُردون سے ایسی جگہہ وہ ہین جنپر موت کے آثار ظاہر ہون اور مرے نہون اور اخیر وقت مین اوسکے پاس ایسی باتین جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہوا ور آخرت کا خیال جاتا رہے ہرگز ہرگز نکرین بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہین حدیث شریف کا شغل رکہین درود و استغفار وغیرہ پڑہتے رہین اور کلمہ شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بلند آواز سے اوسکو سناتے رہین تاکہ وہ بہی خود پڑہنے لگے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوا ور اسی پر اوسکا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم مین بروایت ابو سعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تلقین کرو اپنے مردون کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اس سے یہی مراد ہے کہ مرنے کو سناؤ نہ یہ کہ اوس سے کہو کہ تو پڑہ اس لئے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار کر بیٹہے گا تو اسمین کفر کا خوف ہے اور ابو داؤد مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام اوسکا[۱] لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ بہشت مین

[۱] اگرچہ اس حدیث شریف مین اتنا ہی وارد ہوا ہے مگر اس سے پورا کلمہ مراد ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲

داخل ہوگا ارحم الراحمین اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرماوے۔ آمین۔

فصل اس امر کے بیان میں کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیئے

میت کے عزیز قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اوسکی آنکھوں کو بند کردیں جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاکُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ یَتْبَعُ الرُّوْحَ وَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّہٗ یُؤَمَّنُ عَلٰی مَا قَالَ اَھْلُ الْبَیْتِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے مردوں کے پاس حاضر ہو تو اون کی آنکھیں بند کر دو اس لیے کہ بیشک آنکھ روح کا پیچھا کرتی ہے یعنی اوسکی بینائی جاتی رہتی ہے اور اچھا کہو اس واسطے کہ جو گھر والے کہتے ہیں اوس پر آمین کہی جاتی ہے اور صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَاَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِہٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ یعنی وہ کہتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور انکی
آنکھین پہرا گئین تہین پس آپ نے اونکو بند کر دیا پہر فرمایا بیشک جب
روح قبض کیجاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتھ اوسکے پس اون کے
گہر کے لوگ چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجہہ گئے کہ اونکا انتقال
ہوگیا پہر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانون پر مگر ساتھ بہلائی کے یعنی واویلا
اور بد دعا نکرو اسلیئے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اوسپر آمین کہتے ہین یعنی
تمہاری دعا پہلی ہو یا بُری پہر آپ نے فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخشدے
اور بلند کر اوسکا درجہ اون لوگون مین کہ سیدہی راہ دکہائے گئے ہین اور
کارساز ہو جا تو اوسکے پس ماندون مین جو کہ باقی ہین باقی رہے ہوے لوگون
مین اور اے پروردگار عالمون کے ہماری اور اوسکی مغفرت کر اور وسعت
دے اوسکی قبر مین اور اوس کے لیئے وہان روشنی کر آتس حدیث شریف
سے مرنے کے بعد آنکہون کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتین
بہی معلوم ہوئین ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے
اُس وقت اپنے اور مردے کے لئے دعائے خیر کرنی چاہیئے اس واسطے
کہ یہ وقت بہی دعا کے قبول ہونیکا ہے اور بعد آنکہہ بند کرنے کے مردے
کو کسی صاف پاک کپڑے سے ڈہانک دین جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ یعنی وہ کہتے ہین کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کیئے گیئے تو آپ یمن کی
چادر سے ڈہانکے گئے پہر تجہیز تکفین مین جلدی کرین جیساکہ ابوداود نے
حصین بن وَحْوَحْ سے روایت کیا ہے اِنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ اِنِّیْ لَآ اَرٰی اِلَّا قَدْ حَدَثَ
بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْ اَہْلِہٖ
یعنی طلحہ بن برار بیمار ہوئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
لیئے اونکے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک مین نہین گمان کرتا
طلحہ کو مگر اوسپر موت ظاہر ہوگئی تم اون کے مرنے کی مجھے خبر کردینا یعنی
تاکہ مین آوٗن اور اون پر نماز پڑہون اور جلدی کرو یعنی تجہیز تکفین اور دفن
وغیرہ مین اس لئے کہ بیشک مسلمان مردے کے لیئے لائق نہین کہ
روک رکہا جاوے درمیان اوس کے گہر والون کے پس اِن حدیثون
سے مردے کی آنکھین بند کرنا اور چادر سے اوسکو چہپا دینا اور اوسکی تجہیز
تکفین مین جلدی کرنا ثابت ہوا اور مردے کے موہنہ کو اور پاؤن کے
دونون انگوٹہون کو ملا کے باندہنا شرع سے ثابت نہین البتہ اوس کا
بوسہ لینا حدیثون سے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز
و قریب یا دوست آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اوسکے مرنے کے بعد بوسہ

لیئے تو جائز ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَّھُوَ مَیِّتٌ وَّھُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَتْ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْہِ عُثْمَانَ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال مین کہ وہ میت تھے اور آپ روتے تھے یہان تک کہ آپکے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ اَبَابَکْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَیِّتٌ یعنی وہ کہتی ہین کہ مقرر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ لیا اور آپ میت تھے پس اِن دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدون آواز کے اوسکے غم مین رونا جائز ہے مگر چیخنا چلاّنا پیٹنا سر کھسوٹنا کپڑے پھاڑنا واویلا کرنا شرع مین منع ہے اور اس باب مین سخت وعید وارد ہوئی ہے مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف مین مبتلا ہون تو اوسپر صبر و شکر کرین اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا کرین اس لئے کہ جو لوگ مصیبت کے وقت اس آیت شریف کو پڑھتے ہین اون کی تعریف اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید مین بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے
رکوع مین ارشاد ہوا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یعنی اور خوشی سُنا ثابت رہنے والون کو کہ جب اونکو
پہونچے کچھہ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور ہم کو اوسی کی طرف پہر جانا
ایسے لوگ اونہین پر شاباشین ہین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی
ہین راہ پر اور حدیث شریف مین بہی ایسے لوگون کی مدح آئی ہے جیسا
مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِیْبُهٗ مُصِیْبَةٌ
فَیَقُوْلُ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ
لِیْ خَیْرًا مِّنْهَآ اِلَّآ اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَیْرًا مِّنْهُ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ
خَیْرٌ مِّنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَیْتٍ هَاجَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ
اِنِّیْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان
کہ پہونچے اوسکو مصیبت یعنی تہوڑی ہو یا بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم
کیا اوسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یاالہی تو مجہے ثواب
دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے بہتر اوس سے

یعنی اوس چیز سے کہ میرے ہاتھہ سے گئی اس مصیبت مین تو بدلا دیتا ہے
اللہ تعالی اوس کے لئے بہتر اوس سے پس جبکہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو
مینے کہا ابوسلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت
کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر مینے یہ کلمے کہے پس دیا
اللہ تعالی نے مجہے ابوسلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی
حضرت کے نکاح مین آئی اور امام احمد اور ترمذی نے ابوموسی اشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ
نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ
حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ۔
یعنی ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
کسی بندے یعنی مومن کا فرزند مرتا ہے تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے
فرشتون یعنی ملک الموت اور اونکے فرمانبردارون سے کہ قبض کی تمنے روح
فرزند بندے میرے کی پس وہ کہتے ہین کہ ہان پہر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قبض کیا
تم نے میوہ اوسکے دل کا وہ کہتے کہ ہان پہر فرماتا ہے اللہ تعالی کہ کیا کہا میرے
بندے نے وہ کہتے ہین کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالی کہ بناؤ میرے بندے کے لئے ایک بڑا گہر بہشت

مین اور نام رکھو اوسکا بیت الحمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔
عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ
وَتَعَالٰی اِبْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ
ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ یعنی روایت ہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالی
ارشاد کرتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی بلا پر اور ثواب چاہے
پہلے صدمے کے وقت تو نہین راضی ہوتا مین تیرے لئے ثواب کا سوائے
بہشت کے یعنی اوسکے بدلے مین بہشت مین داخل کرونگا اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور امام احمد رح نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین
قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَّلَا مُسْلِمَۃٍ یُّصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَذْکُرُھَا وَاِنْ طَالَ عَھْدُھَا فَیُحْدِثُ
لِذٰلِکَ اِسْتِرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاَعْطَاہُ مِثْلَ
اَجْرِھَا یَوْمَ اُصِیْبَ بِھَا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین کوئی
مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کہ پہونچائے جاوین مصیبت پھر وہ اوسکو
یاد کرین اگرچہ دراز ہو زمانہ اوس مصیبت کا پس کہین واسطے اوس کے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مگر تازہ کردیتا ہے یعنی ثابت کرتا ہے
اللہ تعالی نزدیک اوس کے ثواب پس دیتا ہے اوسکو مانند ثواب

اوس مصیبت کے جس دن پہونچایا گیا تھا وہ مصیبت یعنی اور اوسپر صبر کیا تھا بیہقی نے شعب الایمان مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِکُمْ فَلْیَسْتَرْجِعْ فَاِنَّہٗ مِنَ الْمَصَائِبِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ ٹوٹجاوے تسمہ پاپوش ایک تمہارے کا پس چاہیے کہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس لئے کہ یہ بہی مصیبتون سے ہے فائدہ شاید تسمہ ٹوٹنے سے مراد ادنی مصیبت ہے یعنی اگر ادنی مصیبت پہونچے تو بہی یہ پڑہے چنانچہ ایک روایت[1] مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چراغ گل ہونیکے وقت اس آیت کو پڑہا حاصل یہ ہے کہ ہر مصیبت کے وقت چہوٹی ہو یا بڑی اس آیت شریف کو پڑہا کرین اس لئے کہ اسکے پڑہنے سے نہایت ثواب اور بہت اجر ملتا ہے۔

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتے ہین جو کہ پہلے سے منزل پر جا کے پانی گہاس وغیرہ رسد قافلے کے لئے تیار کرے اسی لئے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو فرط کہتے ہین کیونکہ وہ پہلے سے جا کے ماں باپ کے واسطے بہشت کی نعمتونکی درستی کرتا ہے پہر شفاعت کر کے اون کو جنت مین لیجائیگا اس باب مین چند حدیثین صحاح وسنن مین وارد ہوئی ہین کچہہ بیان بہی لکہی جاتی ہین بخاری و

[1] روایت ترجمۂ مشکوۃ مین بلا تخریج لکہی ہے ۱۲

مسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَۃٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّۃَ الْقَسَمِ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین مرتے تین فرزند کسی
مسلمان کے پہر وہ داخل ہو آگ مین مگر واسطے کہولنے قسم کے اس سے
معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجاوین وہ دوزخ مین نجاویگا مگر بقدر
سچے ہوجانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالی نے قسم کہاکے ارشاد فرمایا ہے
کہ سب کا ورود جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار دوگ بعافیت تمام ہوا
یا بجلی کی طرح پل صراط پر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے اون کو اوسکی ہوا
تک نہ لگے گی اور کفار ٹکڑے ٹکڑے ہوکے جہنم مین گر پڑینگے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ
فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِہِمَا الْجَنَّۃَ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ
اُمَّتِکَ قَالَ وَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ یَا مُوَفَّقَۃُ فَقَالَتْ فَمَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ
قَالَ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ
یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مر گئے ہون واسطے اوس کے دو فرزند
بالغ ہونے سے پہلے میری اُمت مین سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون
دونون کے بہشت مین پہر کہا عائشہ نے پس جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے

ایک فرزند آپ کی اُمت مین سے فرمایا اور جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند پس یہی حکم ہے اے توفیق دیگئی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوس کے ایک بھی فرزند آپ کی اُمت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس مین ہون میر منزل اپنی اُمت کا نہین مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کی اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا اپنے پروردگار سے جبکہ وہ اوس کے مان باپ کو آگ مین داخل کریگا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا پس کہا جاویگا اے کچے بچے جھگڑنے والے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے مان باپ کو جنت مین پس کھینچے گا اون کو ساتھ آنول نال اپنے کے یہان تک کہ داخل کرے گا اون کو بہشت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اوس شخص کا اجر ہے جس کے ایک دو تین بچے نابالغ مرجاوین اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اوسکو جنت مین داخل کریگا بلکہ اوسکی وسعت رحمت یہان تک پہونچی ہے کہ

اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مرجاوے اور اوسپر صبر کرے تو اللہ اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ مَا لِعَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالی نہین ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا جس وقت کہ قبض کرتا ہون مین اوس کے پیارے کو اہل دنیا سے پھر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مرجاوے اوس کے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اوس سے اللہ تعالی راضی ہوگا اور اوسکی ذرا سی رضا سب سے افضل ہے۔

فصل میت کے حالات بیان کرکے اوسپر رونے پیٹنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف و حالات بیان کرکے چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرنا سر اور مونھہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پیٹنا اور سر کے بال نوچنا کھسوٹنا اور اوسپر خاک دھول بس وغیرہ ڈالنا یہ سب باتین جاہلیت کی ہین اسلام مین ان کا کرنا حرام ہے رونے پیٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ بیچارہ اسکے سبب سے

صفت عذاب مین گرفتار ہوجاتا ہے جیساکہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ نِیْحَ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مغیرہ کہتے ہین سنا مین
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسپر نوحہ کیا جاتا ہے
پس بیشک وہ عذاب کیا جاویگا بسبب نوحہ کئے جانے کے دن قیامت
کے عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مَیِّتٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْہِمْ فَیَقُوْلُ وَاجَبَلَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَنَحْوَ ذٰلِکَ
اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکَیْنِ یَلْہَزَانِہٖ وَیَقُوْلَانِ اَھٰکَذَا کُنْتَ یعنی ابو موسی
اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے کہ نہین کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو رونیوالا اون مین سے
اور کہے اے پہاڑ اے سردار اور مانند اسکے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالی
ساتھ میت کے دو فرشتے کہ مکے مارتے ہین اوس کے سینے مین اور کہتے
ہین کیا تو ایسا ہی تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب
حسن ہے اور بخاری مسلم مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ
الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا نہین ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ شخص کہ پیٹے رخسارے

اور گریبان پھاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی روتے وقت وہ باتین کہے جو شرعًا جائز نہین مانند نوحہ اور بیان اور وا ویلا کرنے کے اور پگڑی پھینکدینا اور سر پیٹنا اور بال نوچنا بھی رخسار پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کے حکم مین ہے اور صحیح مسلم مین ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُوْنَھُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَۃُ وَقَالَ النَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزین ہین میری امت مین جاہلیت کے کام سے کہ وہ ہرگز اونکو نہ چھوڑین گی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب مین طعن کرنا نسب مین اور پانی طلب کرنا بسبب ستارون کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنیوالی عورت جب وقت توبہ نہ کی ہو اوسنے اپنے مرنے سے پہلے تو وہ کھڑی کیجاویگی قیامت کے دن حشر کے میدان مین ہوگا اوسپر کرتا قطران کا اور کرتا خارش کا یعنی خارش اوسپر مسلط کیجائیگی پھر اوسپر قطران ملی جائے گی تاکہ ایذا زیادہ ہو عیاذًا باللہ منہ قطران ایک بدبو دار سیاہ دوا ہے ابہل کے درخت سے نکلتی ہے اور کھجلی والے اونٹون کو ملی جاتی ہے اور اوسمین آگ جلد لگجاتی ہے اور بہت جلد بھڑکنے لگتی ہے اور ابو داؤد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ
وَالْمُسْتَمِعَۃَ یعنی انہوں نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نوحہ کرنیوالی عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث سے
ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے بڑھکے میت کے اوصاف بیان
کرنا باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت
احتیاط کرنا چاہیے تاکہ لعنت کا مورد نہون ہان اگر غم اور رحم کے سبب سے
بدون آواز کے رووین تو شرعًا جائز ہے اسمین کسی طرح کا گناہ نہین بلکہ ایسا
رونا رحمت مین داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی اسطرح
سے روئے ہین جیسا کہ بخاری ومسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَیْفِ الْقَیْنِ وَکَانَ ظِئْرًا
لِاِبْرَاھِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِبْرَاھِیْمَ فَقَبَّلَہٗ وَشَمَّہٗ ثُمَّ
دَخَلْنَا عَلَیْہِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاھِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّھَا رَحْمَۃٌ ثُمَّ اَتْبَعَھَا بِاُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ
یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ
یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لہار کے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم کے

رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو پھر اون کا بوسہ لیا اور اون کو سونگھا یعنی اپنی ناک اور موںھہ کو اونکے موںھہ پر رکھدیا جیسے کوئی بو سونگتا ہے پھر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد چند روز کے اور ابراہیم نزع کی حالت مین تھے پس ہوئین دونوں آنکھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاری ہوئے اونسے آنسو پس عرض کیا حضرت سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس رونے کے بعد پھر روئے پھر فرمایا مقرر آنکھین آنسو بہاتی ہین اور دل غمگین ہے اور باوجود اس کے ہم نہین کہتے مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری جدائی کے سبب سے اے ابراہیم البتہ غمگین ہین فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہون نے سولہ یا سترہ مہینے کی عمر مین وفات پائی اور ابو سیف کا نام برا تھا ان کے یہان لہاری کا پیشہ ہوتا تھا اور ان کی بی بی کا نام خولہ تھا یہ منذر انصاری کی بیٹی حضرت ابراہیم کی انّا تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی نزع کے وقت اونکے یہان تشریف لے گئے اوسوقت آپ نے حضرت ابراہیم کو پیار کیا اور روے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو روتے ہین

آپ بہی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الٰہی کے روتے ہین آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال مین دیکہکر رحم آتا ہے اور یہ رونا اوسی کا اثر ہے بے صبری کے سبب سے نہین جیسا کہ تو نے خیال کیا اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنکہین آنسو بہاتی ہین اور دل غمگین ہے اشارۃً اس سے سمجہا جاتا ہے کہ نہ رونا قلت رحمت کی وجہ سے ہے اور غمگین نہونا سنگدلی کے سبب سے پس رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے کہ کسی کا بیٹا مر جاوے اور وہ ہنستا رہے اس لئے کہ عدل کا مقتضا یہی ہے کہ ہر حق والے کو اوسکا حق دیوے اور ہر کام کو اوسکے محل اور موقع مین کرے بخاری و مسلم مین حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ اَرْسَلَتْ اِبْنَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ اَنَّ ابْنًا لِیْ قُبِضَ فَأْتِنَا فَاَرْسَلَ یُقْرِئُ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ تُقْسِمُ عَلَیْہِ لَیَاْتِیَنَّہَا فَقَامَ وَمَعَہٗ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَۃَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ وَنَفْسُہٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ہٰذَا فَقَالَ ہٰذِہٖ رَحْمَۃٌ جَعَلَہَا اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ وَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَآءَ یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو

آپ کے پاس بہیجا کہ میرا بیٹا مرتا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو سلام کہلا بہیجا اور فرمایا کہ تحقیق
اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ اوس نے لی اور اللہ ہی کے لیئے ہے جو چیز کہ
اوس نے دی یعنی اولاد وغیرہ پس اوس کے ضائع ہونے مین جزع فزع
نچاہیئے اس لیئے کہ اوسی کی امانت تہی جب چاہے لیلے اور ہر چیز اوسکے
نزدیک ساتھ مدت معین کے ہے یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بہی اسی قدر
مقدر تہی کہ جسقدر جیا پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پہر بہیجا یعنی
آپکی بیٹی نے دوبارہ آدمی کو آپکے پاس بہیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف
لائیے پس کہڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تہے آپ کے
ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ ابن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت
اور اور لوگ صحابہ مین سے پس اوٹہایا گیا لڑکا آپ کی طرف یعنی نواسے
کو آپکی گود مین دیا اور اوسکی روح حرکت کرتی تہی یعنی جانکنی کی حالت تہی
پس بہنے لگین دونون آنکہین حضرت کی پہر کہا سعد نے یارسول اللہ یہ کیا
ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالی نے اوسکو اپنے بندون
کے دلون مین پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہین کرتا اللہ تعالی اپنے
بندون مین سے مگر رحمت کرنے والون پر یعنی سعد یہ سمجہے تہے کہ رونے
کی سب قسمین حرام ہین شاید آپ بہول کے روئے ہون اس لیئے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بتادیا کہ آنسوؤن سے رونا حرام اور مکروہ
نہین بلکہ وہ رحمت ہے البتہ نوحہ کرنا اور گریبان پہاڑنا اور موہنہ پیٹنا
وغیرہ حرام ہے اور بخاری ومسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ اِشْتَکٰی سَعْدُ بْنُ عِبَادَۃَ شَکْوٰی لَہٗ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ وَجَدَہٗ فِیْ غَاشِیَۃٍ فَقَالَ قَدْ قَضٰی قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
فَبَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰی الْقَوْمُ بُکَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ بَکَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ
وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْ یَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ
یعنی اونہون نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری مین بیمار ہوئے
یعنی ابن عمر کو معلوم نہین کہ اون کی بیماری کیا تہی پس آئے اونکے پاس نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کرنے کو ساتھ عبدالرحمن بن عوف اور
سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کے پس جب گئے اونکے پاس
تو پایا اون کو بیہوشی مین پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مرگیا صحابہ نے
عرض کیا نہین یارسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر یعنی ازراہ
مہربانی کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب بہی رونے لگے پھر آپ
نے فرمایا کیا تم سنتے نہین ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالی عذاب نہین کرتا ساتھ

آنسوؤن آنکھون کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے ساتھ اسکے اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے نے زبان سے ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الٰہی مین کہی یا نوحہ کیا تو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالی کی تعریف کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑہا تو رحمت اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک البتہ مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے اوسکے لوگون کے اوپر اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنا نہایت بُری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ اللہ تعالی سے ڈرین اور ہر حال مین اوسکی رضا پر راضی رہین اور صبر و شکر کرین تاکہ جنت الفردوس مین بڑے بڑے مرتبے پاوین۔

فصل قبر کی تیاری کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کامون سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کرین اسلیئے کہ اکثر اسکی درستی مین دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے خود جاوے نہین تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیجدے کہ وہ اوسکا انتظام کرے قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان مین بغلی کہتے ہین دوسرے شق جسکا نام صندوقی ہے جیسی یہان بنتی ہے طریقہ لحد بنانیکا

یہ ہے کہ پہلے دستور کے موافق بقدر مردے کی لنبائی کے ایک گرہ یا کہون
پہر قبلے کی طرف ایک کول بنا کے اوسمین مردے کو رکہکر کچی اینٹون سے
اوسکو بند کردین اس طرح کی قبر بنانے مین نہایت فضیلت ہے اسلیئے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے لحد بنائی گئی تہی جیسا کہ شرح السنہ
مین عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ رَجُلَانِ
اَحَدُ هُمَا یَلْحَدُ وَ الْاٰخَرُ لَا یَلْحَدُ فَقَالُوْٓا اَیُّهُمَا جَآءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَہٗ فَجَآءَ الَّذِیْ
یَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی عروہ نے کہا مدینے مین دو شخص
تہے یعنی گورکن کہ ایک اون مین سے یعنی ابو طلحہ انصاری لحد کرتا تہا یعنی
بغلی قبر کہودتا تہا اور دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح لحد نہین کرتا تھا یعنی جیسی
یہان قبر بنتی ہے پس کہا صحابہ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق
کیا اسپر کہ جونسا اون مین سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے
آوے تو حضرت کے لیئے لحد کہودے اور جو شق والا پہلے آوے تو شق کہودے
پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تہا پس لحد کی اوس نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے عامر بن سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے
روایت کیا ہے اِنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ هَلَكَ فِیْهِ
اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّ انْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی سعد بن ابی وقاص نے کہا اپنی اوس

بیماری ہین جسمین اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لئے لحد
اور کھڑی کرو مجھپر کچی اینٹین کھڑی کرنا جیساکہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ترمذی اور ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ
لِغَیْرِنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے
واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لئے پس ان سب حدیثون سے معلوم
ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہان تک ہوسکے اسی قسم کی قبر بناوین اور
ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو
اور قبر کے بیٹھ جانیکا خوف ہو تو ضرورت کے لئے شق بنانا درست ہے جیسے
یہان منتی ہے اور جو بلا ضرورت بناوین تو بھی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے
اس لئے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرہ مبشرہ
سے ہین شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہوتا تو وہ باوجود اس بڑے
رتبے کے ایسی قبرین کیون بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کسی طرح اونکے اس فعل کو جائز رکھتے غرضکہ دونون قسم کی قبرین بنانا شرعًا
درست ہین جس طرح کی ممکن ہو ویسی بناوین

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مردون کا نہلانا زندون پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت مین سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلاوین تو اورون کے ذمے سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہین تو سب گنہگار رہتے ہین اور اسپر سب علما کا اتفاق ہے کسیکا اختلاف نہین اور میت کے نہلانے کے لئے اوسکا رشتہ دار بہتر ہے غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ مَیِّتًا فَاَدّٰی فِیْہِ الْاَمَانَۃَ لَمْ یُفْشِ عَلَیْہِ مَا یَکُوْنُ مِنْہُ عِنْدَ ذٰلِکَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَقَالَ لِیَلِہٖ اَقْرَبُکُمْ اِنْ کَانَ یَعْلَمُ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ یَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ عِنْدَہٗ حَظًّا مِّنْ وَّرَعٍ وَّاَمَانَۃٍ یعنی حضرت عائشہ کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے غسل دیا میت کو پھر ادا کیا اوسمین امانت کو اور افشا نہ کیا اوسپر اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے اوسوقت تو نکلا وہ اپنے گناہون سے مثل اوس دن کے کہ جنا اوسکو اوسکی مان نے اور فرمایا چاہیے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانیکا وہ شخص جو تم مین سے زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے احکام سے واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک اوسکے

حصہ پرہیزگاری و امانت سے یعنی جسکو پرہیزگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر
میان بی بی مین سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسریکو نہلانا بہتر ہے
جیساکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ جَنَازَۃٍ بِالْبَقِیْعِ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِیْ رَأْسِیْ وَاَقُوْلُ وَا
رَأْسَاہُ فَقَالَ بَلْ اَنَا وَا رَأْسَاہُ مَاضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِیْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ ثُمَّ صَلَّیْتُ
عَلَیْكِ وَدَفَنْتُكِ لیعنی عائشہ کہتی ہین کہ لوٹکر آئے طرف میرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے سے کہ بقیع مین تہا اور مین
پاتی تھی درد کو اپنے سر مین اور کہتی تھی وارأساہ پس آپ نے فرمایا بلکہ انا وارأساہ
کون چیز تجھے ضرر پہونچاتی ہے اگر تو مرجاوے مجھسے پہلے پس مین تجھکو نہلاؤن
اور تجھے کفناؤن پھر تجھپر نماز پڑہون اور تجھے دفن کردون اس حدیث کو امام
احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت
کیا اور اصل اس حدیث کی بخاری شریف مین اس طرح پر ہے کہ ذَاكِ
لَوْ كَانَ وَاَنَا حَیٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ اگر یہ ہوتا یعنی تو مرجاتی اور مین زندہ
ہوتا تو تیرے لئے بخشش چاہتا اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا نِسَاؤُہٗ لیعنی اگر مین پہلے سے جانتی جو اب جانا تو آپکی بیبیونکی
سوا آپ کو کوئی نہ نہلاتا نقل کیا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابو داود نے اور

بیشک نہلایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماء اونکی بی بی نے اور
نہلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اسکو برا نجانا اور امام شافعی اور
دارقطنی اور ابونعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثون سے
ثابت ہوا کہ نہلانا میان کا بی بی کو اور بی بی کا میان کو اولی و افضل ہے اور
رشتے دار کے ہوتے ہوئے غیر کا نہلانا بھی شرعًا درست ہے مگر غسل دینے
والا پرہیزگار دیندار نہلانے کے امور سے واقفکار امانت دار ہونا چاہیئے
تاکہ اگر میت مین کسی طرح کے آثار بھلائی کے جیسے چہرے کا چمکنا دمکنا یا بدن
سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاذ اللہ کسی طرح کی برائی دیکھے
جیسے بدبو آنا یا سونہہ اور بدن کا کالا ہوجانا یا صورت بدل جانا تو اونکو ہرگز نہ
بیان کرے اسلئے کہ کتاب ازہار مین لکھا ہے علما کہتے ہین کہ میت کی اچھی
نشانیون کو بیان کرنا مستحب اور بری علامتون کا ظاہر کرنا حرام ہے اور مُردون
پر لعن طعن اور اونکی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ اونکو برا کہے اگرچہ وہ کافر
یا فاسق فاجر ہون جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا
الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نہ برا کہو مُردون کو اسلئے کہ بیشک وہ پہونچے طرف اوس چیز کے

جسکو اونہون نے آگے بہیجا یعنی اپنے کیے کی جزا کو پہونچگیے اور ابو داود اور
ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَ کُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْہِمْ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردون کی
نیکیان اور باز رہو اونکی برائیون کے ذکر سے مردون کو بہلائی سے یاد کرنے
کا حکم استحباب کے لئے ہے اور برائی سے باز رہنے کے باب مین امر وجوب
کے واسطے ہے حجۃ الاسلام مین لکہا ہے کہ مردے کی غیبت کا گناہ زندے
کی غیبت سے بہت بڑہکر ہے اس لئے کہ زندے سے تو بخشوا لینا ممکن ہے
بخلاف مردے کے کہ اوس سے کسی طرح نہین بخشوا سکتا غرضکہ مردے کے
برا کہنے سے نہایت احتیاط رکہین اگرچہ زندون کی غیبت کرنا بہی حرام
ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن کی نجاست
دور کرین اور نرم نرم ہاتہ سے اوسکے پیٹ کو دباوین تاکہ جو نجاست
باقی ہو وہ نکل جاوے پہر دہنی جانب سے نہلانا شروع کرین اور اس امر کا
ضرور خیال رکہین کہ اوسکا ستر کہلنے نہ پاوے اور تین یا پانچ بار یا اس سے
زیادہ پانی مین بیری کی پتی ڈال کے اوس سے نہلاوین اور پچہلی بار پانی مین
کافور ڈال کے اوس سے نہلاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ام عطیہ رضی
اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِبْنَتَہٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَہَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ اِنْ رَاَیْتُنَّ ذٰلِکَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ کَافُوْرًا اَوْ شَیْئًا مِّنْ کَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاہُ فَاَلْقٰی اِلَیْنَا حَقْوَہٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَہَا اِیَّاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِغْسِلْنَہَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّابْدَأْنَ بِمَیَامِنِہَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْہَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَہَا ثَلٰثَۃَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَیْنَاہَا خَلْفَہَا یعنی اُمِّ عطیہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم اونکی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نہلاتے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ اونکو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر دیکھو تم یہ مناسب یعنی اگر اسکی احتیاج ہو پانی اور بیر کی پتی سے یعنی پانی مین بیر کی پتی جوش دیکے اوس سے نہلاؤ کہ اس سے خوب پاکی اور ستھرائی ہوتی ہے اور آخر بار مین کافور ڈالو یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم فراغت پاؤ تو مجھے خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ سے خبر کی آپنے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا پھر فرمایا کہ اس تہ بند کو اوس کے بدن سے لگا دو یعنی کفن کے نیچے اس طرح سے رکھدو کہ بدن سے لگا رہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ غسل دو اوسکو طاق یعنی تین یا پانچ خواہ سات بار اور شروع کرو اوسکے دہنے طرف اور اوسکے اعضاے وضو سے اور ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے اونکے بالون کی تین چوٹیان گوندہین پھر ڈالا ہمنے اونکو اونکے پیچھے اس سے معلوم ہوا

کہ عورت کے بالون کے تین حصے کرین کہلے رکہین خواہ اونکی چوٹیان گوندہین
مگر سنت وہی ہے جو آپ کی صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا اور شہیدون کے
واسطے غسل نہین ہے بلکہ اونکے کپڑون اور خون سمیت اونکو دفن کر دینا
چاہیے جیساکہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْھُمُ
الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدِمَائِھِمْ وَثِیَابِھِمْ یعنی ابن عباسؓ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے حق مین یہ فرمایا کہ
اونسے لوہا اوتارا جاوے یعنی زرہین اور ہتیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ
جو کہ خون مین نہین بہرے ہین اور دفن کیے جاوین خون سمیت اور کپڑون
سمیت یعنی جو کپڑے کہ خون مین بہرے ہون امام شافعی رحمہ اللہ تعالی
کے نزدیک شہید کے لیے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی
فرماتے ہین کہ اوسکو نہلاوین نہین لیکن اوسپر نماز پڑہین اور جیسے مردون کا
نہلانا زندون پر واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بھی شرعاً واجب ہے اور تکفین
مین ان امور کا ضرور لحاظ رکہنا چاہیے ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیے جس سے وہ
خوب ڈہک جاوے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچہے کفن
دینے کا حکم فرمایا ہے جیساکہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابو قتادہؓ کی روایت سے وارد

لہ مشکوۃ شریف مین بروایت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے ۱۲

ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحَسِّنْ کَفَنَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیوے ایک تمھارا اپنے بھائی کو تو چاہیے کہ اچھا کفن دے اوسکو اور حارث ابن ابی اسامہ نے اپنی مسند مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا اَکْفَانَ مَوْتَاکُمْ فَاِنَّھُمْ یَتَبَاھَوْنَ وَیَتَزَاوَرُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھا کفن دو اپنے مردون کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہین آپس مین اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہین اپنی قبرون مین مراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ساتر اور پاک صاف ہو نیا ہو یا پرانا دھویا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ وَمِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّہٗ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَیَجْلُو الْبَصَرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو اس واسطے کہ وہ تمھارے کپڑون مین بہتر ہین اور کفناؤ اون مین اپنے مردون کو بہتر ہے سرمون تمھارے مین اثمد اس لیے کہ بیشک وہ جماتا ہے پلکون کے بالون کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موتاکم تک روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولی و افضل ہے ہان ضرورت

[illegible] اور عقیلی نے اور ابو سعید نے مثل اسکے ابو ہریرہ سے مرفوعا روایت کیا ہے ۱۲

کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے تیسرا یہ کہ بھاری قیمت کا
کفن نہ دینا چاہیے اس واسطے کہ شرع شریف مین ایسا کفن دینا منع ہے
جیسا کہ ابوداود نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُغَالُوا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مہنگا کپڑا نہ لگاؤ کفن مین اسلیئے کہ وہ بہت
جلد چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہوجاتا ہے اس سے معلوم
ہوا کہ قیمتی کفن دینا اور اسمین اسراف کرنا بہت بُری بات ہے اس لیئے
کہ حدیث شریف مین اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اسمین مال کی اضاعت
ہے کیونکہ بھاری قیمت کے کفن دینے مین نہ میت کا کچھہ نفع ہے نہ زندون
کا کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے قیمتی کفن کیسا
نئے کفن کے حق مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے
کپڑے کا اور یہ اوس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑون مین سے
کفن کے لیئے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھکر کہا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل
کے مسرف لوگ جو ناموری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن
مردون کو دیتے ہین اسکی حرمت مین کچھہ کلام نہین اس لئے کہ قیمتی کفن دینا
ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر سے
خالی نہین اور ان سب چیزون کا حرام ہونا شرع مین بخوبی ثابت ہے

چوتہا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا
مستحب ہے اور مسنون کفن مردون کے لئے تین کپڑے ہین ایک کفنی مونڈھون
سے قدمون تک چاک اس کا دونون کندھون کی طرف ہوتا ہے اور دہنان
چوڑان مین آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہین جاتی دوسرے ازار
یعنی نیچے کی چادر جو سر سے پانون تک چھپاوے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی
چادر جسے یہان موٹھہ کی چادر کہتے ہین یہ بہی سر سے پانون تک چھپا دیتی
ہے اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن مین اس وجہ سے
مسنون ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی تین کپڑون مین کفنائے گئے
تہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ یَمَانِیَّۃٍ بِیْضٍ
سُحُوْلِیَّۃٍ[ف] مِنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْہَا قَمِیْصٌ وَلَا عِمَامَۃٌ یعنی بی بی عائشہ کہتی ہین کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دئے گئے بیچ تین کپڑون سفید یمنی کے
اور سحول کی بنی ہوئی روئی کے نہ تہا اون مین کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی ہان ضرورت
کے وقت ایک دو کپڑے مین کفنانا بہی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور
قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نکرنا چاہیے اور مسنون کفن عورتون کے
لئے پانچ کپڑے ہین ایک کفنی جسکا چاک سامنے ہوتا ہے دوسرے اوڑہنی

ف سحولیہ منسوب ہے طرف سحول کے اور سحول نام ہے ایک بستی کا یمن مین ۱۲

جس سے سر کے بال چھپائے جاتے ہین تیسرے ازار یعنی نیچے کی چادر چوتھے
سینہ بند پانچوین لفافہ یعنی موٹہ کی چادر اوڑہنی دو ہاتہہ کی لنبی ایک
بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند تین ہاتہہ کا لنبا اور چوڑان مین اسقدر
ہوکہ بغلون کے نیچے سے گھٹنون تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے
ویسے ہی لنبے چوڑے ہون جیسے مرد کے کفن مین مذکور ہوچکے اور کفن کفایہ
عورت کا ازار اور اوڑہنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت یہ تین کپڑے
اور ایک کپڑا بھی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر
کفایت نکرنا چاہیئے بلکہ مرد اور عورت کے لئے جو کپڑے معین کئے گئے ہین
اونہین مین اونکو کفنانا چاہیئے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مردے کے بدن مین اور
کفن مین اور اون اعضا مین جو سجدہ کرنے مین زمین سے لگتے ہین یعنی پیشانی
کھنی گھٹنے وغیرہ اور ان مین کافور بھی لگانا چاہیئے اور خوشبو تین بار لگا وین اسلئے
کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِذَا اَجْمَرْتُمُ الْمَیِّتَ فَاَجْمِرُوْہُ ثَلٰثًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور
بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند کے راوی صحیح کے راوی ہین طریقہ
مرد کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی لوٹ کی چادر کو کسی پاک صاف
جگہہ مین بچھاکر اوسپر ازار یعنی اندر کی چادر بچھاوین پہر کفنی رکھہ کے سب کو

تین یا پانچ بار دہونی دیکے کفنی پہناکر ازار پر لٹاوین اور اوسکے دونون ہاتھ
دونون طرف پہیلا دین سینے پر نہ رکہین پہر ازار اوس کے بائین طرف سے
لپیٹکے داہنی طرف سے لپیٹین تاکہ چادر کا دہنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح
لفافے کو لپیٹین اور عورت کے کفنانے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر
بچہاکے اوسپر سینہ بند رکہکے اندر کی چادر پہیلاوین پہر اوڑہنی ڈالکے سب کے
اوپر کفنی رکہکے سب کو پانچ یا سات بار دہونی دیکے کفنی پہناکے ازار پر
لٹاوین اور اوس کے دونون ہاتھ بہی دونون طرف پہیلاوین سینے پر نہ رکہین
اور سر کے بالون کی دو لٹین کرکے دونون طرف سینے پر ڈالکے اوڑہنے سے
سر اور بالون کے دونون سرے چہپاکے اندر کی چادر پہلے اوسکے بائین جانب
لپیٹین پہر داہنی طرف پہر سینہ بند باندہکے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اوسی طرح
لپیٹ دین اور جو کفن کہل جانے کا خوف ہو تو سر اور پانون کی طرف سے
اوسکو باندہ دین اسی کفن نہ کہلنے کے لئے بعضون کے نزدیک سینہ بند
سب سے اوپر باندہنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک عورت کے سر
کے بالون کے تین حصے کرکے اوسکی چوٹیان گوندہکے سر کے پیچہے ڈالدینا
اور اوڑہنی سے چہپا دین

فصل جنازہ لیجانے اور اوسپر نماز پڑہنے کے بیانمین

جاننا چاہیے کہ جب نہلا دہلا اور کفنا کے جنازہ طیار کرلین تو گہر کے مردونکو

لازم ہے کہ گھر سے اوٹھا کے اوسکو باہر لیجاوین اور لوگ جمع ہون وہ اور
جو راہ مین شریک ہوتے جاوین یہ سب اوسکو کاندہا دیتے ہوئے جلد جلد
قبرستان کی طرف لیجاوین جیساکہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ
فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَھَا اِلَیْہِ وَ اِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ
عَنْ رِقَابِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے
کے پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس بہلائی ہے یعنی بہلائی کی ہے
اوسکے لئے پہونچایا اوسکو طرف بہلائی کے اور اگر ہے غیر اسکے پس بدہی کہو
اوسکو اپنی گردنون سے اور بخاری نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی
اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَ اِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ
لِاَھْلِھَا یَاوَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ
سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ
جنازہ طیار کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکو اپنی گردنون پر اوٹھاتے ہین پس اگر
وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لیچلو یعنی میری منزل کی طرف اور جو برا ہو
ہوتا ہے تو اپنے لوگون سے کہتا ہے اے مصیبت کہان لئے جاتے ہو اوسکو یعنی
مجھکو اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سن لے تو البتہ مرجاوے

یا بیہوش ہو جاوے ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجانا
چاہیئے اسی لئے جمہور کہتے ہین کہ جلد لیجانا مستحب ہے اور ابن حزم کے
نزدیک واجب اور بعض علما فرماتے ہین کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے
اس واسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چھوٹے چھوٹے
قدم سے جلد جلد چلنا دوڑنا مقصود نہین پس جو لوگ جنازے کو لیچلین اونکو
چاہیئے کہ نہ بہت آہستہ چلین نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کرین اور
جنازے کے ساتھ چلنا سنت ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھ چلتے تھے جیسا کہ بہت حدیثون
مین وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح
اوسکا اوٹھانا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃً فَلْیَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِیْرِ
كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ
یعنی اونہون نے کہا جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے
اوسے چاہیئے کہ اوس کے سب کنارون کو کندہا دیوے اسلئے کہ بیشک
یہ سنت سے ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چھوڑ دے یعنی اگر
زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندہا دیتا چلا جاسے اور جو جی نچاہے تو چھوڑ دے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاوین اونکو چاہیئے کہ

اوسکے سب طرفون کا کندہا دین اسکے بعد اگر پہر بہی اوٹھاتے رہین گے تو
اجر ملیگا ورنہ کچہہ گناہ نہین مردے کا حق ادا ہوگیا اور ترمذی نے ابوہریرہ[۵۱]
رضی اللہ عنہ سو روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مَنْ تَبِعَ جَنَازَۃً وَحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ مِنْ حَقِّهَا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ ہو اور اوسکو تین بار اوٹھایا پس تحقیق
ادا کیا اوس نے اوسکا حق جو اوسپر تہا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازے
کو تین بار کاندہا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہا کے نزدیک کاندہا
دینے کا یہ ہے کہ جنازہ اوٹھانیوالا جنازے کے اگلے بائین کنارے کو کہ
مردے کی دہنی طرف ہوگی پہلے اپنے داہنے کاندہے پر رکہکر دس قدم چلے
پہر پیچہے کے بائین کنارے کو جو اول کے محاذی ہے اوسی کندہے پر رکہکے
اوتنے ہی قدم چلے پہر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائین کاندہے
پر رکہکے اوتنا ہی چلے اسی طرح اوس کے پیچہے کے داہنے طرف کو اپنے
بائین کندہے پر کہ میت کی بہی بائین جہت ہوگی اوٹھا کر دس قدم چلے اسلئے کہ
حدیث[۵۲] شریف مین آیا ہے مَنْ حَمَلَ جَنَازَۃً اَرْبَعِیْنَ خُطْوَۃً کُفِّرَتْ عَنْہُ
اَرْبَعُوْنَ کَبِیْرَۃً یعنی جو شخص جنازہ اوٹھا کر چالیس قدم چلے تو اوسکے چالیس

[۵۱] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۱۲

[۵۲] شامی نے کہا اس حدیث کو زیلعی نے ذکر کیا ہے اور بحر مین بدائع سے اسکو نقل کیا ہے ۱۲

گناہ معاف کیے جاتے ہین جب اوسکے سب جھتون کے کندہا دینے
سے فراغت پاچکے تو تہوڑی دیر راحت لینے کے لئے ٹہر جاوے پہر دو
مرتبہ بیچ مین دم لیکے ایسا ہی کرے خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹہاوے
اور جو لوگ سوار ہون اونکو چاہیئے کہ جنازے کے پیچھے چلین اور پیدل
قریب قریب اوس کے جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی
وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاکِبُ یَمْشِیْ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ یَمْشِیْ
خَلْفَھَا وَاَمَامَھَا وَعَنْ یَمِیْنِھَا وَعَنْ یَسَارِھَا قَرِیْبًا مِّنْھَا وَفِیْ
رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ وَالْمَاشِیْ یَمْشِیْ خَلْفَھَا وَاَمَامَھَا وَعَنْ یَمِیْنِھَا وَعَنْ یَسَارِھَا قَرِیْبًا
مِّنْھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے
پیچھے چلے اور پیدل نزدیک اوسکے آگے پیچھے داہنے اور
بائین طرف چلے اور ابو داؤد کی ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ پیدل جنازے
کے پیچھے اور آگے اور داہین بائین طرف اوس کے قریب چلے امام احمد
اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت مین یہ وارد ہوا ہے یَمْشِی الرَّاکِبُ
خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ حَیْثُ شَاءَ یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور
پیدل جدھر چاہے چلے اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے اِنَّہٗ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ

یَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَۃِ یعنی اونہون نے کہا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکہا کہ وہ جنازے
کے آگے چلتے تہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک پیچہے چلنا اور
امام شافعی رح کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لیئے افضل ہے اور داہنے
بائین طرف چلنا جائز اور ہر سمت کے چلنے مین بہتر یہی ہے کہ جنازے
کے پاس رہے تاکہ ضرورت کے وقت اوٹہانے والون کی مدد کرے اور
حق یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچہے دائین بائین سب طرف چلنا برابر ہے
اور بلا عذر جنازے کے ساتہہ سوار ہوکے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ
اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا
تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلٰٓئِکَۃَ اللّٰہِ عَلٰی اَقْدَامِہِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُہُوْرِ الدَّوَابِّ یعنی ثوبان
نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ ایک جنازے مین
پس آپ نے کئی آدمیون کو سوار دیکہا فرمایا کیا تمہین شرم نہین آتی بیشک
اللہ تعالی کے فرشتے اپنے قدمون پر یعنی پیدل چلتے ہین اور تم جانورون
کی پیٹہون پر اس سے ثابت ہوا کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہوکے چلنا
مکروہ ہے ہان لوٹتے وقت سوار ہوکے چلنا درست ہے جیسا کہ

[1] ابوداؤد نے مثل اسکے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ثوبان سے موقوفاً بہی مروی ہے

ابوداود نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِدَابَّۃٍ وَّھُوَ مَعَ جَنَازَۃٍ فَاَبٰی اَنْ یَّرْکَبَھَا فَلَمَّا انْصَرَفَ
اُتِیَ بِدَابَّۃٍ فَرَکِبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَمْشِیْ فَلَمْ اَکُنْ لِّاَرْکَبَ وَھُمْ یَمْشُوْنَ
فَلَمَّا ذَھَبُوْا رَکِبْتُ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
مین سواری حاضر کی گئی اس حال مین کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے
آپ نے سوار ہونے سے انکار فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کیگئی تو آپ
سوار ہوئے کسی نے اس باب مین عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک
فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھسے یہ نہو سکا کہ مین سوار ہولون اور وہ پیدل
چلین جب کہ وہ چلے گئے تو مین سوار ہولیا اور ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے خَرَجَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَعَ جَنَازَۃِ ابْنِ
الدَّحْدَاحِ مَاشِیًا وَّرَجَعَ عَلٰی فَرَسٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن دحداح
کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کے
لوٹے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانا ممنوع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ اَوْصٰی اَبُوْ مُوْسٰی حِیْنَ حَضَرَہُ
الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تَتْبَعُوْنِیْ بِمِجْمَرٍ قَالُوْا اَوَسَمِعْتَ فِیْہِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَّسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی ابوبردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو
موسی رضی اللہ عنہ نے جبکہ اونکو موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ

نہ لیجانا لوگون نے کہا کیا تمنے اس باب مین کچھہ سنا ہے اونہون نے کہا ہان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ
لیجانا جاہلیت کے افعال سے ہے اس لئے اوس سے منع کیا گیا اور
جو لوگ جنازے کے ساتھہ ہون اونکو چاہیئے کہ جب تک وہ زمین پر
نہ رکھا جاوے نہ بیٹھین اس لئے کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابوسعید خدری رضی اللہ
عنہ سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَنِ اتَّبَعَ
جَنَازَۃً فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی تُوْضَعَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پس جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہان تک کہ
رکھا جاوے یعنی زمین پر اور عورتون کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے
جیسا کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہوتا ہے جنازے کی نماز کا بیان جاننا
چاہیئے کہ مردون پر مردے کی نماز پڑہنا واجب ہے اس لئے کہ ایمانداروں
کے ایک گروہ کا جمع ہو کے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزول رحمت
کے لئے نہایت موثر ہے جیسا کہ ابوداود نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّمُوْتُ فَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَوْجَبَ فَکَانَ مَا
لِکٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَھْلَ الْجَنَازَۃِ جَزَّاھُمْ ثَلٰثَۃَ صُفُوْفٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ
کَانَ مَالِکُ بْنُ ھُبَیْرَۃَ اِذَا صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَیْھَا جَزَّاھُمْ ثَلٰثَۃَ

أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ
صُفُوْفٍ اَوْجَبَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ یعنی مالک بن ہبیرہ نے کہا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تہے نہین کوئی میت کہ مرجاوے پہر نماز پڑہین اوسپر تین
صفین مسلمانون کی مگر واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت اور مغفرت اوسکے
لیئے پس تہے مالک جس وقت کہ کم جانتے آدمیون کو تو تقسیم کرتے اون
کو تین صفین بموجب اس حدیث کے اور ترمذی کی روایت مین یون ہے
کہ کہا راوی نے تہے مالک بن ہبیرہ جسوقت کہ نماز پڑہتے جنازے پر یعنی ارادہ
کرتے نماز پڑہنے کا پس کم جانتے لوگون کو اوسپر تو کرتے لوگون کو تین حصے یعنی
تین صفین پہر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسپر
نماز پڑہین تین صفین تو واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت کو اور روایت کیا
ابن ماجہ نے مانند اسکے اور مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے قَالَ مَا مِنْ مَیِّتٍ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ اُمَّۃٌ مِنَ
الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَۃً کُلُّھُمْ یَشْفَعُوْنَ لَہٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْہِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا نہین کوئی میت کہ نماز پڑہے اوسپر ایک جماعت
مسلمانون سے کہ پہونچین سو کو سب شفاعت کرین اوس کے واسطے مگر
قبول کی جاتی ہے شفاعت اونکی میت کے حق مین اور مسلم وغیرہ مین حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا وارد ہوا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلا لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعہم اللہ فیہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین کوئی مسلمان مرد کہ مر جاوے پہر اوسکے جنازے پر ایسے چالیس[۱] آدمی کہڑے ہون جو اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہون مگر اللہ تعالی اوس کے حق مین اونکی شفاعت قبول فرماتا ہے اور ثبوت اس نماز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے صاف ظاہر ہے محتاج بیان کا نہین اور یہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض پڑہ لین گے تو سب کے ذمے سے وجوب ساقط ہو جائیگا ورنہ سب گنہگار ہونگے اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے خود مُردون پر نماز پڑہ لیتے تے اور آپ کو اسکی اطلاع بہی نہین کرتے تھے جیساکہ اوس کالی عورت کے قصے مین وارد ہوا ہے جو مسجد شریف مین جہاڑو دیا کرتی تہی آپ کو اوسکے مرنے کی اطلاع دفن کے بعد ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیون نہ خبر کی پس اگر یہ نماز فرض عین ہوتی تو آپ ضرور ہی پڑہتے کبہی ترک نہ فرماتے اور نماز پڑہانے

[۱] پہلی حدیث مین سو آدمی فرمائے اور اسمین چالیس سو ظاہر یہ ہے کہ اول سو کے جمع ہونیکی فضیلت وارد ہوئی ہو پہر از راہ فضل و کرم کے اپنے بندونکے حال پر چالیس کے جمع ہونیکی بہی فضیلت فرمائی ہو اور یہ بہی احتمال ہے کہ مراد دونون عدد دون سے کثرت ہو ۱۲ منہ

۲ شہ عہد و خدا سر ۱۲ منہا و امت اقا ضا تہا۔

والے کو چاہیئے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اوسکے سر کے مقابل کھڑا ہوا ور جو
عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد اور ابو داود اور ترمذی وغیرہ
نے روایت کیا ہے اِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃِ رَجُلٍ
فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَلَمَّا رُفِعَتْ اُتِیَ بِجَنَازَۃِ امْرَأَۃٍ فَصَلّٰی عَلَیْهَا فَقَامَ وَسْطَهَا
فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ وَقِیْلَ لَهٗ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ
مِنَ الرَّجُلِ حَیْثُ قُمْتَ وَمِنَ الْمَرْأَۃِ حَیْثُ قُمْتَ قَالَ نَعَمْ یعنی بیشک حضرت
انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوس کے سر کے
نزدیک کھڑے ہوئے پھر جب وہ اوٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا
گیا پس اونہوں نے اوسپر نماز پڑھی اور اوس کے وسط کے مقابل کھڑے
ہوئے پس وہ اس سے پوچھی گئی اور اونسے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے مرد سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے
اور عورت سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے فرمایا ہان اور اس نماز مین چار
تکبیرین کہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن
عامر اور برا بن عازب اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ
عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیرین جیسا کہ مسلم نے
عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ یُكَبِّرُ
عَلٰی جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاِنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَۃٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُھَا یعنی عبدالرحمن نے کہا کہ زید بن ارقم ہمارے جنازون
پر چار تکبیرین کہتے تہے اور بیشک اونہون نے ایک جنازے پر پانچ تکبیرین
کہین پس ہمنے اون سے پوچھا اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پانچ تکبیرین کہتے تہے اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورت
پڑہے جیساکہ امام بخاری اور سنن والون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّہٗ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ وَقَالَ
لِتَعۡلَمُوۡا اَنَّہٗ مِنَ السُّنَّۃِ یعنی اونہون نے ایک جنازے پر نماز پڑہی پس سورہ
فاتحہ کو پڑہا اور کہا تاکہ تم جان لو کہ سورہ فاتحہ پڑہنا سنت سے ہے اور
نسائی کی روایت مین یہ آیا ہے فَقَرَاَ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ وَسُوۡرَۃٍ وَجَھَرَ فَلَمَّا فَرَغَ
قَالَ سُنَّۃٌ وَحَقٌّ یعنی پس اونہون نے سورہ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑہی
اور جہر کیا یعنی پکار کے پڑہا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا یہ سنت اور حق ہے
اور باقی تکبیرون مین جو دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول
ہوئی ہین اون کو پڑہے جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی عَلَی الۡجَنَازَۃِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ
غَائِبِنَا وَصَغِیۡرِنَا وَکَبِیۡرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنۡثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنۡ اَحۡیَیۡتَہٗ مِنَّا فَاَحۡیِہٖ عَلَی
الۡاِسۡلَامِ وَمَنۡ تَوَفَّیۡتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الۡاِیۡمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحۡرِمۡنَا اَجۡرَہٗ وَ

لا تفتنا بعدہ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ جنازے پر نماز پڑھتے تو فرماتے اے اللہ بخشدے
ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد
اور عورت کو اے اللہ جسکو تو ہم مین سے زندہ رکھے تو زندہ رکھ اوس کو اسلام
پر اور جس کو تو ہم مین سے وفات دے تو مار اوسکو ایمان پر اے اللہ بے
نصیب نہ کر ہم کو اوسکے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہم کو بسبب اوسکی مصیبت
کے حاصل ہوا ہے اوس سے ہم کو محروم نکر اور فتنے مین نہ ڈال ہم کو اوسکے
بعد اور مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ صَلّٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِہٖ وَھُوَ
یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ
وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ
وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ
وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ فِیْ رِوَایَۃٍ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ
حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذٰلِکَ الْمَیِّتَ یعنی عوف نے کہا کہ نماز پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکھا مینے آپکی دعا سے کہ
آپ فرماتے تھے اے اللہ بخش اسکے گناہ اور رحمت کر اسپر یعنی قبول کر طاعتین
اسکی اور خلاص کر اسکو مکروہات سے اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اسکی

اور بہتر کر مہمانی اسکی یعنی جنت مین اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتھہ
پانی کے اور برف کے اور اولے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتون کے ساتھہ
گناہون سے اسکو پاک کر اور پاکیزہ کر اسکو گناہون سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا
ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور بدلہ دے اسکو گھر یعنی اوس عالم مین
بہتر اسکے گھر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی خادم بہتر اسکے اہل سے
اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل کر اسکو جنت مین یعنی ابتدا ئً اور پناہ
دے اسکو عذاب قبر سے یا کہا عذاب دوزخ سے اور ایک روایت مین
ہے کہ بچا اسکو فتنۂ قبر سے یعنی متحیر ہونے سے فرشتون کے جواب مین
اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب مینے یہ دعا حضرت سے
اوس میت کے لئے سنی تو مجھے رشک آیا یہان تک کہ آرزو کی مینے کہ یہ
میت مین ہوتا یعنی تاکہ حضرت میرے لئے یہ دعا فرماتے اور ابوداؤد و
ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھو تو خوب خلوص سے اوسکے
لیے دعا مانگو یعنی کسی کے دکھانے سنانے کیلئے نہو بلکہ حضور دل سے خاص اللہ
تعالی ہی کی خوشنودی مقصود ہو ان دعاؤن کے سوا اور بہت سی دعائین
حدیث شریف مین وارد ہوئی ہین پس جو دعائین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

سکھانی ہین اونھین کو پڑھنا افضل ہے اس لیئے کہ برکت انھین مین ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند مین ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے اِنَّہٗ اَخْبَرَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ السُّنَّۃَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَنْ یُّکَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ یَقْرَأُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَیُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْجَنَازَۃِ فِی التَّکْبِیْرَاتِ وَلَا یَقْرَأُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْھُنَّ ثُمَّ یُسَلِّمُ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ قَالَ فِی الْفَتْحِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی ابو امامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک شخص نے اس بات کی خبر دی کہ مسنون طریقہ جنازے کی نماز کا یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور باقی تکبیرون مین خلوص دل سے میت کے لئے دعا مانگے اور اون مین اور کچھ نہ پڑھے پھر آہستہ سے سلام پھیر دے فتح الباری مین کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے حنفیہ کے نزدیک جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ہین اول کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ دوسری کے بعد نماز کا درود پڑھے تیسرے کے بعد میت کے لئے دعا کرے چوتھی کے بعد کچھ نہ پڑھے سلام پھیرے اور بچے کی نماز مین یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

فائدہ اور جس طرح مرد اور عورت کے جنازے پر نماز پڑھنا ضرور ہے اسی طرح

بچے کے جنازے پر بھی ضرور چاہیے گو پیدا ہوتے ہی مر جاوے اور جو مرا بچا پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ پایا جاوے جیسے اوسکا آواز کرنا یا اوس کے کسی عضو کا ہلنا تو اوسپر نماز نہ پڑھنی چاہیئے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَہِلَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ وَلَا یُوْرَثُ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچے کی نہ نماز پڑھی جاوے اوسپر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اوسکا وارث بنے یہانتک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اسکو ترمذی وابن ماجہ نے مگر ابن ماجہ نے ولا یورث کا لفظ ذکر نہین کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچا مرا ہوا پیدا ہوا اور بعد پیدا ہونے کے آواز نکرے اوسپر نماز پڑھنی نچاہیئے یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کا ہے اور امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے دس دن کے بعد پیدا ہو تو اوسپر نماز پڑھنی چاہیئے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہو

فائدہ جس شخص نے غنیمت کے مال مین خیانت کی ہو یا اپنے تئین آپ ہلاک کیا خواہ کافر ہو یا لڑائی مین شہید ہوا یا جس نے عمر بھر نماز نہ پڑھی ہو ان سب پر جنازے کی نماز پڑھنی چاہیئے دیکھو خیبر کی لڑائی مین ایک شخص نے غنیمت کے مال مین خیانت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر نماز نہ پڑھی

جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور
ایک شخص نے تیر کی بھال سے اپنے تئین ہلال کیا تہا اوسپر بہی آپ نے
نماز نہین پڑہی جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑہنے
کی تصریح قرآن شریف مین سورہ توبہ کے دسوین رکوع کی اس آیت مین
مذکور ہے وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ یعنی
اور نماز نہ پڑہ اون مین کسی پر جو مر جاوے کبہی اور نہ کہڑا ہو اوسکی قبر پر اسی لئے
کسی کافر کے جنازے پر نماز پڑہنا آپ سے منقول نہین ہوا اور شہید پر
نماز نہ پڑہنے کا حال غسل کے بیان مین گذر چکا فائدہ غائب میت پر
نماز پڑہنا درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ
الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَ
كَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے
مرنے کی لوگون کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف
عیدگاہ کے پہر صف باندہی ساتہہ اونکے اور چار تکبیرین کہین ف نجاشی
حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اوسکا نام اصحمہ اور نصرانی دین رکہتا تہا
پہر مسلمان ہو گیا جب اپنے ملک مین اوسکا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ مین اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عیدگاہ

مین تشریف لیجا کے غائبانہ اوسپر جنازے کی نماز پڑہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ مرجاوے اور اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہو تو اوسپر غائبانہ نماز پڑہنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑہنا بہی درست ہے جیسا کہ بخاری ومسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَیْلًا فَقَالَ مَتٰی دُفِنَ ھٰذَا قَالُوا الْبَارِحَۃَ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالُوْا دَفَنَّاہُ فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ فَکَرِھْنَا اَنْ نُّوْقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ فَصَلّٰی عَلَیْہِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قبر پر کہ دفن کیا گیا تہا مردہ اوسمین رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہے یہ صحابہ نے عرض کیا کہ آج کی رات فرمایا پس کیون نہ خبر کی تمنے مجکو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن کیا ہمنے اوسکو اندہیری رات مین پس مکروہ جانا ہمنے جگانا آپ کا پہر کہڑے ہوئے حضرت پس صف باندہی ہمنے پیچہے حضرت کے پس نماز پڑہی اوسپر پس اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بہی قبر پر نماز پڑہنا درست ہے فائدہ مسجد مین جنازے کی نماز پڑہنا جائز ہے مکروہ نہین اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیضا کے دونون بیٹون پر مسجد مین نماز پڑہی تہی جیسا کہ مسلم نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے اِنَّ عَائِشَۃَ لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِہِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَاُنْکِرَ ذٰلِکَ عَلَیْھَا فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ

سُہَیلٍ دَاخِلَہٗ یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہ نے کہا داخل کرواون کو مسجد مین تاکہ نماز پڑہون مین اونپر پس انکار کیا گیا یہ حضرت عائشہ پر پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونون بیٹون بیضا کے مسجد مین یعنی سہیل اور او سکے بہائی پر اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اِنَّ الصَّحَابَۃَ صَلَّوْا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر مسجد مین نماز پڑہی اور جو لوگ مکروہ کہتے ہین اونکی دلیلین ضعیف ہین فائدہ جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑہنا مشروع ہے اسی طرح الگ الگ پڑہنا بہی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہو ورنہ جسقدر جماعت زیادہ ہوگی اوسیقدر فضیلت زائد اور میت کا نفع ہی فائدہ جو شخص فقط جنازے کی نماز مین شریک ہوگا اوسکو ایک قیراط بہر ثواب ملیگا اور جو کوئی اوسکے دفن ہونے تک شامل رہیگا اوسکو دو قیراط بہر اجر ملیگا جیساکہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَّمَنْ تَبِعَہَا حَتّٰی یُقْضٰی دَفْنُہَا فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ اَحَدُہُمَا اَوْ اَصْغَرُہُمَا مِثْلُ اُحُدٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِابْنِ عُمَرَ فَاَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَۃَ فَسَأَلَہَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَتْ صَدَقَ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِیْ قَرَارِیْطَ کَثِیْرَۃٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑہے اوسکے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے
اور جو اوس کے ساتھ جاوے یہان تک کہ اوسکو دفن کر چکین تو اوس کے
واسطے دو قیراط ہین ایک اون مین کا یا چہوٹا اون مین کا مثل احد کے پہاڑ
کے ہے ابوہریرہ کہتے ہین کہ مین نے ابن عمر سے اس کا ذکر کیا اونہون حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بہیجا اوسنے اونسے یہ قصہ پوچہا حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابوہریرہ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک
ہم نے بہت قیراطون کا نقصان کیا فائدہ جنازے کی نماز پڑہنا اور اوسکے
ساتھ جانا اور دفن تک وہان ٹہیرنا مردون کے لئے ضرور ہے عورتون کے
واسطے نہین اس لئے کہ نہ اون کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ
انکا لیجانا درست پس مسلمان مردون کو چاہیئے کہ جہان تک ہو سکے جنازے
کی نماز مین شریک ہون اور اوس کے دفن ہونے تک حاضر رہین تا کہ
ثواب کثیر پاوین ہان اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز
پڑہکے چلے آوین تو جائز ہے مگر ثواب کم ملے گا۔

فصل دفن کرنیکے بیانمین

جاننا چاہیے کہ جیسے مردے کو نہلانا کفنانا اوسپر نماز پڑہنا واجب ہے اسی طرح
اوسکو دفنانا بہی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑہ چکین تو اوس کو

قبر کے پاس لائین اور چار پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹھا کے
بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑہتے ہوئے قبر کی پائنتی سے اوسکے
سر کو پہلے قبر مین اوتار کے قبلہ رُخ اوسکو لٹا دین اور کفن کے بند کہولدین پہر
اوس کے مونہہ پر سے چادر ہٹا دین تاکہ چہرہ کہلجاوے اور باقی تمام بدن
کو کفن مین لپٹا اور چہپا رہنے دین اور قبر مین اوتارنے والے اگر میت کے
وارث اور عزیز قریب ہون تو بہتر ہے اسلئے کہ وہ سب پر مقدم ہین اور
مجبوری سے غیر کا اوتارنا بہی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے
کہ وارثون مین سے جو اوس کے محرم ہون وہ اوسکو قبر مین اوتارین اور ضرورت
کے وقت غیر مرد کا بہی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر مین رکہتے وقت
بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑہنا حدیث شریف سے ثابت ہے
جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَدْخَلَ الْمَیِّتَ الْقَبْرَ
قَالَ بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤدَ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر مین اُتارنے لگتے تو
یہی لفظین فرماتے تہے یعنی اوتارتا ہون مین اللہ کے نام کے ساتہہ اور اللہ
کے حکم کے ساتہہ اور رسول خدا کی شریعت پر اور ابوداؤد کی روایت مین بجائے
لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے اور مردے کو قبر کی پائنتی سے اوتارنے

کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابوداؤد نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّہٗ اَدْخَلَ مَیِّتًا مِّنْ قِبَلِ رِجْلَیِ الْقَبْرِ وَقَالَ ھٰذَا مِنَ السُّنَّۃِ یعنی مقرر عبداللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتارا اور کہا یہ سنت سے ہے اور قبلہ رخ لٹانے مین کسی کا اختلاف نہین ہے پھر مردے کو قبر مین قبلہ رخ لٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اوس کو کچی اینٹون سے بند کردین اور جو شق بنی ہو تو پتھر کے بٹیوان یا لکڑی کے تختون سے اوسکو پاٹ کے روزنون کو مٹی کے ڈھیلون یا پتھر کے ٹکڑون سے بند کردین اسکے بعد حاضرین مین سے ہر شخص اپنے دونون ہاتھون سے تین لپ بھر کے میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے بیٹے ہین اپنے باپ یعنی امام باقرؓ سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَثّٰی عَلَی الْمَیِّتِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْہِ جَمِیْعًا وَاَنَّہٗ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالین میت پر تین لپین ساتھ دونون ہاتھ اپنے کے اکٹھا کرکے اور بیشک حضرتؐ نے چھڑکا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم کے اور رکھے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لئے روایت کیا اسکو شرح السنہ مین اور روایت کی امام شافعی نے لفظ رش سے اور بزار اور دارقطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ حَثّٰى عَلٰى قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ ثَلٰثًا یعنی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین
لپ بھر کے مٹی ڈالی اور میت پر اوس کے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی
جیسا کہ ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ
فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ ثَلٰثًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
جنازے کی نماز پڑھی پھر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اوس کے سر کی
جانب سے تین لپ بھر کے اوس پر مٹی ڈالے علما سے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ پہلے لپ ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسرے کے
وقت وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسرے کے وقت وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى
کہے پھر جب سب لوگ مٹی دے چکیں تو قبر پر پانی چھڑکیں اور یہ مستحب ہے
اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ
عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا تھا جیسا کہ امام شافعی نے اور ابوداؤد نے اپنے
مراسیل میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ میں آیا ہے قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ سَلَّ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰى قَبْرِهٖ مَاءً یعنی ابو رافع نے کہا کہ
نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے میں سے سر کی

[1] روضۂ ندیہ میں لکھا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے نہ جیسا کہ ابوحاتم نے کہا ہے ۱۲

طرف سے اور چھڑکا اونکی قبر پر پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چھڑکنے کا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت مین آیا
ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ
بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَہٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ یعنی جابر نے کہا کہ چھڑکی
گئی قبر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تہا وہ شخص کہ جسنے ڈالا پانی
حضرت کی قبر پر بلال بن رباح ساتھ مشک کے شروع کیا چھڑکنا سر کی
طرف سے یہان تک کہ پہونچا دیا پانون تک اور جب پانی چھڑک چکین
تو قبر کی مٹی برابر کر کے اوسپر سنگریزے رکھدین اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی
قبر پر سنگریزے رکھے تہے جیسا کہ شرح السنہ مین آیا ہے اور امام شافعی
رضی اللہ تعالی نے روایت کیا ہے اور سابق مین ذکر ہو چکا ہے یا پہچان
کے واسطے قبر پر پتہر رکھدین جیسا کہ ابوداؤد نے مطلب بن ابی وداعہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ
بِجَنَازَتِہٖ فَدُفِنَ وَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَہٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ
یَسْتَطِعْ حَمْلَہَا فَقَامَ اِلَیْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْہِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِیْ وَاَدْفِنُ اِلَیْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِیْ یعنی مطلب نے کہا جبکہ مرے عثمان بن مظعون تو نکالا گیا جنازہ اونکا پس دفن کئے گئے اور حکم دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپ کے پاس ایک پتھر یعنی بڑا پتھر تاکہ علامت کے لئے رکھا جاوے پس نہ اوٹھا سکا وہ شخص اوس پتھر کو پہر کہڑے ہوئے طرف اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آستینیں چڑہائیں دونوں ہاتھوں کی کہا مطلب راوی نے کہ کہا اوس شخص نے کہ خبر دی مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا کہ مین دیکھتا ہون طرف سفیدی دونون ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوس وقت کہ کہولا اون دونوں کو پہر اوٹھایا اوسکو پس رکھا اوسکو سرہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا مینے ساتھ اسکے اپنے بہائی کی قبر کا اور دفن کرونگا مین پاس اونکے اوس شخص کو کہ مرلیگا اہل میری سے

ف عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودہ شریک بہائی تھے پہلے پہل انکے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے دفن کیے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے لئے قبر پر نشانی رکہنا اور عزیز اقارب کا ایک جگہہ دفن کرنا مستحب ہے ۱۲

فائدہ قبر کو بالشت بھر بلند کرنا چاہیے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی
نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ اِبْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَ وَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَہٗ شِبْرًا
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم
کی قبر پر پانی چھڑکا اور اوس پر سنگریزے رکھے اور بالشت بھر اوسکو بلند کیا
پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی حدیثون مین
وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو مسطح اور مسنّم دونون طرح
بنانا جائز ہے مگر فضلیت مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبر کی
مٹی برابر کرکے دونون جانب سے ڈھالوان بنا دینا اور درمیان مین اونچا
رکھنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہوجاوے افضل ہے اس لئے کہ
بخاری نے سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اَنَّہٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ کے کوہان کے مثل دیکھا اور اور صحیح
حدیثون سے بھی اس طرح کی قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لئے امام مالک
اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مسنم بنانا بہتر ہے
اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر مسطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابوداؤد
نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ

يَا اُمَّاهُ اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ

یعنی قاسم نے کہا کہ گیا مین حضرت عائشہ کے پاس پس کہا مینے اے مان میری کہولدو میرے لئے قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اونکے دونون یارون کی یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کہولدین میرے لیے تینون قبرین نہ تہین بہت بلند اور نہ متصل ساتہہ زمین کے یعنی بلکہ بالشت بالشت بہر بلند تہین بچہی ہوئی تہین ساتہہ کنکریون سرخ میدان کے یعنی جو کہ گرد مدینہ مطہرہ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف مسطح تہی مسنم نہ تہی اور بہتر ہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو مسطح برابر بناوین مسنم نکرین اس لئے کہ مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ یعنی ابو الہیاج نے کہا کہ فرمایا مجہسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بہیجون مین تجہکو اوس کام پر کہ بہیجا مجہکو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چہوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ مٹاوے اوسکو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا رہی سفیان تمار کی حدیث کہ اونہون نے آپ کی قبر کو مسنم دیکہا سو اس کا

جواب یون ہو سکتا ہے کہ شروع مین آپ کی قبر مسنم نہ تھی بلکہ مسطح برابر تھی
پھر جبکہ دیوار قبر شریف کو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی امارت مین بنایا
تو اوسکو بلند کر دیا ہو **فائدہ** دفن کے سب کامون سے فارغ ہونے کے بعد
کھڑے ہو کے میت کے لئے بخشش چاہین اور اللہ تعالیٰ سے اس بات
کی دعا مانگین کہ وہ سوال وجواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابوداؤد
نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَاسْئَلُوْا
لَہُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّہٗ اَلْاٰنَ یُسْأَلُ یعنی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ فارغ ہوتے دفن
میت سے تو اوسپر ٹھیرتے پھر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کے لئے
اور سوال کرو واسطے اوسکے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اسوقت سوال
کیا جاتا ہے **فائدہ** مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کرنیمین نہایت جلدی کرین
یہان تک کہ اگر رات ہو اور اوسکی تجہیز و تکفین کا سب سامان اور نماز پڑہنے
والے اور اوٹھانے والے جمع ہو جاوین تو رات ہی کو دفن کر دین جیسا کہ ترمذی
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت[1] کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَہٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ وَقَالَ
رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنْ کُنْتَ لَاَوَّاہًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا

---

[1] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شرح السنۃ مین کہا ہے کہ اسکی اسناد ضعیف ہے ۱۲

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے
ایک قبر مین رات کو یعنی ایک شخص کے دفن کرنے کے
لئے پس روشن کیا گیا آپ کے لیے چراغ پس لیا آپ نے
میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجھکو اللہ تحقیق تہا تو بہت
رونیوالا بسبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا یعنی
تو ان دونون چیزون کے سبب سے رحمت و مغفرت کا مستحق ہوا اور
اوسپر چار تکبیرین کہین اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے
سوا اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو بعد عشا کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو رات کے وقت دفن کیا فائدہ میت کو جس جگہہ گہر مین مرے اوسی جگہہ
دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت نہین لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانون
کے قبرستان مین دفن کرین اور علماے حنفیہ کے نزدیک گہرمین دفن
کرنا نہ چاہیے اس لیے کہ گہر مین دفن کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھ خاص
تہا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گانون
سے دوسرے گانون بیجانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور
گانون مین مرے وہین اوسکو دفن کرنا چاہیئے جیسا کہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ
سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ

مَوضِعٌ فَحُمِلَ اِلیٰ مَکَّۃَ فَدُفِنَ بِھَا فَلَمَّا قَدِمَت عَائِشَۃُ اَتَت قَبرَ عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ اَبِی بَکرٍ فَقَالَت ــ وَکُنَّا کَنَدمَانَی جَذِیمَۃَ حِقبَۃً ٭ مِنَ الدَّھرِ حَتّٰی قِیلَ لَن یَتَصَدَّعَا ٭ فَلَمَّا تَفَرَّقنَا کَاَنِّی وَمَالِکًا ٭ لِطُولِ اجتِمَاعٍ لَم نَبِت لَیلَۃً مَعًا ٭ ثُمَّ قَالَت وَاللّٰہِ لَو حَضَرتُکَ مَا دُفِنتَ اِلَّا حَیثُ مُتَّ وَلَو شَھِدتُّکَ مَا زُرتُکَ یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حبشے مین اور وہ ایک جگہہ ہے پھر لائے گئے وہ طرف مکے کے پھر دفن کیے گئے مکے مین پس جبکہ آئین حضرت عائشہ مکے مین حج کے لیئے تو آئین پاس قبر عبدالرحمن کے کہ انکے بھائی تھے پس کہا اور تھے ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے جدا نہ تھے آپس مین مدت مدید سے یہان تک کہ کہا گیا ہرگز جدا انہون گے پس جب ہم جدا ہوئے تو گویا مین اور مالک باوجود بہت مدت ساتھ رہنے کے نہین گذاری ہمنے ایک رات اکٹھے پھر کہا حضرت عائشہ نے قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی مین تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن نہ کیا جاتا تو مگر اوسی جگہہ کہ مرا تھا تو یعنی اس لیئے کہ نقل نہ کرنا مکان موت سے سنت اور افضل ہے اور اگر حاضر ہوتی مین تیرے پاس وقت وفات کے تو زیارت نہ کرتی مین تیری فائدہ حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ اور بعضون نے کہا ہے کہ ایک منزل ہے مکے سے اور پس کہا یعنی حضرت عائشہ نے دو بیتین پڑہین حسب حال اپنے بھائی کے فراق مین اور یہ

بیتین تمیم بن نویرہ نے کہی تہین بیچ مرثیے بہائی اپنے مالک بن نویرہ کے
کہ اوسکو خالد بن ولید نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت مین مارڈالا تہا
معنی بیتون کے یہ ہین کہ تمیم کہتا ہے کہ تہے ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے مدت مدید مانہ سے جذیمہ
نام ایک بادشاہ کا ہے کہ عراق اور جزیرہ عرب اپنے تصرف مین رکہتا تہا
اور اس بادشاہ کے دو ہمنشین تہے مالک اور عقیل کہ چالیس برس تک
دونون ہمنشین اور ندیم اوس کے رہے اور اونکو نعمان نے مارا اون کے
قتل کا بہی قصہ عجیب ہے مقامات حریری مین مذکور ہے پس تمیم اپنے
بہائی کے مرثیے مین کہتا ہے کہ ہم اور تو ہمنشین اور صحبت رکہنے والے
رہتے تہے اور جدا نہ تہے ایک مدت دراز مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے
کہ وہ اس طرح آپسمین اخلاص اور ہمنشینی ایک مدت سے رکہتے تہے
کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تہے کہ یہ ہرگز جدا نہونگے
پہر تمیم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوئے ہم یعنی مین اور مالک بسبب مرنے
مالک کے تو گویا مین اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک مدت دراز
تک ایک رات بہی ساتھ نرہے تہے یعنی وہ مدت دراز آئے بود یا خواب
اور نہ زیارت کرتی مین یعنی دوبارہ اسلئے کہ حضرت نے لعنت کی ہے
قبرون کی زیارت کرنیوالی عورتون کو ولیکن ازبسکہ تجہے مرتے ہوئے نہ دیکہا
تہا زیارت تیری قبر کی کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو پس اس سے معلوم ہوا

میت کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانا نچاہیئے ہان ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نچاہیئے مگر جو بغیر غسل یا کفن کے دفن کردیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن مین دفن کیا گیا ہو یا اوس کے ساتھ مال دفن ہوگیا ہو اگرچہ درہم بہر کیون نہ ہو تو اوس کا قبر سے نکالنا درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اوس وقت تک جائز ہے کہ بعد نکالنے کے اوسکو نہلا سکین اور جو اوس کے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو تو پہر نکالنا جائز نہین اس فصل مین جن باتون کا ذکر ہوا مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ اونکا خوب خیال رکہین اور شادی غمی وغیرہ مین شرع شریف کی پابندی اختیار کرین اور خلاف شرع رسمون سے بچتے رہین اور بال برابر بہی کتاب وسنت کی مخالفت نہ کرین اور مرتے وقت بہی اسکا دہیان رکہین کہ جو باتین اور رسمین خلاف شرع ہون اونکی وصیت نکرین اس لئے کہ اول تو خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت جاری نہین ہوتی یعنی وارثون کو اوسکا کرنا ضرور نہین تیسرے اگر ورثا اوس کے موافق عمل کرینگے تو وہ اور مردہ دونو گنہگار اور آخرت کے مواخذے مین گرفتار ہون گے۔

فصل تعزیت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج و بلا مین اوسے صبر کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہین اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھکر دنیا مین کوئی مصیبت اور غم نہین ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا کے یہان غمی ہو جاوے تو میت کے وارثون کے پاس جا کے اونکی تسلی اور تشفی کرین اور مردے کے لئے مغفرت کی دعا مانگین اور صبر کی فضیلت اور اوسکا ثواب بیان کرین تاکہ اون کی دل کو تسکین ہو اور سب رنج و الم دور ہو جاوے اسی لئے شرع مین تعزیت کرنا مستحب ہے اور اسکی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[۵۱] کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّۃِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے اوس عورت کو جس کا بیٹا مر گیا ہو اوس کو بہشت مین عمدہ لباس پہنایا جاویگا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت[۵۲] کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ

[۵۱] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۔ [۵۲] قال الترمذی ہذا حدیث غریب لا نعرفہ مرفوعًا الا من حدیث علی بن عاصم الراوی وقال ورواہ بعضہم عن محمد بن سوقۃ بہذا الاسناد موقوفًا یعنی کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے نہین پہچانتے ہم اسکو مرفوع مگر حدیث علی بن عاصم راوی سے اور کہا ترمذی نے کہ روایت کیا بعض محدثین نے محمد بن سوقہ سے ساتھ اس اسناد کے موقوف ابن مسعود پر ۱۲

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت زدہ
کو تو اوسے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا ف مصیبت زدہ اس سے
عام ہے کہ اوسکا کوئی مرگیا ہو یا اور کسی آفت مین گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی اوسے
صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اوس کے پاس جا کے یا خط کتابت سے
اوس کی تسلی کرتا ہے تو اوس کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا
آفت رسیدہ کو صبر کرنے پر اجر ملتا ہے اس لیئے کہ یہ
شخص اوس کے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے اور حدیث ضعیف
مین وارد ہوا ہے اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وَاللّٰہُ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّھْفَانِ رَوَاہُ
اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَاَبُوْ یَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالضِّیَاءُ عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَۃَ ابْنِ اَبِی الدُّنْیَا
فِیْ فَضْلِ الْحَوَآئِجِ عَنْ اَنَسٍ یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند نیکی کرنے
والے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریادرسی کو روایت کیا
اسکو احمد نے اپنے مسند مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور ضیاء نے
بریدہ بن ابی الدنیا سے فضل حوائج مین انس سے ف جامع صغیر مین
حرف دال مین اس حدیث کو انہین لفظون کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف
وصحیح کی کوئی علامت نہین کی اور الف ونون کی بحث مین یون لکھا ہے
اِنَّ الدَّالَّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ ض یعنی یہان علامت
ضعیف کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے

اس کے بعد پہر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا مصیبت زدہ اوس وقت
حاضر نہو تو جب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے ورثا
بہت جزع فزع مین مبتلا ہون تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ
دفن سے پہلے افضل ہے اسلیے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر رغبت
دلانا اور اونکی تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اولی
ہے اور یہ بہی مستحب ہے کہ میت کے رشتے دار چہوٹے ہون یا بڑے مرد ہون
یا عورت سب کی تعزیت کرنا چاہیے ہان اون مین سے جوان عورت کی اوسکے
محرم کے سوا اور کوئی تعزیت نکرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ
کو سلام پہر اوس سے مصافحہ کرین اور نہایت تواضع و انکسار سے پیش آوین
اور بہت باتین نہ کرین اور نہ مسکراوین اور اوس سے یہ کہین کہ اللہ تعالی میت
کی بخشش کرے اور اوس سے درگذر فرماوے اور اوس کو اپنی رحمت
واسعہ سے جنت مین داخل کرے اور تجہکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب
کرے اور ثواب عطا فرماوے اور تعزیت کی سب لفظون مین سے بہتر وہ
لفظین ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے
ارشاد فرمائی ہین اور وہ یہ ہین اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ
مُّسَمًّی یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اوسنے لی اور اوسی کی ملک ہے جو چیز
اوس نے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ

کیا نورانی الفاظ ہین اور ہر لفظ مین کیسی توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب بہری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زدہ کتنے ہی غم مین مبتلا کیون نہو اگر ان مبارک لفظون کو صدق دل سے کان دہر کے سن لے خدا چاہے تو سارا غم والم دور ہو جاوے پس جب کسیکی تعزیت کیا کرین تو ضرور ہے ان لفظون کو کہا کرین اس لیے کہ جو برکت اللہ تعالی نے ان لفظون مین رکھی ہے وہ اور الفاظ مین کہان اور جو کافر جاوے اور اوس کے رشتے دار مسلمان ہون تو اوسکی تعزیت مین یون کہین کہ اللہ تعالی تمہین بہت ثواب دے اور اچھی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت مسلمان اور اوس کے قرابت والے کافر ہون تو اس طرح تعزیت کرین کہ اللہ تعالی تمہین اچھی تسلی دے اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونون کافر ہون تو یون کہین کہ اللہ تعالی تمہین بدلا دے اور تمہارے لوگ کم نہ کرے اور ایک مرتبہ تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسوین بیسوین روز میت کے گہر مین لوگون کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادۃ مین لکہا ہے کہ جنازے کی نماز کے سوا پہر کبہی میت کے لیے لوگون کا جمع ہونا بدعت ہے بہت علماے متاخرین کہتے ہین کہ صاحب میت کے پاس لوگون کا جمع ہونا مکروہ ہے اور یہ امر تو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے گہر کے دروازے پر بیٹہے اور لوگ جمع ہو کے اوس کی تعزیت کرین اس لیے کہ یہ جاہلیت

کی رسمون سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کے پہرین
تو اون کو چاہیئے کہ متفرق ہو جاوین اور اپنے کاروبار مین مشغول ہون اسی
طرح جس کے یہان غمی ہو گئی ہے اوسکو بہی چاہیئے کہ اپنے کام مین مصروف
ہو اور عورتون کو چاہیئے کہ جس کے گہر تعزیت کے لئے جاوین تو اوس سے
فارغ ہو کے چلی آوین دو چار روز وہان نرہین اس لیے کہ سوائے میت کے
اقارب کے غیرون کا گہر مین مجمع کرنا درست نہین بلکہ مکروہ ہے اور میت کے
اقارب کو تین روز تک اوسکے غم مین بیٹہنا جائز ہے اور جو نہ بیٹہین تو اولی
ہے فائدہ میت والے کے گہر کہانا پکا کے بہیجنا درست ہے اس لئے
کہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاھُمْ مَا یَشْغَلُھُمْ یعنی عبداللہ نے کہا
جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت
کو کہ تیار کرو واسطے لوگون جعفر کے کہانا پس تحقیق آئی ہے اونکو وہ چیز کہ
باز رکہتی ہے اونکو کہانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر پس اس حدیث
شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والون اور ہمسایون کو چاہیئے کہ کہانا پکا
کے صاحب میت کے یہان بہیجین اس لئے کہ یہ مستحب ہے اور کہانا اسقدر
ہونا چاہیئے کہ وہ دونون وقت اوسکو پیٹ بہر کے کہاوین اور بعض علما یہ

فرماتے ہین کہ تین دن تک کہانا بہیجنا حلال ہے اس لئے کہ یہ تعزیت کے
دن ہین اور یہ کہانا جو غمی والون کے لئے بہیجا جاتاہی غیرون کو اسکا کہانا
درست ہے یا نہین علما کا اسمین اختلاف ہے بعض کہتے ہین ناجائز ہے
اور بعض کے نزدیک درست اور جب کہانا پکا کے میت والون کے یہان
لیجاوین تو سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے اونکو کہانا کہلاوین اسواسطے
کہ اگر وہ زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کہائینگے تو اونکو زیادہ ضعف
ہوجاویگا پہر ضروری کاروبار مین حرج واقع ہوگا اور یہ کہانا نوحہ کرنے
والی عورتون کے واسطے بہیجنا سخت حرام ہے اس لئے کہ اس مین ایک
طرح کے گناہ پر مدد کرنی ہے اور میت والون کو چاہئے کہ تیجے دسوین بیسوین
وغیرہ مین لوگون کے لئے ہرگز کہانا نہ پکائین اس واسطے کہ یہ بدعت اور
مکروہ ہے پہر مفت مین روپیہ ضائع کرنا اور بدعت وکراہت کے مواخذہ
مین گرفتار ہونا کون عقلمندی کی بات ہے پس حتی الامکان تعزیت وغیرہ
مین خلاف شرع رسمون سے بچین اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کرین
تاکہ دین ودنیا دونون سنور جائین۔

باب بستم

فصل سوگ اور تیجے اور دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی

رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جب کسی کا باپ یا ماں خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز و قریب
مرجاوے تو شرع شریف مین تین دن سے زیادہ اوسکا سوگ کرنا درست
نہین لیکن خاوند کے مرجانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ
کرنے کا حکم ہے اور اسی کو عدت کہتے ہین اور تفصیل اسکی عدت کی فصل مین
گذر چکی اور سوگ سے یہ غرض نہین جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے
ہین کہ سیاہ کپڑے پہنے رہتے ہین اور ہاتھ موںہہ کالے اور گریبان چاک کرتے
ہین اور سر کے بالون کو نوچتے بکھیرتے اور اوپر خاک ڈالتے ہین اور موںہہ اور
سینے اور زانو کو پیٹتے ہین اور تین روز تک ماتمی بچھونا بچھاتے ہین اور اوسپر
جھاڑو نہین دیتے اور کہانے کے وقت دسترخوان نہین بچھاتے اسلئے
کہ یہ سب باتین گناہ کبیرہ اور قطعاً حرام ہین بلکہ سوگ سے مقصود زینت
ترک کرنا ہے یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹھے کے کپڑے اور رنگین
نہ پہنین سیدہے سادہے کپڑے پہنے رہین اور خوشبو وغیرہ بھی نہ لگائین اور
دن مقرر کرکے تیجا دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کرنا اور ان دنون مین کھانا
پکا کے برادری والون اور عزیز و اقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور اون کو کھلانا
اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچھانا اور خیمے کھڑے کرنا اور خوشبو
اور شیرینی اور پان کے بیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتین بدعت اور نامشروع

اور گناہ کی ہین اسی طرح تیجے کے دن لوگون کا جمع ہوکر قبر پر یا اور کسی جگہہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہان اگر بغیر مقرر کرنے دن کے جب
چاہین مردے کی طرف سے کھانا پکا کے محتاجون مسکینون کو کھلاوین یا قرآن
شریف پڑھ کے اوسکی روح کو ثواب بخشین تو ناجائز نہین ہے اور مالدار
برادری والون اور عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کھانا نچاہیئے
اس لئے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غربا اور فقرا کا حق ہے اغنیا کو ہدیہ
لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو آسودہ حال اور متمولون کو
اوس کا کھانا اور اوسکو اپنے استعمال مین لانا ہرگز نہ چاہیئے اور جو لوگ
ناسمجھی سے میت کے وارثون کو دعوت کرنے پر مجبور کرتے ہین اور اون
سے خواہ اونکا جی چاہے یا نہ چاہے دعوت لیتے ہین یہ امر نہایت بُرا اور معیوب
اور خلاف شرع ہے اس لیئے کہ دعوت شادی بیاہ کے ولیمے وغیرہ
مین ہوتی ہے نہ غمی مین اور ایسے وقت مین کہ وہ بیچارے اپنی میت کے
غم و الم مین گرفتار اور شکستہ خاطر ہین اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ
اس مثل مین آیا ہے مردہ چاہے دوزخ مین جائے یا بہشت مین یارون کو اپنے
حلوے مانڈے سے کام علاوہ اس کے موت کے کھانا کھانے سے دل سیاہ
اور مردہ ہو جاتا ہے اسی واسطے فتح القدیر[له] مین لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے

[له] شرح برزخ مین لکھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ اَکْلُ الطَّعَامِ مِنْ بَیْتِ

ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کہانا علما فضلا اغنیا کے واسطے
مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کہانا دل کو
مردہ کرتا ہے اور بیمار کا کہانا دل کو مریض کرتا ہے پس تونگرون کو ایسا کہانا
ہرگز نہ کہانا چاہیے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب
حاصل کرنا ہوتا ہے اور ثواب فقرا اور مساکین کے کہلانے سے ہوتا ہے
نہ مالدارونکے غرض کہ میت کو جب ثواب پہونچانا منظور ہو تو بدون دن
مقرر کئے کہانا پکا کے دیندار محتاجون کو کہلا دیوین تاکہ میت کو ثواب پہونچے
اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کر کے برادری والون اور اغنیا کو کہلانا
نچاہیے اس واسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا
عذاب مین گرفتار ہونا پڑتا ہے سواے اس کے ایسے لوگون کے کہلانے
سے میت کو کچھہ نفع نہین پہونچتا اور مال بہی مفت مین رائگان اور برباد
ہوتا ہے اور نہ ان کہلانے والون کو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پہر وہی مثل ہوتی
ہے کہ دونو دین سے گئے پانڈے جنہین حلوا ملا نہ مانڈے اور یہ سب
خرابیان شادی غمی وغیرہ مین رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چہوڑنے
سے ہوتی ہین اگر تمام امور مین خدا ورسول کے احکام کے موافق عمل کرین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۴ وَاَكْلُ الطَّعَامِ مِنْ بَيْتِ اَهْلِ الْمُصِيبَةِ يُقَسِّي الْقَلْبَ فَلَا يُؤْكَلُ اِلَى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ مَوْتِهِمْ
یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ کہانا کہانا اہل مصیبت کے گہر سے دل کو سخت کرتا ہے پس نہ کہایا جاوے روز کے موت

متو ... تک ۱۲

تو دین و دنیا دونون سدہر جاوین اور دونو جہان کی خوبیان نصیب ہون اللہ تعالی ہم سب مسلمانون کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرماوے آمین ۔

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنیکے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت مین پسندیدہ اور ہر مذہب مین عمدہ ہے خصوصًا اسلام مین تو اسکی نہایت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے دیکھو قرآن مجید مین جابجا خیرات کرنے کا حکم اور اوسکی خوبیان مذکور ہین اور حدیث شریف مین جہان دیکھو وہان اسکی بہلائی کا ذکر ہے اور عالم برزخ اور قیامت کے دن اللہ تعالی نے کیا کیا خوبیان صدقہ کرنیوالون کے لئے مہیا رکھی ہین اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب اُنکے واسطے تیار کئے ہین اور دنیا مین بہی اِسکے سبب سے مال و اولاد مین اللہ تعالی ہر قسم کی برکت عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ خالصًا للہ خیرات کیا کرین اور اوسکا ثواب اپنے عزیز قریب مردون کو بخشا کرین اس لئے کہ زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے ہین اور مردے بیچارے نہایت عاجز اور زندون کے محتاج ہین اب اون کو کوئی بہلائی کرنے کی قدرت نہین علاوہ اسکے جو زندے اون کی طرف سے خیرات کرین گے تو دونون کو برابر ثواب ملیگا کسی طرح کی کمی

ہوگی اللہ تعالی کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور
خیرات کرنا کچھہ مشکل چیز نہین اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے
مقدور کے موافق کچھہ نقد یا غلہ خواہ کہانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال مین سے
محتاجون اور مسکینون کو خیرات کر سکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مُردون
کو پہونچا سکتا ہے اور ایسی چیزون کے ثواب پہونچنے مین کسی طرح کا شک
نہین اسلئے کہ یہ عبادت مالی مین داخل ہے اور عبادت مالی کے ثواب
پہونچنے مین کسی کا اختلاف نہین اور کیونکر اختلاف ہو اس لئے کہ یہ امر
صحیح حدیثون سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُہَا وَاَظُنُّہَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَہَلْ لَّہَا اَجْرٌ
اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ یعنی بی بی عائشہ نے کہا کہ بیشک ایک
آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق مان میری ناگہان
مرگئی اور مین گمان کرتا ہون اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھہ للہ دیتی یا للہ دینے کی
وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دون مین اوسکی
طرف سے فرمایا ہان اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی
تلاوت ذکر اللہ درود شریف کے ثواب پہونچنے مین بعض علما نے
اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بدنی عبادت کا بھی میت کو

ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ
أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ
أَفَأَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِي عَنْهَا قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا

یعنی بریدہ نے کہا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تہا
کہ ناگہان اونکے پاس ایک عورت آئی پہر کہا یا رسول اللہ تحقیق مین نے
صدقہ دی تہی ایک لونڈی اپنی مان کو اور تحقیق مان مرگئی یعنی پس آیا لون
مین اوسکو اور عود کریگی میری ملک مین یا نہین فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا
یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پہیر دیا لونڈی کو تجہپر میراث نے عورت نے
کہا اے رسول اللہ کے تحقیق تہی مان پر روزے مہینا بہر کے کیا روزے
رکہون مین اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکمًا فرمایا کہ روزے رکہہ اوسکی طرف
سے کہا اوس عورت نے کہ تحقیق مان میری نے کبہی حج نہین کیا کیا حج کرون
مین اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہان حج کر اوسکی طرف سے ان دونون حدیثون
سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونون سے مرکب تینون
قسمون کا ثواب بلاشک میت کو پہونچتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پہلی حدیث مین صدقے کے ثواب پہونچنے کی تصریح فرمائی

اور دوسری حدیث مین روزے کے ثواب پہونچنے سے باقی بدنی عبادتون
کے ثواب پہونچنے پر آگاہ فرمایا اور حج کے ثواب پہونچنے سے مالی اور بدنی دونون
سے مرکب کے ثواب پہونچنے پر اطلاع بخشی بس تینون طرح کی عبادتون
کا ثواب پہونچنا صریح حدیثون سے ثابت ہے پس اگر میت کے وارث
مقدور والے ہون تو بہتر صدقۂ مالی مین صدقۂ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے
جسکا ثواب میت کو ہمیشہ پہونچتا رہے جیسے کنوان کہدوانا یا پل خواہ مسجد
یا سرا بنوانا حاصل یہ کہ دولتمندون کے واسطے افضل یہی ہے کہ ایسی کوئی
چیز بنواکے میت کے نام پر وقف کرین کہ اوس چیز کے باقی رہنے تک
اوسکا ثواب میت کی روح کو پہونچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی چیزین
وقف کی جاتی ہین اون کے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہین جیسا کہ
سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ع نہ مرد آنکہ ماند پس از وے بجاے
پل و مسجد و چاہ و مہمان سرائے ؂ اور صدقات جاریہ مین سب سے
بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ ابوداود اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ
عنہ سے روایت قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ
قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق
سعد کی ماں یعنی میری ماں مرگئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اوسکی روح
کو ثواب پہونچانے کے لئے آپ نے فرمایا پانی پس کھودا سعد نے کنوان اور

کہا یہ کنواں صدقہ ہے سعد کی ماں کے واسطے ف پانی کا صدقہ اس لیے
بہتر ہے کہ دین و دنیا دونوں کے امور مین بہت کام آتا ہے خصوصًا ان
شہرون مین جو کہ گرم مین اور جو غریب ہون تو اون کے واسطے اتنا ہی کافی
ہے کہ میت کی طرف سے کبھی کبھی بھوکے کو کھانا ننگے کو کپڑا یا کچھ نقد دیدیا
کرین کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ خلوص نیت سے
غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر بھاری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت
نہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو
فائدہ پہونچاتے رہین اس لئے کہ میت کے حق مین یہ بھی بہت مفید ہے
دیکھو ابو محمد سمرقندی نے سورۂ اخلاص کے فضائل مین حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ
إِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهٗ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ
یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذرا اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا پھر اوسکا اجر
مردون کو بخشا تو دیا جاویگا وہ ثواب سے برابر گنتی مردون کے اور قاسم ابن
سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ
الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَأَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ جَعَلْتُ
ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِلَّا كَانُوْا

شُفَعَاءَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
شخص کہ قبرستان مین داخل ہوا پھر فاتحۃ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور
الھاکم التکاثر کو پڑہا پھر کہا الہی کیا مین نے ثواب اوس چیز کا کہ پڑہا مین نے
تیرے کلام سے واسطے قبرستان والون کے مومن مرد اور مومن عورتون
سے مگر ہونگے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اوسکے طرف اللہ کے
امام یافعی رحمہ اللہ نے روض الریاحین مین لکھا ہے کہ علامۂ عالی مقام
ابن عبد السلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب مین دیکھا اون سے
پوچھا کہ آپ دنیا مین یہ کہتے تہے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا
ثواب نہین پہونچتا کیا ایسا ہی ہے اونہون نے کہا کہ ہم نے اس عالم
مین اوسکے خلاف پایا یعنی اون کو ثواب پہونچتا ہے پس یہ حدیثین اور
صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہین کہ قرآن شریف
کی تلاوت کا اجر مُردون کو پہونچتا ہے اور پڑہنے والون کو بھی اوسی قدر ثواب
ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ قرآن شریف پڑہکر اوسکا ثواب
خاص اپنے لئے ذخیرہ نہ رکہین بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مُردون کو بخشتے
رہین تاکہ دونو کو فائدہ پہونچتا رہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
یہان تک جو بیان ہوا اس امر کا تہا کہ وارث اپنے مال مین سے مردے کے
لئے خیرات کرین اور جو خود میت کے ترکے مین سے صدقہ دینا چاہین تو سب سے

پہلے تجہیز وتکفین یعنی اوس کا گور و کفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط
و تفریط کے کرین اس کے بعد جو مال بچے اوسمین سے میت کے ذمے کا
قرضہ کہ دین مہر بہی اسمین داخل ہے ادا کرین پہر اگر وہ شخص یہ وصیت کر را
ہو کہ میرے مال مین سے فلانے کو اس قدر دینا اور فلان کام مین اتنا
خرچ کرنا تو اوسکے موافق عمل کرنا ضرور ہے بشرطیکہ وہ وصیت خلاف
شرع نہو اور تہائی مال سے زائد کو نہ پہونچی ہو پہر جس قدر مال ان کامون
سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثون پر اوس کو تقسیم کر دین پہر
وارثون کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصون مین سے جسقدر توفیق ہو خالصًا
للہ خیرات کرکے اوسکا ثواب میت کی روح کو بخشین اور جو تجہیز وتکفین اور
ادائے دین اور اجرائے وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہین
اور سب وارث عاقل بالغ اور اوسقدر مال صدقہ دینے پر راضی ہون تو
یہ بہی جائز ہے اور جو کوئی ان مین سے راضی نہو یا بعض وارث نابالغ ہون تو
درست نہین بلکہ میراث کے موافق تقسیم کرکے جو ناراض ہون اونکا حصہ اور چہوٹون
کا حق جدا کرکے جو جوان وارث راضی ہون اپنے حصون مین سے جتنا چاہین
محتاجون کو خالصًا للہ بانٹ دین اور اوسکا ثواب میت کو بخشین اس لئے
کہ ایسی صورت مین تقسیم سے پہلے کسی کو اوس مال مین سے تصدق کرنا جائز
نہین پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتون کو چاہیئے کہ اپنے والدین اور عزیز و

اقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور مساکین کی حاجت روائی کرکے اوسکا ثواب اونکو پہونچایا کرین اون کے لیئے اور سب مومنین اور مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی کی بارگاہ عالی مین نہایت تضرع اور خشوع قلب سے دعا مغفرت اور ترقی درجات کی مانگتے رہین تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاوین اور جنت الفردوس مین بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہون اور اسکے سبب سے زندے بہی حقوق اسلام سے بری ہون کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد دفن پر سوا ے دعاے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچہہ نہین رہتا پس اسمین ہرگز بخل نکرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعاے خیر سے یاد رکہین تاکہ دونون جہان مین برکت اور بہلائی حاصل ہو

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیانمین

جاننا چاہیے کہ پکی قبر بنوانا اور اوس کے گرد چاردیواری اور اوسپر گنبد بنانا جائز نہین جیسا کہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹہنے سے قبر پر مواہب الرحمن مین لکہا ہے کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور

مضبوط کرنا مکروہ اور فتاوی عالمگیری مین بہی ایسا ہی لکہا ہے اور تحفۃ الملوک
مین یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چونے
سے بنانا مکروہ ہے اس لیئے کہ قبر اور اوس کے گرد کی زمین جو اوس کے
تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہہ نہین پس جیسے قبر کا کچا ہی رکہنا منظور
ہے ایسے ہی اوسکے گرداگرد کو بہی کچا رکہنا چاہیے اور ازہار مین ذکر کیا ہے
کہ قبرون کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے وہ کراہت
کے لیئے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونون صورتون کو شامل ہے
کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چونے کی چنائی کی جاوے یا نرے اوپر سے
گچ کر دیجاوے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہین اس لیئے کہ جو مٹی قبر سے
نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ اوسپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکر جائز
ہوگا ایسا ہی بحر رائق اور درمختار اور عینی شرح کنز مین لکہا ہے اور توریشتی نے
بیان کیا کہ حدیث شریف مین جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونون
باتون کا احتمال رکہتی ہے کہ قبر پر پتہر وغیرہ سے مکان بنا دین یا خیمہ وغیرہ
کہڑا کرین یہ دونون منع ہین اس لیئے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے یعنی سابق
مین کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تہے پس اس فعل مین کافرون
کی مشابہت کے سوا اسراف بہی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے نہ میت
کا کوئی فائدہ نہ زندون کا کچہہ نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست نہین

بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈہا دینا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی
کیون نہ ہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا بہی جائز نہین جیسا کہ شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے جامع البرکات مین بیان کیا ہے
کہ مسلم نے ابو الہیاج اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہون نے کہا مجہے
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ بہیجون مین تجہکو اوپر اوس کام کے کہ
بہیجا مجہکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چہوڑ تو
کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹاوے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کردے اوسکو
فائدہ قبرون کو مسجدین قرار دینا حرام ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم نے عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ
الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی
اوس بیماری مین جس سے نہین اوٹہے یعنی تندرست نہوئے اوسی مین آپکا
انتقال ہوگیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاری کو کہ اونہون نے اپنے نبیون کی
قبرون کو مسجدین قرار دیا اسی طرح قبرون پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا بہی حرام
ہے اس واسطے کہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ
وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ یعنی لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

قبرون کی زیارت کرنے والی عورتون کو اور لعنت کی اونکو جو پکڑین قبرون پر مسجدین یعنی قبرون کی طرف سجدہ کرین اور چراغ روشن کرین ف قرآن مجید یاحدیث شریف مین جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہین فائدہ قبرون پر بیٹھنا بھی حرام ہے جیساکہ مسلم اور امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ بیٹھے ایک تمہارا انگارے پر کہ جلاوے اوسکے کپڑے کو پس پہونچے طرف اوسکے بدن کے بہتر ہے واسطے اوسکے اس سے کہ بیٹھ جاوے قبر پر اسی طرح قبرون کو روندنا اور اونپر لکھنا بھی حرام ہے جیساکہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا وَاَنْ تُوْطَاَ یعنی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ گچ کیجاوین قبرین اور یہ کہ لکھا جاوے اونپر اور یہ کہ روندی جاوین غرضکہ پکی قبرین بنوانا یا اونکو بلند کرنا اور اُن پر گنبد وغیرہ بنوانا اور اونکی زیب وزینت اور آرائش کرنا ہرگز نہ چاہیے اس لئے کہ یہ سب باتین خلاف شرع اور حرام ہین سوائے اس کے یہ سب امور دنیا مین نام ونشان باقی رہنے کے لئے کئے جاتے ہین اور جب آدمی مرگیا تو وہ خاک مین ملگیا اور اوس کا نام بھی مٹ گیا پھر مٹے نام

کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہان کی زینت وآرائش گو کتنی ہی ہو اوس عالم مین کچھہ کام نہین آتی وہان تو اعمال صالحہ کام آتے ہین جس کے نیک عمل ہین اوس کے واسطے وہان ہر قسم کا عیش و آرام مہیا ہے اگرچہ دنیا مین اوسکی قبر کا نشان بہی نہ ہو اور معاذ اللہ جسکے برے اعمال ہین اوس کے لئے وہان ہرطرح کی تکلیف وایذا ہے گو دنیا مین اوسکی قبر پر لاکھون کرورون کی تیاری وآرائش ہی کیون نہو بس مسلمانون کو چاہئے کہ کوئی کام خلاف شرع نکرین اور جو روپیہ پکی قبر وغیرہ بنانے مین صرف کیا جاتا ہے اوسکا کہانا پکا کے محتاجون اور مسکینون کو کہلا دین یا نقدی تقسیم کردین تاکہ دونون کو ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون۔

فصل قبرون کی زیارت کے آداب اور اوس کے مقصود کی بیان مین

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مصلحت سے پہلے قبرونکی زیارت کرنے سے منع فرمایا تہا پہر اوسکی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تہا مین نے تم کو قبرون کی زیارت کرنے سے بس تم زیارت کرو قبرون کی تحقیق زیارت کرنا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو اس حدیث سے

ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے
کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا مونہہ کرکے یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَا
حِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ
لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھلاتے تھے
مسلمانوں کو جبکہ نکلیں طرف قبروں کے کہیں سلام ہے تمہارے گھر والو
مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالی ساتھ
تمہارے البتہ ملیں گے مانگتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے
عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی بعض علما فرماتے ہیں کہ مستحب زیارت
کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا مونہہ میت کے مونہہ کے سامنے کرکے اور سے
سلام پڑھے اور دعا کرے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَۃِ
فَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ
اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ

---

۵۱ کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ۱۲

علیہ وآلہ وسلم قبرون پر مدینے مین پس متوجہ ہوئے اونپر ساتھہ موںہہ اپنے کے
اور فرمایا سلام ہے تمپر اے صاحب قبرون کے بخشے اللہ ہمکو اور تمکو اور تم
پہلے پہونچے ہو ہمسے اور ہم پیچھے سے آتے ہین ان لفظون کے عوض مین
زیارت کرنے وقت اور لفظین کہنا بہی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا
مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ كَيْفَ
اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ تَعْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِيْ یعنی بی بی عائشہ نے
کہا مین کس طرح کہون یا رسول اللہ مراد رکہتی تہین اس سوال سے کیا کہون
مین زیارت کرے قبرون مین فرمایا کہہ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ
لَلَاحِقُوْنَ یعنی سلام ہے صاحب گہرون پر مومنین سے اور مسلمانون مین سے اور رحم کرے اللہ ہمسے
پہلے جانیوالون پر اور پیچھے ملنے والون پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتہہ
تمہارے البتہ ملنے والے ہین اور یہ بہی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ
لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ
فَيَقُوْلُ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ ہوتی
اونکی باری کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب
مین طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پہر فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ

اَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ یعنی سلام ہے تمپر اے قوم مومنین اور آئی تمہارے پاس وہ چیز کہ تھے تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل دیے گیے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے ملنے والے ہین یا الٰہی بخش بقیع[1] غرقد والون کو اور زائر کو چاہیے کہ زیارت کے وقت سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھکے اسکا ثواب میت کو بخشے پھر اوس کے لیے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اوسکا بوسہ لینا منع ہے اس لئے کہ یہ نصاریٰ کی رسمون سے ہے اور زایر کو یہ بھی چاہیئے کہ میت کا ویسا ہی ادب و لحاظ کرے جیسا کہ اوسکی زندگی مین کرتا تھا یعنی اگر دنیا مین بسبب اوسکی بزرگی کے ادب کی راہ سے اوس سے دور بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اوسکی قبر سے دُور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی مین اوسکے پاس بیٹھتا تھا تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے اُستاد پیر عالم درویش وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اس لئے ادب کرنا چاہیئے کہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اوس کا جواب دیتا ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے استذکار و التمہید مین ابن عباس رضی اللہ عنہما

[1] بقیع نام ہے ایک جگہہ کا باہر مدینے کے کہ اوسمین قبرین مدینے والون کی ہین اور اوسمین پہلے درخت غرقد کے کہ نام ہے ایک درخت کا بہت تھے اسلیے اوسکو بقیع غرقد کہا ۱۲

سے روایت کیا ہے[۱] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ اِلَّا عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہے کوئی شخص کہ گذرے اپنے مومن بہائی کی قبر پر اور وہ اوسکو دنیا مین پہچانتا تہا پہر اوسپر سلام پڑہے مگر وہ اوسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے اور قبرون پر بیٹہنا یا اون پر تکیہ کرنا اور اونکی طرف نماز پڑہنا اور اونکے نزدیک سونا منع ہے اسی طرح اون کو روندنا اور اونپر پیشاب اور پاخانہ پہرنا بہی منع ہے جیساکہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوَسْطَ الْقَبْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ چلون مین چنگاری پر یا تلوار پر یا گانٹہون مین اپنا جوتا اپنے پانون کے ساتھ مجہے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلون مین کسی مسلمان کی قبر پر اور نہین پروا رکہتا مین کہ بیچ قبر کے پاخانہ پہرون یا بیچ بازار مین اور قبرستان مین ننگے پاؤن جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لئے جمعے کے دن یا ہر ہفتے مین ایک بار جانا بہتر ہے جیساکہ بیہقی نے شعب الایمان مین مرسلاً

[۱] ابن عبدالحق نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۱۲-

روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِہِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ وَکُتِبَ بَرًّا یعنی وایت ہے محمد بن نعمان سے پہونچاتے تھے حدیث کو طرف نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے مان باپ کی قبر کی یا ایک کی اونمین سے ہر روز جمعہ مین یا ہر ہفتے مین بخشش کیجاتی ہے واسطے اوسکے اور لکھا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال مین نیکی کرنے والا ساتھ مان باپ کے فائدہ عورتون کو قبرون کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اس لیئے کہ وہ بہت نرم دل اور بے صبر ہوتی ہین ذراسے صدمے مین جزع فزع کرنے اور رونے پیٹنے لگتی ہین اور اکثر نادان عورتین بدعقیدگی کی وجہ سے ایسی جگھون مین کفر و شرک مین مبتلا ہوجاتی ہین سوا اسکے جہان کہین عورتون کا مجمع ہوتا ہے وہان اکثر شہدے لچے بدوضع لوگ جمع ہوجاتے ہین اور اسمین ہر طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے ایسی جگہہ جانے سے عورتون کو شرع مین ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اون کا قبرون پر جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہین مگر حدیث شریف مین صاف ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم نے قبرون کی بہت

زیارت کرنے والی عورتون پر اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیون کو
ملعون فرمایا اور جو بعض علما جائز کہتے ہین شاید اونکی وہ حدیث دلیل ہوگی
جسکو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ اَضَعُ
ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا
مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تہی مین داخل ہوتی اپنے
گہر مین کہ اوسمین مدفون تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اور ابو بکر
رضی اللہ عنہ بہی مدفون تہے اوس حالت مین کہ تحقیق رکہتی ہین یعنی اوتارتی
بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل مین سوا اس کے
نہین شان یہ ہے کہ مدفون ہین خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابوبکر اور دونون اجنبی نہین ہین پس جبکہ دفن کیے
گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ اون کے یعنی اوس مکان مین پس قسم ہے اللہ
کی نہین داخل ہوئی مین گہر مین مگر مین باندہے ہوے ہوتی اپنے اوپر کپڑے
اپنے واسطے حیا کے عمر سے کہ وہ اجنبی تہے ف اسمین دلیل ہے
اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اوسکے لحاظ کے حالت
حیات مین اور یہ بہی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لئے اگر عورتین اپنے

عزیز و قریب کی قبرون پر جاوین تو کچہ مضائقہ نہین لیکن رسم کے موافق مجمع
کرکے جانا ہرگز نہ چاہیئے اس لئے کہ یہ قطعًا حرام ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ
زیارت کے وقت میت کے اجنبی اور محرم ہونے کا بہی ضرور لحاظ رکہین
یعنی زندگی مین اگر اوس سے پردہ تہا تو زیارت کے وقت بہی اوس سے
پردہ کرین چادر وغیرہ اوڑہے رہین اور جو دنیا مین شرع کے موافق اوس سے
پردہ نہ تہا تو اب بہی چادر وغیرہ اوڑہے رہنا ضرور نہین اور آج کل کے
جاہل لوگ دین سے بیخبر جو قبرون پر جاکے روتے پیٹتے اور اوپر روشنی اور
اون کا طواف کرتے ہین اور کپڑے اور پہولون کی چادرین اور غلاف وغیرہ
اوپر چڑہاتے ہین اور شیرینی وغیرہ لیجاکے تقسیم کرتے اور میت سے مراد
مانگتے ہین سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہین پس مسلمان مرد اور
عورتون کو چاہیئے کہ جاہلیت کی رسمون کو چہوڑین اور شرک و بدعت کی باتون
سے موہنہ موڑین اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگین گو انبیا و اولیا ہی کیون
نہون کونسی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہین دیسکتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی
ہے اللہ سبحانہ دیکہتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے
عرش سے فرش تک اوسی کی خلق اور اوسی کے قبضے مین ہے پہر ایسے
مالک کو چہوڑ کے غیر سے اور وہ بہی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہین
اپنی مرادین مانگنا سوائے نادانی اور پریشانی اور دین کہونے اور شرک و کفر

مین گرفتار ہونے کے کیا فائدہ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے مسلمانون
کو توفیق دے کہ وہ دین مین اپنی راے کو ہرگز دخل نہ دین بلکہ سنت کے
موافق مردون کی زیارت کیا کرین اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سکھایا ہے ویسا ہی ہر کام مین برتاؤ کرین بال برابر بھی اوس کے خلاف نکرین
مقصود زیارت سے فقط مُردون پر سلام پڑہنا اپنے اور اونکے لئے مغفرت
کی دعا اور اون سے عبرت حاصل کرنا ہے تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اوس سے
نفرت اور آخرت کا ثبات اور اوسکی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا
کا دہیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جمارہے کلمۂ شہادت پر خاتمہ
بخیر ہو آمین

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

بالخیر تمّت